رازِ صحت
اس کتاب میں
صحت کے متعلق مکمل واقفیت
اور
ضروری ضروری مرضوں کا بیان بالتفصیل
لکھا گیا ہے!
مینیجر ماڈرن میڈیسن ہوم ۳۵ نسبت روڈ لاہور
کارنیشن پریس لاہور میں باہتمام اندر سنگھ پرنٹر پبلشر چھپا

کاربوجن

عورتوں کی خوبصورتی کا محافظ ہے۔ کیونکہ اس کے کھانے سے تازہ خون پیدا ہوتا ہے۔ عورتوں کا مرض لیکوریا (رحم سے سفید پانی آنا) بالکل دُور ہو جاتا ہے۔ خون زیادہ پیدا ہونے سے حیض کی تکلیفیں ہمیشہ کے لئے رفع ہو جاتی ہیں۔ اس کے استعمال سے مستورات کے چہرہ کا رنگ کشمیری سیب کی رنگت کو بھی مات کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے عورت کبھی بوڑھی نہیں ہوتی۔ جب بچہ پیدا ہو یا دُودھ پیتا ہو۔ اُن دنوں اس کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ جن لڑکوں کا حافظہ کمزور ہو۔ وہ اس کا استعمال کریں۔ حافظہ میں ترقی ہو کر پڑھا لکھا ہمیشہ کے لئے یاد ہو جاوے گا۔ مردوں میں جریان منی اور کمزور دماغ آدمی کے لئے اس سے بہتر اور کوئی غذا نہیں ہے۔ لطف یہ ہے۔ کہ کھانے میں بڑا لذیذ ہے۔ کاربوجن کے کھانے والا کبھی بیمار نہیں ہوتا۔ عورت ہو یا مرد۔ ہمیشہ جوان رہتے ہیں۔ ہر گھر میں ہر ایک آدمی بچہ بوڑھا عورتیں صبح دودھ کے ساتھ ناشتہ کے طور پر کھاتی ہیں۔

پتہ

مینیجر ماڈرن میڈیسن ہوم نسبت روڈ ۲۵ لاہور

زندگی کیا ہے۔ اور کتنی قیمتی ہے۔ اس کی قدر ایک دائم المریض سے پوچھو یا بوڑھے آدمی سے پوچھو۔ جو موت کے اِنتظار میں زندگی کی آخری گھڑیاں گن رہا ہو۔ عمر خواہ کتنی لمبی ہو۔ لیکن زمانہ کی رفتار اتنی تیز ہے کہ انسان ابھی دنیا کے کچھ تجربہ یا خوشیاں حاصل ہی نہیں کرتا۔ کہ عمر ختم ہو جاتی ہے۔ اُمیدیں اور خواہشیں دل کی دل ہی میں رہ جاتی ہیں۔ دُنیا میں جس آدمی کو پوچھو۔ اور جس عمر میں پوچھو۔ ہر عمر میں اُس کی اتنی خواہشات باقی نظر آئینگی۔ کہ جو بقیہ عمر کے مطابق جدوجہد کرتا ہُوا بھی اُن کو مکمل نہیں کر سکتا۔ اور تسکین حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر ایک تندرست آدمی جدوجہد کرتا ہُوا بھی زندگی چھوٹی سمجھتا ہے۔ خواہ کتنی لمبی ہو۔ تو یقیناً ایسا آدمی جس نے اپنی زندگی کو بیمار بنا لیا ہو۔ (کیونکہ بیماریاں عموماً خلاف قدرت زندگی گذارنے سے پیدا ہو جاتی ہیں) اُس کو کیا خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ عمر انسان کی تنگ ہے۔ کام زیادہ ہیں۔ اسلئے ہمیں زیادہ سے زیادہ یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس تنگ عمر کے سالوں میں صحت تو نہ بگڑے۔ تاکہ جو لمحے ہم نے دُنیا میں گذارنے ہیں۔ وہ خوشی سے گذریں

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بڑی عمر کا آدمی تو قانون قدرت کی خلاف ورزی کرنے سے اپنے آپ کو بیمار کر لیتا ہے۔ لیکن بچے جو پیدائش ہی سے بیمار ناتواں کمزور کم دماغ نظر آتے ہیں۔ اُنہوں نے کونسی قدرت کی خلاف ورزی کی ہے۔ یہ سوال معمولی

ہے۔ اس کا جواب آسان ہے۔ کہ بچہ کی پیدائش مرد اور عورت کے بیرج ورج سے ہی ہے۔ بیمار آدمی کا بیرج و رج کبھی تندرست نہیں ہو سکتا۔ لہذا جو بچے ایسے بیرج ورج سے پیدا ہونگے۔ وہ کبھی تندرست پیدا نہیں ہو سکتے۔ بچوں کی بیماریوں کے والدین بہت حد تک ذمہ وار ہیں۔ (میں نے اپنی کتاب **بچوں کی صحت و علاج** میں مفصل طور پر اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ کس طرح بچہ بیمار ہوتا ہے۔ اور اُن کی کس طرح حفاظت کی جا سکتی ہے۔ ہندوستان میں کم عمر بچے عموماً نصف سے زیادہ مرجاتے ہیں۔ عموماً بچے ذہین کیوں ہوتے ہیں۔ یا کند ذہن کیوں ہوتے ہیں۔ دیگر اُن کی بیماریاں و طریقہ علاج و حفاظت کے طریقے جس سے بچہ تمام عمر بیمار نہ ہو۔ بچہ خوش و خرم رہ کر تمام عمر صحت سے گذارے۔ مندرجہ بالا کتاب **بچوں کی صحت و علاج** میں مفصل بیان کر دی گئی ہیں۔ ہر ایک آدمی کے گھر جس کے بال بچے ہیں۔ اس کتاب کا ہونا از حد ضروری ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ جو مصنف سے مل سکتی ہے۔ اس لئے یہ سوال پیدا کرنا ہی فضول کہ بچہ پیدا ہوتے ہی کمزور یا بیمار کیوں ہے۔ لہذا اس عمر کو بخوشی گذارنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ صحت کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔

اب میں احوال صحت بیان کرتا ہوں۔ جس کے جاننے سے عام آدمی بخوشی صحت حاصل کر سکتا ہے۔ اور بوڑھی عمر تک تکلیفوں سے بچتا ہوا خوشی خوشی عمر ختم کرتا ہے۔

موٹے موٹے دس ۱۰ اصول ہیں۔ جو عام طور پر انسان جانتے تو ہیں۔ لیکن عموماً عمل پیرا نہیں ہوتے۔ وہ اصول یہ ہیں۔ طریقہ رہایش۔ خوراک۔ جماع۔

نیند۔ پوشاک ۔ یہ پانچ تو بڑے اصول ہیں۔ جن کا مفصل بیان کرتا ہوں۔ اور باقی پانچ چھوٹے اصول طریقہ رہایش میں آجاویں گے۔ یاد رکھیں یہ مضمون بڑا قیمتی ہے۔ اب غور سے پڑھیں تو یقیناً آپ ہزاروں بیماریوں سے بچ جاویں گے اور ساتھ ہی علاج بھی درج ہیں۔ اسلئے آپ کو غور سے پڑھنے کے علاوہ قیمتی معلومات جاننے کے علاج سے بھی واقفیت حاصل ہو جاویگی۔

پہلا طریقہ رہایش۔ سب سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں رہایش کا طریقہ بیان کرتے ہوئے آجکل کی عموماً صحت کی خرابی کا حال لکھوں۔ آجکل ۸۰ فیصدی اموات صرف تپ دق کی مرض سے ہوتی ہیں یہ کیوں ہے محض ہمارے رہنے سہنے کے ٹھیک قدرتی اصولوں کا نہ جاننا۔ اگر ہم پرانے طریقہ رہایش کو غور سے دیکھیں۔ یا عموماً باقی جانداروں کی زندگی کا مطالعہ غور سے کریں۔ تو ہم کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہوتے ہوئے بھی آزاد ہیں۔ اور شاذ و نادر ہی بیمار ہوتے ہیں۔ اُن میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ جہاں اُن کو کھلی ہوا ہر وقت ملتی ہے۔ وہاں خود غرضیاں یا ذاتی رنجشیں یا رواج پردہ وغیرہ کی رسمیں بالکل نہیں ہیں۔ کھلی ہوا جہاں روح کو طاقت بخشتی ہے۔ وہاں اخلاق کو بھی بلند کرتی ہے۔ آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے۔ کہ کھلی ہوا کا اخلاق کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ مَیں کہتا ہوں۔ کہ جہاں اخلاق کا لفظ آتا ہے۔ وہاں بزدلی و کمزوری نہیں ہوتی۔ عموماً بزدل کمزور دل آدمی ہی گرے ہوئے اخلاق کے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ بات تواریخوں سے ثابت ہو سکتی ہے۔ ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ کہ اخلاق و بہادری عموماً لازم و ملزوم ہیں۔ اور بہادری کا

سب سے زیادہ عنصر کھلی ہوا ہے۔ کھلی و صاف ہوا جہاں خون کو تقویت دیتی ہے
ہزاروں مرضوں کو رفع کرنے کا موجب بنتی ہے۔ وہاں ضمیر کو بھی صاف کرتی
ہے۔ اسلئے قدرتی طریقہ رہائش اس طرح کا ہونا چاہیئے۔ جس میں کھلی اور صاف
ہوا آسانی سے رل سکے۔ مکان کی بناوٹ ایسی ہو۔ جس میں ہوا اور دوسری چیز
دھوپ کافی مقدار میں میسر ہو۔ سورج کی دھوپ یا کرنیں زندگی کو قائم رکھنے کے
لئے ضروری ہیں۔ جن پودوں کو سورج کی گرمی سے محروم رکھا جاتا ہے۔ وہ پودے
کبھی پوری طرح نشو و نما نہیں پا سکتے۔ اسی طرح جس آدمی کو سورج کی کرنیں یا
دھوپ مناسب مقدار میں نہ ملے۔ وہ آدمی کبھی سُرخ رنگ حاصل نہیں کرسکتا۔
اس کے خون میں ریڈ بلڈ کارسپکلز یا سُرخ ذرّاتِ خون بہت کم ہو جاتے ہیں
اور خون کی سُرخی کا کم ہونا ہی ایک بڑی بھاری بیماری ہے۔ ایسے خون میں قوت
مدافعت بیماری کم ہو جاتی ہے۔ اور معمول سے بد پرہیزی یا وبا میں آدمی بیمار ہو
جاتا ہے۔ **تیسری** چیز غم یا خوشی ہے۔ زیادہ غم یا زیادہ خوشی رُوح پر خاص
اثر رکھتی ہے۔ خوشی میں اعضاء جسم پھیپھڑے پھُولتے ہیں۔ اور خون کا دورہ جسم
کے باریک سے باریک حصہ تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض جسم کے مُردہ حصے تازہ
خون ملنے سے پھر زندگی میں آجاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں سائنس نے ثبوت
کردی ہیں۔ اسلئے خوشی عمر کو بڑھاتی ہے۔ لیکن یہ ہی خوشی جب حد سے
زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو رگوں میں زیادہ خون جانے کے سبب بعض دفعہ چھوٹی
باریک رگیں پھٹ جاتی ہیں۔ اور آپ نے سُنا ہوگا۔ کہ ایسے واقعات رُونما
ہو جاتے ہیں۔ جب حد سے زیادہ خوشی موت کا باعث ہو جاتی ہے۔ چونکہ

میرا مطلب یہاں سائنس پڑھانا نہیں ہے۔ اسلئے میں مختصراً یہ باتیں بتا رہا ہوں۔ کہ حد سے زیادہ خوشی بھی بیماری پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی طرح غم کا حال ہے۔ غم سے خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ حرارت عزیزی کم ہو جاتی ہے۔ سانس تیزی سے آتا ہے۔ پھیپھڑوں و دیگر اعضاء رئیسہ کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ اور یک لخت زیادہ غم بھی بیماری کا باعث بن جاتا ہے۔ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ کہ کس طرح بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ پانچویں چیز۔ گھر کا اتفاق ہے۔ جہاں اوپر والی چار چیزیں ہوا و دھوپ۔ خوشی و غمی کا بیان ہوا ہے۔ اسی طرح جس گھر میں محبت و پیار ہے۔ اتفاق ہے۔ چھوٹے بڑوں کی عزت کرتے ہیں۔ بڑے چھوٹوں کو پیار کرتے ہیں۔ ہر ایک آدمی مستعد اور ہوشیار ہے۔ وہاں قدرتی طور پر دل خوش رہتا ہے۔ اور دل کی خوشی ہی صحت ہے۔ اسلئے طریقہ رہایش میں مندرجہ بالا باتیں موجود ہونی از حد ضروری ہیں۔ دوسرا بڑا اصول میں نے خوراک بتایا ہے۔ خوراک ہمیشہ زود ہضم اور پیشہ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ ہر آدمی کے لئے ایک مخصوص خوراک کا اصول بنانا ڈاکٹر کے لئے از حد مشکل ہے۔ مثلاً ایک فوجی آدمی کے لئے گوشت ضروری ہے۔ تو دماغی کام کرنے والے کے لئے دودھ ضروری ہے۔ اسی طرح پیشہ۔ آب و ہوا۔ صحت کے مطابق خوراک کا استعمال کرنے سے زندگی کو خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔

تیسرا جماع کا علیحدہ بیان اسلئے کیا گیا ہے۔ کہ سو فیصدی انسان

جوشِ جوانی میں کثرتِ جماع کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور قدرتی اصول کو
نہ جانتے ہوئے اپنی زندگی کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر لیتے ہیں۔ لیکن
اعتدال کے اندر۔ جماع میں لذت تو قدرت نے اسلئے رکھی ہے۔ کہ
حصول لذت کے لئے لوگ جماع کریں گے۔ اور نسل قائم رہے گی۔ قدرت
کا منشاء نسل قائم کرنے کا تھا۔ نہ صرف حصول لذت کا۔ لیکن اگر
لذت اس میں نہ رکھی جاتی۔ تو قدرتی طور پر حیوانوں یا انسانوں کی
توجہ شاید اس طرف مبذول نہ ہوتی۔ اور نسل منقطع ہوجاتی۔ عام
حیوانوں میں تو اتنی خرابی نہیں ہے۔ عموماً مادہ حیوان نر کو اپنے پاس
بغیر خاص مقررہ وقت کے پھٹکنے بھی نہیں دیتی۔ جبکہ خود مادہ کو رغبت
نہ ہو۔ لیکن حضرت انسان ہے۔ کہ دن رات یہی شغل ہے۔ ذرہ فرصت
اور تنہائی ملی۔ اور آپ مصروف بکار ہیں۔ یاد رکھو کہ جس طرح خون قیمتی
ہے۔ اس سے کہیں منی بہت زیادہ قیمتی ہے۔ لیکن ہم اس بے پروائی
سے اس کو ضائع کرتے ہیں۔ کہ آیندہ صحت کا بالکل خیال تک بھی نہیں
رکھتے۔ منی دوسرے معنوں میں جسم کی لطیف رُوح ہے۔ ایک وقت
کے جماع میں گویا ہم جسم سے روح کو کمزور کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق
ہزارہا کتابیں بن چکی ہیں۔ ہم کو یہاں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔
لیکن عموماً میرے پاس جتنے بھی مریض آتے ہیں۔ ایکسو میں ننانویں ۹۹ مریض
ایسے ہوتے ہیں۔ جنہوں نے کثرت جماع سے اپنی زندگی کو تباہ کیا ہو۔
اسلئے سب سے پہلے مجھے ایسی ادویات ہی استعمال کرنی پڑتی ہیں۔

جو ضائع شدہ طاقت کو بحال کریں - اور نیچے دیگر علامتوں کا خیال کرتا
ہوں - اسلئے جماع حد سے زیادہ یا خواہش کے بغیر کرنا بھی نقصان دہ
ہے - ہاں جب بغیر کسی قسم کی اُکساہٹ کے قدرتی طور پر جسم میں اُکساہٹ
پیدا ہو - تو اس فعل سے بجائے نقصان کے فائدہ ہوتا ہے - جس طرح باقی
چیزیں صحت کے لئے ضروری ہیں - اسی طرح جماع بھی لازمی ہے - اور
اگر ہفتہ میں ایک سے زیادہ بار نہ کیا جائے - تو اس سے کوئی نقصان نہیں
ہوتا - وہ بھی قدرتی خواہش آنے پر - اب تو یہاں تک تجربے ہو چکے ہیں -
کہ جوانی میں اچھی خوراک و بے فکر زندگی والے لوگ اگر ایک دفعہ ہر روز یہ
عمل کریں تو چنداں نقصان دہ نہیں - لیکن یہ غلط ہے - جسم کا کافی حصہ
اس عمل سے ضائع ہوتا ہے - اسلئے اعتدال کو نہ چھوڑنا چاہیئے -

چوتھا نیند - پوری نیند ضائع شدہ طاقت کو بحال کرتی ہے -
اسلئے ہمیشہ نیند پوری کرنی چاہیئے - رات کو نو بجے سے لے کر صبح چار بجے
تک کا بہترین وقت ہے - زیادہ سونا بھی اُتنا ہی نقصان دہ ہے - جتنا
کم نیند کرنا - اس کے متعلق حکمائنے کافی بحث کی ہے - لہذا نیند کا خاص
خیال رکھنا صحت و عمر کے لئے خاص ضروری ہے -

پوشاک پوشاک کا تعلق جسم کی بیرونی ساخت سے خاص ہے - عموماً
ہم لوگوں نے قدرتی اصولوں کو بھلا دیا ہے - ہر بات میں اعتدال کو نہ
بھولنا چاہیئے - جسم کے حصے جن کا تعلق ڈائرکٹ طور پر ہوا اور دھوپ
سے رہتا ہے - جیسے منہ - ہاتھ - اُن کو گرمی یا سردی سے اِتنی تکلیف

نہیں ہوتی - جتنی کہ باقی جسم کو اس کی وجہ صاف ہے - چونکہ ہم بلا واسطہ
زیادہ کپڑوں کے استعمال کے عادی ہوتے جا رہے ہیں - اور جلد کی قدرتی
سختی یا نشو و نما میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں - اسلئے معمولی سردی یا گرمی
فوراً جسم میں پہنچکر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے -
آپ لوگوں نے دیہاتی پبلک کو دیکھا ہوگا - کہ صرف ایک کھدر کے کرتے
میں گرمیاں اور سردیاں گذارتے ہیں - اور شاذ و نادر بیمار ہوتے ہیں - اُن
کی جلد اتنی مضبوط ہوتی ہے - کہ سردی یا گرمی کا کوئی بے جا حملہ اُن کو اتنا
نقصان نہیں کر سکتا - جیسے آپ کے منہ دہاتھ عموماً زیادہ تندرست
ہوتے ہیں - گویا صاف ہوا و دھوپ کا براہِ راست تعلق جلد کو ہزارہا
بیماریوں سے بچاتا ہے - اسلئے چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو معمولی سادہ
پوشاک کا عادی بنانا چاہیئے - تاکہ جسم اور جلد اصلی طور پر نشو و نما پاکر
بیمار ہونے کا عادی نہ ہو جاوے - ان قواعد کی پابندی پورے طور پر نہ
کرتا ہوا انسان صحت کو خراب کر دیتا ہے - جس کا نتیجہ اب دیکھ رہے ہیں
کہ لاکھوں بیماریاں دن بدن پھیل رہی ہیں - بعض انسانوں کی جسم کی
بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے - جس کو دیکھ کر شروع عمر میں ہی یقین ہو سکتا
ہے - کہ یہ شخص دائم المریض ہوگا - میری کتاب تپ دِق و اس کی
علامات بمعہ علاج میں یہ واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے - کہ فلاں
قسم کا بچہ خواہ کتنا تندرست ہو - اگر ضروری خیال نہ رکھا گیا - تو ضروری
تپ دق میں مُبتلا ہو جاوے گا - اس کتاب میں اب تک جتنی وجوہات

اس نامراد مرض کی ہیں مکمل طور پر بیان کی گئی ہیں۔ اور نہایت ہی اعلےٰ طریقہ سے حفظِ ماتقدم و طریقہ علاج پر بحث کی گئی ہے۔ اور اعلےٰ اعلےٰ علاج معہ نسخہ جات کے درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا بھی ہر ایک گھر میں ہونا گویا اپنی زندگی کو ہمیشہ کے لئے سکھ میں رکھنا ہے۔ کیونکہ آجکل بڑھی ہوئی تپ دق کی وبا سے کوئی آدمی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھ سکتا۔ بچوں والوں کو چاہیئے۔ کہ شروع سے ہی مناسب احتیاط رکھیں۔ اور خدانخواستہ اگر معمولی سی علامتیں بھی نظر آویں۔ تو اُن کو رفع کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ میں نے اس کتاب میں ہر پہلو پر مکمل بحث کی ہے۔ قیمت باوجود اتنی خوبیوں کے صرف ۱۲ر رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر انسان فائدہ اُٹھا سکے۔ یہ کتاب اور پہلی بچوں کی صحت و علاج والی کتاب اتنی ضروری ہیں۔ جتنی کہ زندگی ضروری ہے۔ عوام کے فائدے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قیمتیں بہت کم ہیں۔ دونو کتابیں ہماری ماڈرن میڈیسن ہوم نسبت روڈ نمبر ۳۵ لاہور سے منگائی جاسکتی ہیں۔ اب میں باقی بیماریوں کی طرف چلتا ہوں۔ جو کہ عام طور پر بچوں اور نوجوانوں و مستورات کو تکلیف دے رہی ہیں۔

تپِ دق

یہ مرض عالمگیر ہو رہی ہے۔ ہزاروں دوائیں اس کے لئے تجربہ کی جارہی ہیں۔ لیکن کوئی ایک خاص دوائی اس مرض کے لئے مخصوص

نہیں کی جا سکتی۔ ویسے تو ہر مرض کے لئے ہی خیال ہوتا ہے۔ لیکن تپ دق جیسی نامراد مرض کے لئے فوراً ہی لائق تجربہ کار ڈاکٹر کے پاس پہنچنا چاہیئے۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب خاص طور پر اس علاج کے لئے مشہور ہو چکے ہیں۔ اور اب تک لاکھوں آدمیوں کی زندگیاں آپ کے طریقہ علاج سے بچ چکی ہیں۔ اسلئے اگر آپ کو ذراسی شکایت بھی معلوم ہو تو فوراً یہاں آجاویں۔ یقیناً آپ اپنی قیمتی زندگی کو بچا لیویں گے۔ لیکن اگر یہاں آنا مشکل ہو تو مکمل حالات لکھ کر بھیجدیویں۔ ڈاکٹر صاحب کی ایجاد کردہ دوائی آپ کو ارسال کی جاوے گی۔ دوائی نہایت ہی زود اثر ہے۔ ایک ہفتہ میں وزن بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ بخار۔ کھانسی وغیرہ کو کافی آرام آجاتا ہے۔ ہندوستان بھر میں کوئی دوائی اس مرض کے لئے اتنی سودمند تیار نہیں ہو سکی۔ جتنی یہ دوائی ہے۔ ایک ہفتہ کی آزمائش مریض کو تسلی دینے کے لئے کافی ہے۔ باقی علاج دو یا تین مہینے کا ہے۔ جس سے یہ بیماری جڑ سے چل جاتی ہے۔ ہزاروں زندہ سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ اس بیماری کا جلد از جلد علاج ہونا نہایت ضروری ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ غریب سے غریب آدمی بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کے علاج سے مستفید ہو سکیں۔ اسلئے قیمتیں کم ازکم چارج کی جاتی ہیں۔ ایک ہفتے کی دوائی مریض کو نئی زندگی بخشنے کی مکمل امید دیتی ہے۔

دوائی منگانے کا پتہ۔ مینیجر ماڈرن میڈیسن ہوم نسبت روڈ نمبر ۳۵ لاہور

ماڈرن میڈیسن ہوم نسبت روڈ ۲۵ لاہور

لاہور میں سب سے اچھا ہسپتال ہے

ہر مرض کا علاج کیا جاتا ہے۔ خون۔ پیشاب۔ منی۔ تھوک وغیرہ کا ٹسٹ کیا جاتا ہے۔ تپ دق کے مریض ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں یہاں سے صحت حاصل کرتے ہیں۔ تپ دق کا علاج زیر نگرانی

ڈاکٹر۔ پی۔ ایس۔ لانبہ صاحب

ہوتا ہے۔ جنہوں نے ہندوستان کے ہر حصے میں لاکھوں مریض اس نامراد مرض کے راضی کر کے کافی شہرت حاصل کی ہے۔

تپ دق کے علاوہ سنجیروں اور ذیابیطس کے علاج میں آپ کا طریقہ علاج نہایت کامیاب ثابت ہو چکا ہے

امراضِ دل کے آپ ماہر ہیں

بھگندر۔ بواسیر کیلئے ہسپتال میں رہ کر علاج کرائیے

لاہور میں اس سے بہتر اور کوئی ہسپتال

بیماروں کی خدمات نہیں کرتا

لائف ٹون

کے دو نمبر ہیں۔ نمبر ۱ صرف
بوڑھوں کے لئے ہے۔ عموماً
راجے مہاراجے۔ امیر۔ نواب
یا وہ لوگ استعمال کرتے ہیں
جنہوں نے زیادہ شادیاں کی
ہوں۔ یہ دوائی مکمل طاقت دیتی ہے۔ اور ایک دفعہ کے استعمال
سے طاقت ہمیشہ بر قرار رہتی ہے۔ اس کے مقابلے کی اور کوئی
طاقت کی دوائی اب تک ایجاد نہیں ہوئی۔ لائف ٹون نمبر ۲ عام
لوگوں کے لئے ہے۔ جن کی رمی طاقت کمزور ہو۔ منی کو گاڑھا
کر کے مکمل طاقت دیتی ہے۔ اس کا استعمال گویا صحت کی گارنٹی
ہے۔ نوجوانوں کا سہارا ہے۔ جریان۔ احتلام سرعت انزال میں بیحد
مفید ہے۔ اس کے استعمال سے آپ پہلے سے چوگنی طاقت محسوس کرینگے
قیمت نمبر ۱ پندرہ دن کیلئے دس (۱۰) روپے۔ نمبر ۲ پندرہ دن کیلئے صرف (۴) روپے

ملنے کا پتہ۔ منیجر ماڈرن میڈیسن ہوم نسبت روڈ ۲۵ لاہور

صحتِ نسواں

یعنی

عورتوں کی صحت برقرار رکھنے کے چند سنہری اصول

زبدۃ الاطبا حکیم محمد طالب جیسے محققِ طب سیاح کوہمالیہ

مستند پنجاب یونیورسٹی خاندانی طبیب تلمیذ خاص علم العلاج انگریزی کرنل ڈی۔ ایم۔ ڈویڈسن ریٹائرڈ سول سرجن

نے

جمیل شفاخانہ جمیل منزل۔ عزیز روڈ مصری شاہ لاہور کے لئے

تصنیف کیا

قیمت ایک آنہ ۱ر — بذریعہ معمولی ڈاک دو آنہ

ضروری نوٹ

نمبر (۱) :- یہ صحیفہ پرائیویٹ و پوشیدہ ہے۔ اور صرف شادی شدہ اصحاب کے لئے مخصوص ہے۔ اور کوئی اس کو خریدنے یا پڑھنے کی جرأت نہ کرے۔

نمبر (۲) :- اس صحیفہ کے لکھنے میں زباندانی کی طرف توجہ نہیں دی گئی صرف مطلب کو بہت ہی آسان لفظوں میں ادا کر دیا گیا ہے۔ تاکہ معمولی اُردو جاننے والے اصحاب بھی اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

نمبر (۳) :- صحیفہ صحت نسوان کے تمام حقوق محفوظ ہیں۔ اس لئے کوئی صاحب اس کے کسی حرف لفظ فقرے یا خیال کی بغیر اجازت مصنف کے نقل کرنے کی جرأت نہ کرے۔

عورتوں کی صحت اور اسی قسم کے دیگر مضامین پر اور بھی سینکڑوں کتابیں آپکی نظر سے گذری ہوں گی۔ مگر ان کی قیمت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ہر شخص خرید نہیں سکتا۔ اور اس کے علاوہ ان کی اصطلاحات اور لمبی چوڑی تفصیل بھی صرف ڈاکٹر یا طبیب ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عام لوگوں کو اگر ان کی سمجھ آ بھی جائے تو مضمون اتنا لمبا ہوتا ہے کہ قابلِ عمل معمولی ہدایات تک بھی انکو زبانی یاد نہیں رہتی۔ لہٰذا اس چھوٹے سے رسالہ میں صرف وہ ٹھوس باتیں اور ہدایات درج کی گئی ہیں۔ جن کو عام لوگ آسانی سے سمجھ کر زبانی یاد رکھ سکیں اور جن پر عمل کرنے سے عورتوں کی صحت برقرار رکھی جا سکے۔ اگر کسی امر پر مزید معلومات کی ضرورت ہو تو زبدۃ الاطباء حکیم محمد طالب صاحب کو خود ملیں یا خط لکھیں۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحتِ نسواں

عورت کی صحت کا دارومدار (۱) حیض کے باقاعدہ آنے۔ (۲) حمل کے دن آرام سے گذر جانے (۳) بچہ پیدا ہونے کا وقت خیریت سے ٹل جانے (۴) اس کے بعد چلہ کے چالیس روز بغیر کسی خاص تکلیف کے گذر جانے میں ہے۔ اب ان سب کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے

(۱) حیض

عورتوں کی حالتِ صحت میں ان کے رحم سے ہر ماہ ایک سُرخ رنگ کا مواد خارج ہُوا کرتا ہے۔ اس کو حیض۔ ماہواری آنا۔ کپڑے آنا۔ زنانی بیماری۔ سر میلی آنا۔ پھول آنا۔ نماز قضا ہونا۔ کپڑوں سے ہونا۔ سر پلید ہونا وغیرہ وغیرہ کئی ایک مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ حیض کا آنا لڑکی کے جوان ہونے کی علامت ہے۔ میدانی گرم علاقوں میں ۱۳۔ ۱۴ سال اور پہاڑی یا سرد علاقوں میں ۱۵۔ ۱۶ سال کی عمر میں شروع

ہوتا ہے۔ نیز شہری اور امیروں کی مرغن غذا سے پلی ہوئی لڑکیوں کو دیہاتی اور غریبوں کی کمزور اور بھولی بھالی لڑکیوں کی نسبت حیض جلدی آتا ہے۔ تندرستی کی حالت میں عموماً پچاس سال کی عمر تک حیض ہر ماہ آتا رہتا ہے۔ مگر حمل کے دوران میں حیض بند رہتا ہے۔ اور بعض عورتوں کو حمل کے پہلے ایک دو ماہ تھوڑا بہت نشان کے طور پر خون آ جاتا ہے۔ ایام رضاعت یعنی بچہ کو دودھ پلانے کے زمانہ میں بھی حیض بند رہتا ہے۔ مگر میرے ملاحظہ میں چند ایک بیبیاں ایسی آئی ہیں جنکو اس زمانہ میں بھی حیض آ ہی جاتا ہے۔

صحت کی حالت میں حیض عموماً ہر ۲۸ دن کے بعد آیا کرتا ہے۔ اس سے ۲-۳ دن کم یا زیادہ لگتے ہوں تو کوئی ہرج نہیں۔ مگر ایسا نہ ہو کہ ایک دفعہ ۲۶ یا ۲۷ دن کے بعد آئے اور پھر ۳۰ یا ۳۱ دن کے بعد۔ اور پھر تیسری بار ۲۸ روز کے بعد۔

حیض کا خون ۳ سے ۶ روز اور عموماً ۴ دن تک جاری رہتا ہے۔ اور کل مقدار خون کی جو ان دنوں میں جاری ہونی چاہئے۔ وہ قریب دو چھٹانک ہے۔

حیض کا رنگ تازی لال مرچ کی طرح سرخ یا سیاہی مائل سرخ ہوا کرتا ہے۔ اور یہ نہ بہت گاڑھا اور نہ بہت پتلا ہوتا ہے۔

نوٹ: حیض کا بقیہ مضمون اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

حیض کے دنوں میں عورت کو مندرجہ ذیل ہدایات کا خیال ضرور رکھنا چاہیے

(۱) ان دنوں میں مرد کے ساتھ میل جول ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ خون بہت زیادہ آنے لگے گا۔ ایسا کرنا مرد کے لئے بھی بہت سخت مضر ہے۔

(۲) حیض کے پہلے دو تین دن جہاں تک ممکن ہو آرام کرنا چاہیے۔

(۳) سردی سے بچکر رہنا بھی بہت ضروری ہے۔ ہاتھ پاؤں دہونے اور استنجا کرنے کے لئے قدرے گرم پانی استعمال کرنا چاہیے۔

(۴) ان دنوں میں نہانا قطعی طور پر منع ہے۔

(۵) قبض نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر ہو تو رات کو سوتی دفعہ دو تولہ گلقند یا ایک تولہ بادام روغن گرم دودھ میں ملاکر استعمال کرنا چاہیئے۔

(۶) وزن دار چیز اٹھانا۔ کودنا۔ دوڑنا نیز خوف۔ غصہ۔ اور زیادہ خوشی وغیرہ سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔

اگر ماہواری ایام کے متعلق کسی قسم کی بے قاعدگی یا تکلیف ہو یا سفید پانی آتا ہو تو زبدۃ الاطبا حکیم **محمد طالب** صاحب سے خود مل کر یا بذریعہ ڈاک مفصل حالات تحریر کرکے مشورہ حاصل کریں۔ بہت سی مایوس العلاج بیبیوں کو ان کے ہاتھوں شفا ہو رہی ہے۔

حمل (۲)

جس طرح ایک بالکل چھوٹے سے بیج سے ایک بہت بڑا درخت پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی عورت کے ایک چھوٹے سے گول دانے جسے عورت کا انڈا کہتے ہیں۔ سے پیدا ہوتا ہے۔ مرد کے مادہ خاص میں بھی ایک بہت ہی چھوٹا دانہ ہوتا ہے جسے انسانی بیج کہتے ہیں۔ پس مرد اور عورت کے باہمی ملاپ سے جب بیج اور انڈے کا آپس میں وصال ہو جائے تو حمل قرار پا جاتا ہے۔

حمل قرار پانے کی عام فہم علامات :- تندرست عورت کو باقاعدہ حیض آتے ہوئے کسی ماہ فوراً بند ہو جانا حمل قرار پا جانے کی سب سے پہلی اور بہت ہی معتبر علامت ہے۔ حمل کے شروع ایام میں عورت کو تھوک بھی زیادہ آتی ہے۔ اور حمل قرار پا جانے کے دو تین ہفتہ بعد تین چار ماہ تک صبح کے وقت اکثر جی متلانا اور ابکائیاں آتی ہیں بعض کو یہ شکایت پورے نو ماہ رہتی ہے۔ جو درست نہیں۔ حمل ٹھہرنے کے دو ماہ بعد چھاتیاں بڑھ جاتی ہیں اور ان کو دبانے سے درد محسوس ہوا کرتی ہے۔ چوتھے ماہ دیوار شکم ابھر کر سامنے کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ پانچویں ماہ بچہ کا ہاتھ پاؤں حرکت کرنا شروع ہو جاتا ہے۔ حاملہ کے پیٹ پہ کان لگانے سے جنین یعنی بچہ کے دل کی حرکت بھی سنائی دیتی ہے۔

بچہ کے پیدا ہونے کی پیشین گوئی کرنا مشکل ہے۔ مگر بہت سی عورتوں کے حالات کا مطالعہ کرنے سے میں نے وضع حمل کی تاریخ معلوم کرنے کا یہ طریق نکالا ہے۔ کہ حمل سے پہلے صحت کی حالت میں دو حیض کے درمیان جتنے دنوں کا وقفہ ہو اُس سے دس گنا دنوں کے بعد بچہ پیدا ہوگا۔ مثلاً اگر صحت کی حالت میں دو حیض کا درمیانی وقفہ ۲۸ دن کا تھا تو آخری حیض بند ہونے کے ۲۸۰ دن بعد بچہ پیدا ہوگا۔

ایام حمل میں عورت کو مندرجہ ذیل ہدایات پر کاربند ہونا چاہیئے

(۱) ہمیشہ پاک صاف اور کھلی ہوا میں رہنا چاہیئے۔

(۲) اونچی نیچی جگہ پر چلنا۔ کودنا۔ چھلانگ مارنا۔ زیادہ ہنسنا۔ بیوقت سونا۔ جلاب لینا وغیرہ حاملہ کے لئے سخت مضر ہیں۔

(۳) حاملہ کی غذا نرم اور مقوی ہونی چاہیئے۔ دودھ۔ گھی۔ اور مکھن عمدہ پکے ہوئے میوہ جات مثلاً انار۔ انگور۔ سیب۔ سنگترہ وغیرہ سب مفید ہیں۔ اور حسب توفیق ان کا استعمال رکھنا چاہیئے۔ ثقیل اشیاء مثلاً چنے کی دال۔ مکئی کی روٹی۔ آلو مٹر کھیرا۔ ککڑی امرود شکر قندی وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۴) حاملہ کو سردی اور نمی سے ہمیشہ بچ کر رہنا چاہیئے۔ سردیوں میں تو گرم پانی سے غسل ضروری ہے۔ مگر گرمیوں میں بھی غسل کے لئے نیم گرم پانی کا استعمال مفید رہتا ہے۔

(۵) حاملہ کو نہ ہی سُست رہنا چاہیئے اور نہ ہی زیادہ محنت کرنی چاہیئے

گھر کا معمولی کام کاج کرنا کافی ہے۔

(۶) گرم خشک اشیاء یا تیز ادویات وغیرہ کا استعمال ان دنوں میں نہیں کرنا چاہئیے۔

(۷) تندرست توانا اور خوبصورت بچوں کو کھلونا اور بزرگوں کے کارنامے نیز مذہبی کتابیں وغیرہ پڑھنا حاملہ کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔

(۸) حاملہ کے رونے سے بچہ کی آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں۔ اور زیادہ سونے سے بچہ کم عقل ہو جاتا ہے۔ زیادہ ہنسنا بچہ کے دانت خراب کرتا ہے وغیرہ وغیرہ اس لئے حاملہ کو ہمیشہ سادی اور قدرتی زندگی بسر کرنی چاہئیے۔

ایام حمل میں مرواریدی مرکب کا کبھی کبھی استعمال کرتے رہنا حاملہ کے لئے بہت مفید ہے۔ اس سے نہ صرف اس کی اپنی صحت خوب درست رہتی ہے بلکہ بچہ بھی خوبصورت ہونہار اور تندرست پیدا ہوتا ہے۔ اس شفاخانہ میں حاملہ عورتوں کے لئے مرواریدی مرکب خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ قیمت فی خوراک ۲ر دو آنہ

بے اولادی کی زبردست دوا

خدا کے فضل سے اس دوا کے استعمال سے بہت سے بے اولاد اصحاب کے ہاں

اولاد ہوگئی ہے۔ ۱۹۳۵ میں دس اشخاص پر اس کا تجربہ کیا گیا اور صرف تین میں ناکامی ہوئی تھی۔ ضرورت مند اصحاب اس کی ضرور آزمائش کریں۔ فرمائش بھیجتے وقت مرد کی طاقت اور عورت کے ماہواری ایام کے متعلق مفصل تحریر فرمادیں۔

جن عورتوں کے ہاں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں

پیدا ہوتی ہوں وہ بھی حمل کے پہلے تین ماہ اس دوا کا ضرور استعمال رکھیں۔ انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اس میں بہت ہی زیادہ کامیابی ہوئی ہے۔ ۱۹۳۵ میں ۹ عورتوں پر اس کا تجربہ کیا گیا اور صرف ایک میں ناکامی ہوئی۔ اور جن بے اولادوں کے ہاں خداوند عزّ و جل نے اس دوا سے اولاد بخشی ہے۔ ان کے ہاں بھی سات میں سے چھ کے ہاں لڑکے پیدا ہوگئے ہیں۔

زبدۃ الاطباء حکیم محمد طالب صاحب اپنے سالہا سال کے تجربات کی بنا پر تاکید کرتے ہیں کہ Birth Control یعنی ضبط تولید یعنی مانع حمل ترکیبوں سے مستقل ہندوستانی زندگی بسر کرنے والی عورتوں کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ البتہ کمزور عورت کی کمزوری پر رحم کرتے ہوئے ایسا کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ اس بچاری کی کمزوری خوراک اور علاج سے دور نہ ہو سکے عورتوں کی عامہ کمزوری کے متعلق حکیم صاحب نے خاص چھان بین اور تجسس Research کیا ہے ضرورت مند اصحاب ان کے مشورہ سے مستفید ہوں۔

(۳) ولادت یعنی بچہ پیدا ہونے کا وقت

مختلف علامات کے لحاظ سے ولادت کے مندرجہ ذیل تین درجے ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک درجہ کے ساتھ جو ہدایات درج ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔

پہلا درجہ:- بچہ پیدا ہونے سے عموماً چار پانچ گھنٹے پہلے رحم کا منہ کھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ رحم بار بار زور سے سکڑ کر جنین یعنی بچہ والی تھیلی کو باہر دھکیلتا ہے جس کی وجہ سے رحم میں باقاعدہ وقفہ دار درد ہوتا ہے۔

نوٹ:- جھوٹی دردِ زہ جو عموماً قبض کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میں درد بے قاعدہ طور پر سامنے پیٹ کی طرف اُٹھا کرتی ہے۔

صادق یعنی سچی دردِ زہ کے شروع ہونے سے اگر چار گھنٹے پہلے پاخانہ بافراغت نہ آیا ہو تو نصف سیر نیم گرم پانی میں ۴ ماشہ صاف نمک ملا کر حقنہ کر دینا بہت ہی مفید ہوتا ہے اور ضرور کرنا چاہئے۔ اس درجہ میں زچہ یعنی جننے والی عورت کو بیٹھ کر یا کھڑے کھڑے دونوں ٹانگوں کے درمیان برتن رکھ کر پیشاب ضرور کر دینا چاہئے ورنہ مثانہ میں پیشاب جمع رہنے کی وجہ سے دردِ زہ دیر تک رہتی ہے اور بچہ بھی دیر سے پیدا ہوتا ہے۔ اس درجہ ولادت میں گرم دودھ یا شوربا پلانا مفید ہوتا ہے اور کمرہ میں آہستہ آہستہ چلنے پھرنے سے

اگرچہ تھوڑی سی تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر ایسا کرنا بہت ہی فائدہ مند ہوتا ہے۔

دوسرا درجہ:۔ اس درجہ میں پانی کی تھیلی پھٹ جاتی ہے اور پانی کا کچھ حصّہ خارج ہو جاتا ہے۔ اس کی کچھ دیر بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جب بچہ کے باہر آنیکا وقت بالکل قریب آجاتا ہے۔ تو زچہ کو زور زور سے درد ہونے لگتا ہے۔ اور وہ خود بخود سانس روک کر نیچے کو زور لگاتی ہے۔ آخر کار بچہ کا سر باہر نکلتا ہے۔ اور پھر ایک اور درد آکر ایک کندھا باہر آجاتا ہے۔ اسی طرح دوسرا کندھا اور پھر تمام جسم۔ اس حالت میں اگر زچہ کو دودھ دینے کی ضرورت ہو تو وہ سرد کر کے دینا چاہئے۔ گرم دودھ سے خون زیادہ مقدار میں خارج ہونیکا خطرہ ہوتا ہے۔

تیسرا درجہ:۔ یہ وہ درجہ ہے۔ جس میں بچہ پیدا ہونے کے بعد قریب پندرہ منٹ تک آنول خارج ہوتی ہے۔ اس درجہ میں زچہ کو آرام سے لیٹے رہنا چاہئے۔ اور اس کے اوپر کمبل وغیرہ ڈال دینا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت اکثر سردی لگا کرتی ہے۔ آنول خارج ہو جانے کے بعد پیڑو اور رانوں کو آہستہ آہستہ اچھی طرح صاف اور خشک کر دینا چاہئے۔ اور پیٹ پر رحم کے مقابل میں فلالین کی گدی رکھکر ململ کی پٹی شکم پر لپیٹ دیویں اب زچہ کو بالکل آرام سے سو جانے دیں اُسے کسی قسم کی حرکت نہیں کرنی چاہئے

(۴) چلہ یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس روز کا عرصہ

وضع حمل کے بعد زچہ کو ضعف اور کمزوری بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل ہدایات پر عملدرآمد ہونا ضروری ہے۔ تاکہ چلّہ کے دن خیریت سے گزار کر غسل صحت سے فارغ ہو کر عورت دوبارہ اپنے خاوند کی خدمت۔ بچوں کی پرورش اور گھر کے کام کاج کے لئے اچھی طرح تیار ہو جاوے۔

(۱) بچہ پیدا ہونے کے ۵-۶ گھنٹے تک اگر زچہ کو پیشاب نہ آوے تو پیڑو اور اندام نہانی پر ٹکور کرنی چاہئے۔

(۲) وضع حمل کے بعد زچہ کو کم از کم سات روز کے لئے چارپائی پر لیٹے رہنا چاہئے ورنہ رحم سے خون زیادہ آ کر زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ اور رحم سکڑنے کی بجائے ہمیشہ کے لئے بڑھا ہوا رہ جاتا ہے۔

(۳) بچہ پیدا ہونے کے بعد کم از کم بیس روز کے لئے زچہ کو آرام کرنا چاہئے۔ ورنہ ساری عمر کے لئے کوئی نہ کوئی نامراد مرض لگ جاتی ہے۔

(۴) وضع حمل کے بعد رحم سے جو ایک ماہ تک رطوبت نکلتی رہتی

ہے۔ اسے نفاس کہتے ہیں۔ شروع میں اس رطوبت کا رنگ
سُرخ ہوتا ہے۔ چھ سات روز بعد سبزی مائل اور پھر گدلے
پانی کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس رطوبت کا کھل کر جاری رہنے
میں رحم کی تندرستی ہے۔ اس لئے زچہ کو ایک ماہ تک سرد
پانی ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ منہ ہاتھ دھونے اور
استنجاء وغیرہ کیلئے بھی قدرے گرم پانی لینا چاہئے۔ ورنہ نفاس
بند ہو کر طرح طرح کی امراض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے

(۵) زچہ کے کپڑے بالکل صاف رکھنے چاہئے۔ اور اُسے سردی
اور نمی سے بچا کر رکھیں۔

(۶) زچہ کو قبض نہ ہونے دیویں۔

(۷) وضع حمل کے بعد بچہ کو ماں کا دودھ جہاں تک ممکن ہو جلدی
پلانا شروع کر دینا چاہئے۔ کیونکہ اس کے تین بہت بڑے
فائدے ہیں۔ اوّل یہ کہ والدہ کا پہلا دودھ ہمیشہ قبض کشا
ہوتا ہے۔ جس کے پینے سے بچہ کے پیٹ کی غلاظت صاف
ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ عصبی یعنی پٹھوں کے لحاظ سے
پستان یعنی چھاتیوں اور رحم کا آپس میں بہت تعلق ہے
اس لئے بچہ جب پستان کو چوستا ہے تو رحم سکڑنے
لگتا ہے۔ جو کہ زچہ کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہے۔
تیسرے یہ کہ چھاتیوں میں دودھ جمع ہو جائے تو پستان میں

تناؤ ہو کر بخار ہو جاتا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی پستان میں پھوڑا وغیرہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے دودھ پلا دینے کا ایک یہ فائدہ بھی ہے۔ کہ چھاتیوں میں تناوٹ نہیں ہوتی۔

وضع حمل کے بعد۔ چار روز تک زچہ کو بالکل ہلکی اور زود ہضم غذا مثلاً دودھ۔ ساگودانہ۔ مونگ کی کھچڑی وغیرہ دیویں بعد میں معمولی غذا دیویں مگر ثقیل غذا سے پرہیز رکھنا بہت ضروری ہے۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد زچہ کو ضعف اور کمزوری بسا اوقات بہت پریشان کرتی ہے۔ اس لئے جن کو خدا نے توفیق دی ہو ان کو لازمی طور پر چاہئے کہ بچہ پیدا ہونے سے پندرہ بیس روز پہلے ماءاللحم انگوری طیوری وعنبری کی ایک دو بوتلیں گھر پر ہی نہایت احتیاط کیساتھ تیار کر چھوڑیں ولادت کے دوسرے روز سے اس کا استعمال شروع کرانا زچہ کے لئے ازبس مفید ثابت ہوا ہے۔ عورت کے لئے یہ وقت بہت ہی نازک ہوتا ہے۔ اس لئے چند روپے بچانے کی خاطر اس بیچاری کی زندگی کو خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ اور مندرجہ بالا ماءاللحم کا استعمال ضرور بالضرور کروانا چاہئے۔ اگر تیار شدہ ماءاللحم لینا ہو تو جمیل شفاخانہ سے منگوائیے کیونکہ ان کے ہاں زچہ کے لئے یہ خاص طور پر بارہ مہینے تیار رہتا ہے قیمت فی بوتل پانچ روپے ۔۵ غربا کے لئے ایک ہلکی طاقت کا سادہ ماءاللحم بھی انکے ہاں تیار ہوتا ہے قیمت فی بوتل دو روپے

۴۸۶

"صحت!"

اس شفاخانہ کے اعزازی سرپرست و مشیر طبی جناب زبدۃ الاطباء حکیم محمد طالب صاحب کے ہاتھوں بیشمار مایوس العلاج مریض صحت یاب ہو رہے ہیں۔ ان کی لیاقت اور تجربات کو ملک کے بہترین اخبارات زمیندار احسان ریاست۔ مجاہد وغیرہ وغیرہ نے جن بہترین الفاظ میں تسلیم کیا ہے وہ آپ کی نظر سے گذرے ہونگے اگر آپ یا آپکا کوئی رشتہ دار یا دوست کسی دیرینہ یا پیچیدہ مرض میں مبتلا ہو تو حکیم صاحب موصوف کے مشورہ سے مستفید ہوں۔ بیرونجات کے مریض اپنے مکمل حالات بذریعہ ڈاک بھیجکر مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔

عورت مرد کے تعلقات

مہاتما گاندھی

پبلشر: نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور

زن و شوہر کا رہنما

المعروف بہ

قیمت ۱۲/

القلب اسٹیم پریس لاہور میں باہتمام ملک دین محمد پرنٹر چھپا اور نرائن دت سہگل پبلشر نے چھپوا کر شائع کیا
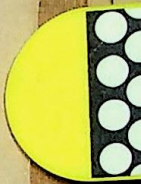
دو مفید و نئی کتب
شادی شدہ مرد و عورت کی محافظ
(اپنے ڈھنگ کی پہلی و نرالی کتاب)
لطف شادی!
از
پنڈت سنت رام صاحب بی۔ اے
شادی شدہ جوڑوں کی مباشرتی تکالیف کا بچنا علاج مردانہ کمزوری کیسے دور کی جا سکتی ہے
مجامعت کے بعد کی اداسی ٹھنڈی عورت اور کمزور آدمی ان سب کا علاج اور چند نہایت
آزمودہ نسخے" قیمت فی جلد۔ اردو عہ۔ ہندی مجلد عہ
مرد عورت۔ بوڑھے اور نوجوانوں کے لئے یکساں مفید
بے نظیر لاثانی کتاب
خوراک صحت و درازی عمر!
مصنفہ پنڈت سنت رام صاحب بی۔ اے
کیا کھانا چاہئے کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے۔ لمبی عمر پانے کے راز کیا ہیں وغیرہ وغیرہ اس کتاب
کے خاص مضامین ہیں۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنے عہ
ملنے کا پتہ: مسیرز سنت رام ڈی سہگل اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور

مانع حمل کے غیر قدرتی ذرائع پر ملکی اخبارات جو ریویو کرتے رہتے ہیں۔ میرے دوست ان کے کٹنگ میرے پاس بھیجتے رہتے ہیں۔ زمانہ حال کے نوجوانوں سے ان کے آچار بیوہار کے متعلق اکثر میری خط و کتابت ہوتی رہتی ہے۔ اس خط و کتابت میں جو قابل حل مسائل میرے سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس چھوٹی سی کتاب میں میں ان کا حل نہیں کر سکتا۔ میں صرف چند ایک امور کے بارے میں ذکر کروں گا۔

میرے امریکن دوست بھی میرے پاس اسی مضمون کا لٹریچر بھیجتے رہتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض مجھ سے اس وجہ سے ناراض بھی ہیں کہ میں کثرت اولاد کے دفعیہ کے غیر قدرتی ذرائع کی مخالفت کرتا ہوں ان کا خیال ہے۔ کہ ایک مشہور و معروف اور مستند لیڈر ہوتا ہوا بھی

اس ضرورت کے زمانے میں قدامت پسندانہ خیالات رکھتا ہوں۔ باوجودکہ مجھے معلوم ہے کہ دنیا کے تقریباً تمام ہی ممالک کی خاص خاص ہستیاں اس پہلو میں مجھ سے متفق نہیں۔

اس امر پر غور کرنیکے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کہ مانع حمل کے غیر قدرتی طریقوں کی تائید میں مجھے خاص وجوہات پر غور کرنی چاہئے۔ جن کی وجہ دنیا کے مختلف ممالک کی برگزیدہ ہستیاں اس بارے میں اتفاق رائے رکھتی ہیں۔

میں اس مسئلہ پر غور کر ہی رہا تھا۔ اور اس کے متعلق ضروری لٹریچر بہم پہنچانے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے ایک انگریزی کتاب جس کا نام

یعنی "اخلاقی دیوالہ" مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا جس میں سائنٹیفک طور پر مسئلہ پر مدلل بحث کی گئی تھی۔ یہ کتاب فرانسیسی زبان سے ترجمہ کی گئی تھی۔ جس کے مصنف "مسٹر پال بیورو" تھے۔ اور اس کے فرانسیسی نام کا مفہوم جس میں کہ وہ پہلی دفعہ شائع ہوئی تھی۔ بھرشٹاچار یعنی "بدمعاشی" تھا۔

کتاب کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا اور میں نے سوچا اس پر رائے زنی کرنے سے پہلے مجھے ان تمام کتب کا مطالعہ کرنا چاہئے جن میں خصوصیت سے اس مضمون پر تائیدی بحث کی گئی ہے۔ اس لئے میں نے سرونٹ آف انڈیا سوسائٹی سے اس کے متعلق تمام لٹریچر جو مل سکا منگا کر مطالعہ کیا۔ کاکا کالیلکر نے جو اس مضمون کا محققانہ طور پر مطالعہ کر رہے ہیں۔ مجھے ایک کتاب دی۔ اور ایک دوست نے رسالہ پریکٹیشنرا . . .

کا ایک خاص نمبر میرے پاس بھیجا جس میں مشہور و معروف ڈاکٹروں نے اس پہلو میں اپنی اپنی آزاد رائے کا اظہار کیا تھا"

اس مضمون کا لٹریچر فراہم کرنے سے میرا یہ مدعا تھا۔ کہ میں علم طب سے بے بہرہ شخص حتے الوسع بیورو کے اصولوں کی تحقیقات کر سکوں۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ایک ہی مضمون کے دو ماہر جب اس کے کسی خاص پہلو پر بحث کر رہے ہوں۔ تو ان میں بھی اختلاف رائے ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی بات کے دو مختلف پہلو ہوتے ہیں۔ اور دونوں پر کافی کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں ناظرین کے سامنے بیورو کی یہ کتاب پیش کرنے سے پہلے ان غیر قدرتی اصولوں کے پیرووں کی تمام دلائل سننا چاہتا تھا۔ چنانچہ کافی غور و فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا۔ کہ کم از کم ہندوستان کے لئے ان خلاف فطری ذرائع کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں انہیں یا تو ملک کی حقیقی حالت کا احساس نہیں۔ یا وہ دیدہ و دانستہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ ملک کو بداخلاقی کی غار میں گرنے سے بچایا جائے۔ اور اگر امریکہ یا شوت کو پہنچ جائے۔ کہ نسل کشی کے غیر قدرتی ذرائع مغربی ممالک کے لئے بھی غیر مفید ہیں۔ تو پھر ہندوستان کے متعلق غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی"

آؤ دیکھیں۔ بیورو کن اصولوں کا قائل ہے۔ جس کی کتاب کو انگریزوں نے بھی اپنی زبان میں ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ گو انہوں نے فرانس کے حالات کے مطابق ہی اس کو لکھا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ہماری مطلب براری کے لئے کافی ہے۔

فرانس دنیا کے مہذب ممالک میں ایک چوٹی کا ملک ہے۔ جب وہاں ہی یہ ذرائع کامیاب نہ ہو سکے۔ تو پھر دیگر ممالک میں کیسے مفید ہو سکتے ہیں اور بیچارے ہندوستان کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

"ناکامیابی" کیا ہے۔ اس کے مختلف مفہوم لئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ میں اپنے نکتہ نگاہ کے مطابق اس لفظ کی تشریح کر دوں اگر یہ بات ثابت کر دی جائے۔ کہ ان غیر قدرتی ذرائع سے لوگ اصول کا پابند نہیں ہو گئے۔ وہ شہوت کے غلام بن گئے۔ اور قیام حمل کی روک تھام محض اپنی صحت کو قائم رکھنے اور مالی پیچیدگیوں کے حل کی غرض سے نہیں کی گئی۔ بلکہ جذبات شہوانی کی سیری کے لئے ہی کی گئی ہے۔ تو ان غیر قدرتی ذرائع کو صریحاً "ناکامیابی" کہا جائے گا۔ لیکن یہ اُن اوسط درجہ کے لوگوں کے خیالات ہیں۔ جو اس مضمون کی تائید یا تردید میں کچھ نہیں کہنا چاہتے۔"

اگر زندگی کے اعلےٰ معیار کو لیا جائے۔ تو جماع کے ارتکاب کے ساتھ مانع حمل کا اُلٹا نکالنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ کیونکہ جماع تو محض قیام حمل اور قیام نسل کی غرض سے ہی کیا جانا چاہئے۔ جیسا کہ خوراک صرف صحت جسمانی کو قائم رکھنے کے لئے کھائی جاتی ہے۔ ایک تیسرے طبقہ کے لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ:۔

"جماع کے ساتھ اصول کی حد بندی کرنا بھی بے معنی ہی ہے۔ اگر اعتدال شہوت کوئی چیز ہے۔ تو اس کا مطلب جماع میں اعتدال رکھنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی سیری ہی اس کا مطلب ہے۔"

"خوب جماع کرو۔ یہی تو منتہائے مقصود ہے لیکن اتنی احتیاط لازمی ہے کہ اس کی کثرت اس حد سے نہ گذر جائے۔ کہ پھر انسان اس لطف سے

لطف اندوز ہی نہ ہو سکے۔"

میرے خیال میں ایسے لوگوں کے لئے بیورو نے اپنی کتاب لکھنے کی تکلیف نہیں کی ہے۔ کیونکہ اپنی کتاب کے آخیر میں اُنھوں نے "ٹوین" کے یہ الفاظ لکھے ہیں نا۔

"صرف سداچاری جاتیاں ہی مستقبل شاندار رکھتی ہیں۔"

اس کتاب کے پہلے باب میں بیورو نے چند ایسی صداقتیں پیش کی ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہماری روح کانپ اُٹھتی ہے۔ فرانس میں ایسی بڑی بڑی سوسائٹیاں قائم ہیں۔ جن کا واحد مقصد محض انسانوں کے حیوانی جذبات کی سیری کرنا ہی ہے۔ سب سے بڑا دعویٰ جو مانع حمل کے ذرائع کے حامیوں کا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس سے درپردہ اسقاط حمل کے گناہ کبیرہ سے انسان بچ جاتا ہے۔ لیکن ان کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بیورو لکھتا ہے۔ کہ فرانس میں حالانکہ گذشتہ پچیس سالوں سے مانع حمل کے ذرائع استعمال کئے جاتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اسقاط حمل کے کیس بڑھ رہے ہیں۔ آپ یہ جان کر حیران ہونگے۔ لیکن ذرا غور کرنے کے بعد آپ اس کا سبب معلوم کر سکتے ہیں۔

وہاں تخمیناً ہر سال دو لاکھ پچھتر ہزار سے لے کر پچیس ہزار تک اسقاط کے کیس ہو جاتے ہیں۔ یہ کتنا افسوس کا مقام ہے۔ لیکن اس سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ ایسی باتیں سُنکر اب لوگوں کو اتنا دکھ نہیں ہوتا۔ جتنا پہلے ہُوا کرتا تھا۔ یہ گراوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔"
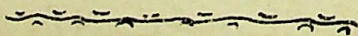
باب ۲

کنواروں میں بدچلنی

"بیورو کہتا ہے۔ کہ اسقاط حمل کی وجہ سے بچہ کشی اور پرایواروں کے اندر ہی وبھچار اور مختلف قسم کی بدچلنیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں۔ کہ جن کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اگرچہ کنواری لڑکیوں کے اسقاط حمل کو روکنے اور گروا نے کے لئے کئی قسم کی سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں لیکن پھر بھی ان سے بچہ کشی کا پاپ کم نہیں ہوا۔ بلکہ بڑھ گیا ہے حتےٰ کہ اب ایسی باتیں سنکر مہذب طبقے کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور عدالتوں سے دھڑا دھڑ وبھچاری بری ہو رہے ہیں۔ بچہ کشی کی ملزمہ عورتوں کو کچھ بھی سزا نہیں دی جاتی"۔

بیورو نے اپنی کتاب میں ایک باب محض بدچلنی کا پرچار کرنے والے لٹریچر کے متعلق ہی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ناٹک عشقیہ ناول اور دلا ویز تصاویر سے جو مہذب طبقے کے دل بہلاوے کے لئے ہوتی ہیں گندے طبقے کے لوگ نہایت ہی ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہر جگہ ایسا لٹریچر بک رہا ہے۔ ہر کونے میں اسی کی چرچا ہو رہی ہے۔ بڑے بڑے عقلمند آدمی ایسے ہی لٹریچر کا بیوپار کرتے ہیں۔ اور کروڑوں روپیہ اس گندی تجارت میں لگاتے ہیں۔ انسان کے دل پر اس گندے لٹریچر کا اتنا

زہر آلودہ اثر ہوا ہے۔ کہ اس کے دل میں شہوت پرستی کا ایک نیا ہی عالم آباد ہوگیا ہے۔ ہم ہیورڈ کا یہ رونگٹے کھڑے کرنے والا اقتباس نذر ناظرین کرتے ہیں:۔

"اس گندے لٹریچر سے بیشمار لوگوں کو لامحدود نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس کی کثیر فروخت سے پتہ لگتا ہے۔ کہ کروڑوں آدمی اس کو پڑھتے ہیں۔ پاگل خانہ کے باہر بھی کروڑوں پاگل رہتے ہیں جس طرح پاگل اپنی ایک نرالی ہی دنیا آباد کر لیتے ہیں اسی طرح اخبارات اور کتب کے ناجائز استعمال کے اس زمانے میں ان کا مطالعہ کرتے وقت انسان بھی ایک نئی دنیا میں رہتا ہے۔ اور اس دنیا کی تمام ذمہ واریوں کو بھول جاتا ہے۔ گندہ لٹریچر پڑھنے والے اپنے گم کردہ خیالات کے دشت خار دار میں بھٹکتے پھرتے رہتے ہیں۔"

ان تمام بد نتائج کا سبب کیا ہے۔ ان سب کی تہ میں لوگوں کو یہی غلطی کام کر رہی ہے۔ کہ "وشے بھوگ کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔" اور اس کے بغیر انسان اپنی ہستی کا دنیا میں خاطر خواہ مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ ایسا خیال دل میں آتے ہی انسان کے خیالات میں لغزش آجاتی ہے۔ اور جس کام کو اب تک وہ برائی سمجھتا تھا۔ اب اسے بھلائی سمجھنے لگتا ہے۔ اور اپنی حیوانی خواہشات کی سیری کے لئے نئے نئے طریقے ڈھونڈنے لگتا ہے۔

آگے چل کر کئی بابوں میں مشہور فلاسفروں اور منظموں وغیرہ کے حوالجات سے ہیورڈ یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ آج کل روزانہ اخبارات رسالجات کتب ناولوں اور تصاویر وغیرہ کے پرچار سے دن بدن لوگوں کی یہ ہوس بڑھتی ہی جا رہی ہے۔

لیکن ابھی تک تو ہیورڈ نے صرف کنوارے آدمیوں کی قابل رحم حالت کا

نقشہ کھینچا ہے۔ آگے چل کر وہ شادی شدہ طبقے کی بدچلنی کا بھی فوٹو کھینچتا ہے
وہ کہتا ہے۔ کہ امیروں۔ کسانوں اور اوسط طبقہ کے لوگوں میں شادیاں یا
تو جھوٹی عزت یا روپیہ کے لالچ کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ کوئی اچھی ملازمت
جائیداد۔ پرانی بدچلنی کو پالیسی سے چھپانا۔ شہوت پرستی سے پیدا شدہ اولاد
کو قانوناً وارث بنانا اور بڑھاپے یا بیماری کے وقت سکھ کی تلاش کرنا
وغیرہ وغیرہ اس قسم کے مختلف مدعا کو مدنظر رکھ کر شادیاں کی جاتی ہیں
اکثر اوقات بدچلنی سے تنگ کر انسان مستقل طور پر شہوت پرستی کے
لئے بھی شادی کر لیتا ہے۔

آگے چل کر بیورڈ سچے حوالے دے کر یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ اس قسم کی
شادیوں سے بدچلنی بجائے کم ہونے کے بڑھتی ہے۔ اس موقعہ پر وہ تمام
غیر قدرتی ذرائع اور بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ جو بدچلنی کو نہیں روک سکتے
بلکہ اس کے بد نتائج کو روک دیتے ہیں۔ میں اس دکھدائی حصے کو چھوڑ دیتا
ہوں۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ گزشتہ بیس سال کے اندر پرناری گمن کی
کتنی ترقی ہوگئی ہے۔ اور عدالتوں کے ذریعے منظور کردہ طلاقوں کی تعداد
دوچند ہوگئی ہے۔

"انسانوں کے برابر عورتوں کے بھی حقوق ہونے چاہئیں"

اس اصول کی رو سے عورتوں کو بدچلنی کرنے کی جو آزادی دی گئی ہے۔
اس کے متعلق بھی میں صرف چند ایک لفظ کہوں گا۔ اسقاط کرانے کے حق
میں جو مہارت حاصل ہو چکی ہے۔ اس سے عورت یا مرد کسی کے لئے بھی
اصول خانہ داری کی پابندی کی ضرورت نہیں رہی۔ ایسی صورت میں اگر لوگ
شادی کے نام پر مسخرا اڑائیں۔ تو تعجب ہی کیا ہے؟ ایک مشہور عالم مصنف

کے یہ الفاظ بیورو نے اپنی کتاب میں نوٹ کئے ہیں "

"میرے خیال میں شادی ایک نہایت تکلیف دہ
حیوانی رسم ہے۔ جو قومیں عقل اور انصاف کی طرف
قدم بڑھائیں گی۔ اس بدرسم کو ٹھکرا کر پھینکنا چھوڑ کر
دیں گی ...... لیکن انسان اتنے بدقسمت اور بھی ہیں
اتنے بزدل ہیں۔ کہ وہ اعلیٰ مقصد کے لئے کچھ کر ہی
نہیں سکتے۔"

بیورو اب ان دبچاروں کے نتائج اور ان اصولات پر جن کے ذریعے
ان بدچلنیوں کو مدد ملتی ہے۔ خوب غور و خوض کر کے رائے دیتا ہے:۔
پھر بیورو یہ ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کی تائید میں مثالیں بھی پیش کرتا
ہے۔ کہاں تک ان باتوں سے انسانی سوسائٹی کو سخت نقصان پہنچا ہے
یہ بدچلنی تو ہمارے تمام حیات کو ہی کاٹ رہی ہے۔

"یہ بدچلنی ہمیں ایک نئی طرف کھینچے لئے جا رہی ہے
وہ کونسی طرف ہے؟ وہاں کیا ہے؟ ہمارا
مستقبل ادھر جانے سے تاریک ہوگا یا روشن؟
ترقی ہوگی۔ یا تنزلی؟ ہماری روح حسن سے اجلی
ہو جائے گی یا زنگ تاریکی سے سیاہ رہ ؟"

یہاں تو انقلاب برپا ہے۔ کیا یہ وہی انقلاب ہے۔ جو وقتاً فوقتاً اور
وحشیوں اور جاہلیوں کے بر سر اقبال آنے سے پہلے ہوا کرتا تھا۔ کیا یہ وہی
انقلاب ہے۔ جو انسان کے دل میں پیدا ہوتا۔ اور ہمیں اپنی زندگی کے
روشن اور قیمتی اصولوں کی خلاف ورزی کے لئے ابھارتا ہے؟ کیا ہم اپنی

شانتی اور زندگی کو بھی اس سے خطرے میں نہیں ڈال رہے ہیں؟

باب ۳

شادی شدگان میں بیچلنی

شادی شدہ مرد عورتوں کا برہمچاری رہ کر مانع حمل کی کوشش کرنا تو ایک علیحدہ بات ہے۔ لیکن شہوت پرستی کے ساتھ اور غیر قدرتی ذرائع استعمال کر کے نسل انسانی کو بڑھنے سے روکنا بالکل علیحدہ بات ہے۔ پہلی حالت میں انسان کو ہر صورت میں نفع ہی نفع ہے۔ مگر دوسری صورت میں سوائے نقصان کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔ بیورو نے مختلف اعداد و شمار کے نقشہ جات کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ حیوانی جذبات کی لگام ڈھیلی چھوڑنے اور سنیوگ کے قدرتی طریقوں کی مخالفت کر کے غیر قدرتی ذرائع کے استعمال کرنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ نہ صرف پیرس میں ہی نہیں۔ بلکہ تمام فرانس میں بچوں کی پیدائش کی نسبت اموات کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ اٹھاسی اضلاع میں سے جن میں فرانس منقسم ہے۔ اڑسٹھ میں پیدائش کی اوسط موت کی اوسط سے کم ہے اور وہاں اگر سو بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تو ۱۶۸ شخص مر جاتے ہیں۔ اس کے بعد ٹانگرو نامی ایک ضلع میں اگر سو بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تو ۱۵۶ اموات

واقع ہو جاتی ہیں۔ اُن ۱۹ اضلاع میں جنہیں کہیں کہیں اتفاق سے جتنے مرتے ہیں۔ اتنے ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ زیادتی بھی برائے نام ہی ہے۔ ایسے صرف دس ہی ضلعے ہیں۔ جہاں اموات و ممات کی تعداد میں نمایاں فرق ہے۔ یعنی جہاں اموات ۱۲ فیصدی ہوتی ہیں۔ اور یہاں اور پاس ڈنکیلے کے دو ضلعوں میں صرف ایسی حالت ہے۔ جہاں کسی خاص وجہ سے تعداد اموات ۲۸ فیصدی کم ہے۔ بیورو ثابت کرتا ہے کہ آبادی کی تنزلی کا یہ سلسلہ جس کو ان کی اصطلاح میں روحانی موت کہا جا سکتا ہے۔ اب تک روکا نہیں جا سکا۔

اس کے بعد بیورو فرانس کے مختلف صوبوں کے ہر ایک پہلو پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ اور ۱۹۱۴ء میں تصنیف شدہ ایک کتاب سے نارمنڈی کے بارے میں مندرجہ ذیل اقتباس کوٹ کرتا ہے۔

"نارمنڈی کی آبادی گذشتہ پچاس سال میں تین لاکھ کم ہو گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کی اتنی آبادی کم ہو گئی ہے۔ جتنی تمام آرن ضلع کی ہے۔ ہر بیس سال کے بعد فرانس کی آبادی میں اتنی کمی آ جاتی ہے۔ جتنی کہ اس کے ایک صوبے کی ہوتی ہے۔ اور چونکہ اس میں صرف پانچ ہی صوبے ہیں۔ اس لئے سو برس میں تو اس کے ہرے بھرے کھیت فرانس نواسیوں سے خالی ہی ہو جائیں گے"

"فرانس نواسی" لفظ کا استعمال میں جان بوجھ کر کر رہا ہوں۔ کیونکہ دوسرے لوگ ضرور ہی اس میں آ کر بس جائیں گے۔ اور اگر ایسا ہوا۔ تو وہ حالت نہایت ہی افسوسناک ہو گی۔ جرمن لوگ سرکین کے آس پاس والی لوہے کی کانیں چلا رہے ہیں۔ اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے چین کے

مزدور بھی اس مقام پر آ پہنچے ہیں - جہاں سے کہ فاتح ولیم نے انگلینڈ فتح کرنے کا عزم کیا تھا "

بیورڈو نے ایک فقرے کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے - کہ دوسرے کئی صوبوں کی حالت بھی اس سے کچھ اچھی نہیں ہے - آگے چل کر وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے - کہ مردم شماری کی اس کمی کا یہ اثر ہوا ہے - کہ ملک کی قومی طاقت بھی زائل ہو گئی ہے - اس کے بعد وہ فرانس کی مختلف قوموں کی بنیاد کے نکاس - اُن کی زبان اور تہذیب کے اختلاف کا بھی یہی سبب بتاتا ہے -

اس کے بعد وہ سوال کرتا ہے - کہ کیا وِشے بھوگ سے - ہوس کی لگام ڈھیلی چھوڑنے سے فرانسیسی لوگ دُنیاوی سکھ - مالی حالت صحت جسمانی اور تہذیب میں پہلے سے کچھ بڑھ گئے ہیں ؟ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے - کہ صحت جسمانی کے بارے میں تو دو چار الفاظ کہتے ہی کافی ہونگے - مختلف دلائل کے ذریعے اس سوال کا جواب دینے کی ہم خواہ کتنی ہی کوشش کریں - لیکن ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے - کہ بے شمار شہوت کا ساتھ دینے سے ہم اپنی صحت جسمانی کو ترقی دے سکتے ہیں - ہم اس سوال کا جواب دینے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے ہر طرف سے کیا نوجوانوں اور کیا بزرگوں سب ہی کی کمزوری کا عام شور ہے - لڑائی سے پہلے محکمہ فوج کے افسران کو اکثر اوقات رنگروٹوں کے لئے صحت جسمانی کی سخت شرائط کو نظر انداز کرنا پڑتا تھا - اور تمام فرانس میں لوگوں کی قوت برداشت بہت ہی کم ہو گئی ہے - اب یہ کہنا بلا شک بے انصافی ہو گی - کہ بے اعتدالئ شہوت نے ہی یہ

بُری حالت پیدا کی ہے۔ لیکن ہاں یہ بھی اس کا ایک ضروری سبب ہے۔ اس کے علاوہ مے نوشی۔ گندہ رہائش وغیرہ کا بھی تو صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ بلکہ اگر ہم بغور سوچیں گے تو یہ بات ہماری سمجھ میں بآسانی آ جائے گی۔ کہ بدچلنی اور اُس کی پرورش کرنے والی نفرت آمیز خواہشات کا ان وباؤں سے گہرا تعلق ہے۔ آلہ ہائے تناسل سے متعلقہ امراض کی وسعت نے عوام کی صحت کو زبردست دھکا لگایا ہے۔ کچھ لوگوں (مثلاً مالتھس) کا خیال ہے۔ کہ جس سوسائٹی میں قدرتی اصولوں کی پیروی کی جاتی ہے۔ اس میں دیش کی دولت اسی نسبت سے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جس نسبت سے وہاں ترقئے پیدائش پر کلہاڑا رکھا جاتا ہے۔ لیکن یورو اس خیال کی ترجمانی نہیں کرتا۔ اس کیخلاف وہ اپنے خیالات کی تائید جرمنی اور فرانس کے حالات سے اسطرح کرتا ہے۔ کہ جرمنی میں جہاں اوسط ممات اوسط حیات کی نسبت زیادہ رہتی ہے وہاں ملک کی دولت بڑھتی جاتی ہے۔ اور فرانس میں جہاں اوسط حیات اوسط ممات کی نسبت کم ہے۔ وہاں ملک کی دولت گھٹتی جا رہی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جرمنی کی حیرت انگیز وسعت تجارت کے سبب دوسرے ممالک کی نسبت جرمن مزدوروں کی کوئی زیادہ قربانی نہیں ہے۔ وہ روسی قول کا ایک فقرہ لکھتے ہیں:۔

"جرمنی کی آبادی جس وقت صرف چار کروڑ دس لاکھ تھی۔ لوگ بھوکے مرتے تھے۔ مگر جب اس کی آبادی چھ کروڑ اسّی لاکھ ہوگئی ہے۔ اس وقت وہ ہر روز مالدار ہوتا جا رہا ہے۔"

وہ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ جرمن لوگ جو کسی بدچلنی کا شکار نہیں ہیں۔ ہر سال سیونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرا دیتے ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں ان کے

باقیس ارب فرانک بنکوں میں جمع تھے۔ لیکن ۱۸۹۵ء میں ان کے صرف
آٹھ ارب فرانک جمع تھے یعنی ہر سال ان کی دولت ساڑھے آٹھ
کروڑ کے حساب سے بڑھتی چلی گئی۔

بیورٹد نے اس بات کو ضرور مانا ہے۔ کہ جرمنی کی یہ سب حیرت انگیز ترقی
محض اسی وجہ سے نہیں ہوئی ہے۔ کہ وہاں پیدائش اموات سے زیادہ
ہے۔ اس کا یہ دعویٰ ہے۔ اور یہ ٹھیک بھی ہے۔ کہ دیگر قسم کی سہولیتوں
کی موجودگی میں یہ تو بالکل قدرتی ہے۔ کہ پیدائش کی ترقی کے ساتھ
ملکی ترقی بھی ہو۔ لیکن دراصل جو بات وہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہ ہے
کہ کثرت پیدائش کی وجہ سے مالی اور تمدنی ترقی کا رُک جانا کوئی ضروری
نہیں ہے۔ جہاں تک پیدائش فی صدی سے تعلق ہے۔ وہاں تک
ہم ہندوستانی لوگ فرانس سے اوپر ہی ہیں۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے
کہ جرمنی کی طرح ہندوستان میں بھی کثرت پیدائش کے سلسلے کا جاری
رہنا ہمارے پولٹیکل حالات کے موافق نہیں ہے۔ لیکن میں بیورو کے
اعداد و شمار اور ان کی لاطائل دلائل اور مثالوں کو مدنظر رکھتا ہوا
ہندوستان کی حالت پر پھر کبھی بحث کروں گا۔"

جرمن کے حالات پر جہاں کہ پیدائش اموات سے زیادہ ہے۔ نظر
کرنے کے بعد بیورو کہتا ہے:"

"کیا ہمیں یہ علم نہیں ہے۔ کہ یورپ میں فرانس چوتھے درجے پر
ہے لیکن دولت کے لحاظ سے اس کا درجہ تیسرے درجے سے
بہت نیچے ہے۔ ملک فرانس کی سالانہ آمدنی صرف ڈھائی ہزار
کروڑ فرینک ہے یعنی پچیس ارب فرینک۔ اور جرمن

لوگوں کی پانچ ہزار کروڑ فرینک یعنی پچاس ارب فرینک"

ہمارے ملک نے ۱۸۷۹ء سے ۱۹۱۴ء تک تیس سال میں چار ہزار کروڑ فرینک یعنی چالیس ارب فرینک کا گھاٹا برداشت کیا ہے۔ اس کے تمام صوبوں میں کھیتوں میں کام کرنے والے آدمیوں کی کمی ہے۔ اور کسی کسی ضلعے میں تو پرانے آدمیوں کو چھوڑ کر کوئی بھی نیا آدمی دکھائی نہیں دیتا اور آگے چل کر وہ لکھتا ہے۔ کہ بدچلنی اور غیر قدرتی مانع حمل کے ذرائع استعمال کرنے کا یہ مقصد ہے۔ کہ سوسائٹی کی قدرتی طاقت زائل ہو جائے اور اس میں سے تجربہ کار بزرگوں کا وجود زائل ہو کر اس کی روح فنا ہو جائے فرانس کی فیصدی آبادی میں بچے اور جوان مل کر صرف ۱۸ ہوتے ہیں جب کہ جرمنی میں ۲۲ اور انگلینڈ میں ۲۱۔ نوجوانوں کی نسبت بوڑھوں کی کمی حدِ اعتدال سے گذری ہوئی ہے۔ اور دوسرے لوگوں میں بھی جنہوں نے اپنی بدچلنی سے جوانی میں ہی بڑھاپے کو دعوت دی ہے۔ اصولی طور پر اپنا رعب اور دبدبہ گنوا دینے والی قوموں کی ہر قسم کی کمزوریاں موجود ہیں۔

لیکن بیورو یہ بھی لکھتا ہے۔ کہ ہمیں معلوم ہے۔ کہ فرانس کے لوگوں میں حکومت کے اعلیٰ ارکان کی کثرت اس تباہ کن پالیسی سے بیزار ہے۔ کیونکہ ان کی رائے میں یہ معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ کس کی خانہ داری کس قسم کی ہے۔ لیوپولڈ مونو کا ذیل کا فقرہ وہ نہایت افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں"

"اتیا چاریوں پہ گندی گالیوں کی بوچھاڑ کرنے اور اس اتیاچار سے ستائے ہوئے لوگوں کے بندھن کاٹنے کے لئے جنگ کرنا قابلِ تعریف

ضرور ہے لیکن ان لوگوں کا کیا علاج ہے۔ جو یا تو خوف سے یا لالچ کی وجہ سے اپنی ضمیر کی آواز نہیں سن سکتے۔ یا ان کے بارے میں جن کی پیٹھ ٹھونکے جانے یا تیوری بدلنے پر بڑھ گھٹ سکتی ہے یا اُن آدمیوں کے بارے میں جو شرم اور لحاظ کو بالائے طاق رکھ کر اپنی اِس قسم کو توڑتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنی جوانی کی عمر میں خوشی اور سنجیدگی سے اپنی اہلیہ کے سامنے اٹھائی تھی۔ اور اُلٹا اپنے افعال بد پر خوش ہوتے ہیں۔ نیز ان آدمیوں کے بارے میں جو اپنی بے مہار ہوس کا شکار ہو کر اپنے گھر کو نرک بناتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے نجات دہندہ کیسے بن سکتے ہیں؟"

مصنف پھر آگے چل کر لکھتا ہے۔"

اس طرح سے خواہ جس طرف نظر اٹھا کر دیکھیں ہم کو ایک یہ معلوم ہوگا۔ کہ ہماری بداعتدالیوں کے سبب افراد۔ قبائل اور سوسائٹیوں کو بھاری چوٹ پہنچ رہی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ہم نے خود ہی اپنے گلے بڑی بھاری مصیبت منڈھ رکھی ہے۔ ہمارے نوجوانوں کی بدچلنی۔ فحش کتب اور نفاوی رتنے۔ روپیہ کے لالچ سے شادی کرنے کی بد رسم جھوٹے گھمنڈ۔ کثرت شہوت اور طلاق نے اختیاری پیدائش اور لمبے حمل نے ملک کو بانجھ کر کے اس کی ترقی کو مسدود کر دیا ہے۔ افراد اپنی طاقت کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ اور بچوں کی پیدائش کی قلت کے ساتھ ساتھ ذلیل اور کمزور سنتان پیدا ہونے لگ گئی ہے۔"

"اگر پیدائش کم ہو۔ تو بچے اچھے ہوں گے"

یہ مقولہ ان لوگوں کو بھاتا تھا۔ جنہوں نے خود کو انفرادی اور سلامتی

زندگی کے اندر محدود دیکھ کر یہ سمجھا ہوا تھا۔ کہ انسانوں کی پیدائش بھی بھیڑ بکری کی طرح مانی جا سکتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے اگسٹ کومٹے آواز کہا تھا۔ کہ سوسائٹی کی بیماریوں کے یہ فرضی معالج افراد یا سوسائٹی سے لطیف مدعا کو سمجھنے کے تو بالکل ناقابل ہیں۔ ہاں اگر وہ حیوانات کے ڈاکٹر ہوتے۔ تو اچھا ہوتا۔" پس تو یہ ہے کہ ان تمام دلی کیفیات میں جنہیں انسان قبول کرتا ہے۔ ان تمام نتائج میں جن پر وہ پہنچتا ہے ان تمام عادات میں جن کا وہ عادی ہوتا ہے۔ کوئی ایسی نہیں ہوتی انسان کی سوشل اور پرائیویٹ زندگی پر اتنا اثر ڈال سکے۔ جتنا کہ شہوت پرستی سے تعلق رکھنے والی عادات اور اس کے لوازمات اثر پذیر ہوتے ہیں۔ خواہ انسان ان کی روک تھام کرے یا وہ خود ان کی رو میں بہہ جائے اس کے افعال کی گونج اس کی سوشل زندگی کے چپے چپے پر ظاہر ہو کر رہے گی۔ کیونکہ یہ قدرتی اصول ہے۔ کہ خفیہ سے خفیہ حرکات بھی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اسی غلطی کی وجہ سے ہم کو کسی گناہ کے کرتے وقت اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کہ ہمارے اس فعل کا انجام بد نہ ہو گا"

رہا اپنے متعلق سو ہم اس بارے میں بالکل بے فکر ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم نے خود اپنی ذات کو ذمہ دار ٹھہرا کر وہ کرم کئے ہیں لیکن جب ہم سوشل حالت پر غور کرتے ہیں۔ تو اس کی ہستی سے ہم غافل ہو کر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس کو ہماری نگرانی کی کیا ضرورت پڑی ہے لیکن اس کے باوجود ہم خفیہ طور پر اس امر کے بھی خواہاں رہتے ہیں۔ کہ دوسروں میں نیک چلنی اور کیرکٹر کا اعلےٰ معیار قائم رہے گا۔ سب سے قابل افسوس

امر تو یہ ہے۔ کہ اس قسم کا پھر اعتقاد بعض اوقات سچ بھی ہو جاتا ہے۔ اور ہم اپنی خیالی طاقت کے گھمنڈ پہ پھر اسی ترچھی راہ پر گامزن ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اور بوقت ضرورت ہم اس غلط روی کو انصاف کا ہی نام دیتے ہیں۔ لیکن در حقیقت ہماری یہ غلطی ہی ہمارے آتما کے لئے سب سے بڑی سزا ہے۔"

"لیکن ایک دن ایسا بھی آتا ہے۔ جبکہ ہمارے خیالات کی کسوٹی پر پورا اترنے والے واقعات ہمیں سخت نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور ہمیں اپنے دھرم سے گرا دیتے ہیں۔ ہمارے ان افعال بد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ نیک چلنی سے وہ محبت کرنا۔ جسے ہم دوسروں کا ہی حصہ سمجھ رہے ہیں۔ ہمارے لئے بہت مشکل امر ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارا پڑوس ہم سے دھوکہ کھا کر آہستہ آہستہ ہماری نقل کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اسی دن سے گراوٹ شروع ہو جاتی ہے۔ ہر شخص اپنے افعال کے نتائج اور ان کے ذریعہ سے ان عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا باسانی احساس کر لیتا ہے۔

"جس خفیہ راز کو ہم تاریک غاروں میں بند ہوا سمجھتے تھے۔ اس کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور ایک فرد کے گناہ کا اثر تمام کرۂ ہوائی کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ مثال صادق آتی ہے کہ

"ایک مچھلی تمام تالاب کو گندہ کر دیتی ہے"

جیسے کسی تالاب میں پتھر پھینکنے سے تمام پانی میں لرزہ خیز طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہماری سوشل غلطیوں کا اثر سوسائٹی کے کونے کونے پر پڑتا ہے۔

"اصولوں کی گراوٹ قوموں کے اوصاف حمیدہ کو جذب کر کے اِن کو مُردہ کر دیتی ہے۔ دھان کی اصولی خوبی اور جسمانی طاقت کو چوس لیتی ہے۔"

باب ۴

ضبط اور برہمچریہ

یہ ظاہر کرنے کے بعد کہ بدچلنی سے مختلف شکلوں میں ذلتیات۔ قبائل نیز سوسائٹی کو دھکا پہنچتا ہے۔ مصنف انسانی خصلت کے بارے میں لکھتا ہے۔ کہ انسان غلطی سے یہ سمجھ بیٹھتا ہے۔ کہ میں فلاں کام میں آزاد ہوں۔ اس میں سوسائٹی کا کوئی دخل نہیں۔ لیکن یہ قدرتی بات ہے کہ خفیہ سے خفیہ اور پرائیویٹ سے پرائیویٹ باتوں کا بھی سوسائٹی پر نہایت بے ضرر طریقے پر انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور اس سے سوسائٹی کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والے بعض اشخاص محض اس خیال سے کہ ان کے اس فعل سے سوسائٹی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اپنے گناہ کو گناہ کہتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ اور اس گناہ کو وہ دوسروں کے لئے بے ضرر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ پاپ چھپ نہیں سکتا۔ لیکن اس پاپ کا زہریلا اثر تمام سوسائٹی میں پھیل جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خواہ کوئی پاپ کتنا ہی چھپ کر کیا جائے۔ اس سے بھی سماج کو نقصان پہنچتا ہے۔

پھر اس کا علاج کیا ہے۔ مصنف لکھتا ہے کہ قانون کے ذریعے

اسے روکا نہیں جا سکتا۔ اس کے لئے صرف آتما کی شدھی ہی واحد علاج ہے۔ اس لئے اس بارے میں پبلک کی آواز میں اثر پیدا کرنا نہایت ضروری بات ہے۔ کہ جس سے غیر شادی شدہ عورت اور مرد برہمچاری بن کر رہیں۔ جو لوگ اپنی خواہشات پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ ان کے لئے شادی کرنا ضروری ہے۔ اور جو شادی شدہ ہوں۔ ان کو ایک دوسرے پر انحصار رکھتے ہوئے نیم کا پابند رہ کر اپنی زندگی گذارنی چاہیئے۔ اسی قسم کے مختلف پہلوؤں پر فاضل مصنف نے تفصیل سے بحث کی ہے لیکن بہت سے لوگ کہتے ہیں:۔

"برہمچریہ سے عورت مرد کی صحت کو دھکا لگتا ہے۔ اور یہ ایڈوائز کرنا کہ برہمچاری رہو۔ ان کی پرائیویٹ زندگی اور شخصی آزادی پر ناقابل برداشت حملہ کرنا ہے۔"

مصنف اس دلیل کا منہ توڑ جواب دیتا ہے:۔

"شہوت بلحاظ بھوک کی مانند کوئی ایسی لازمی چیز نہیں ہے۔ جب تک انسانی جسم تندرست رہے۔ اگر ہم کھانا نہ کھائیں۔ تو کمزور ہو جائیں گے اگر ہم پھر نہ سوئیں۔ تو بیمار ہو جائیں گے۔ اور اگر حاجات ضروری کو روکیں۔ تو کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جائیں گے۔ لیکن حیوانی خواہشات کو ہم بخوبی روک سکتے ہیں۔ اس لئے ایسا کرنے کی طاقت بھی ایشور نے ہم کو دی ہے آج کل ہوس نفسانی کو قدرتی جذبہ کہا جاتا ہے۔ مگر نئی روشنی میں بہت سے لوازمات شامل کر دئے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ملک کی کنواریوں اور نوجوانوں میں وقت سے پہلے اور ضرورت سے زیادہ شہوانی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔"

اس کے بعد مصنف نے کئی لائق ڈاکٹروں کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا ہے۔ کہ برہمچاری رہنے سے صحت جسمانی کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ اس سے صحت کو غیر محدود اور غیر یقینی فائدہ پہنچتا ہے"

نوتنگیس وشو ودیالیہ کے پروفیسر آسٹرلن کا قول ہے۔

خواہش حیوانی اتنی طاقتور نہیں ہوتی۔ کہ جس کو گیان یا روحانی طاقت سے قابو نہ کیا جا سکے۔ ہاں ہر ایک کنواری اور نوجوان کو مناسب عمر پر پہنچنے سے پہلے پورے نیم اور اصولوں کی پابندی کرنی سیکھنی چاہئیے انہیں یہ یقین کر لینا چاہئیے۔ کہ ان کے آتمک استقلال کا صلہ ان کو مضبوط اور طاقتور جسم اور برکت آمیز دلیری میں ملے گا"

یہ بات جتنی دفعہ لکھی جائے۔ تھوڑی ہے۔ کہ اصولی اور جسمانی اعتدال اور مکمل برہمچریہ کا رہنا بسہولیت ممکن ہے۔ اور شہوت پرستی کی تائید نہ تو مندرجہ بالا کسی لحاظ سے اور نہ دھرم ہی کے نکتہ نگاہ سے کی جا سکتی ہے"

"لنڈن کے رائل کالج کا پروفیسر لائنیل ولی لکھتا ہے"

"سداچاری اور مہذب انسانوں کی مثالوں نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ بڑی سے بڑی کمزوریوں کو بھی انسان صداقت دلی اور دل کی مضبوطی سے محض اپنی بود و باش میں اعتدال اور استقلال پیدا کرنے سے دور کر سکتا ہے"

مختصر یہ کہ غیر شادی شدہ رہنا نہایت مشکل نہیں ہے بشرطیکہ انسان اپنی خواہشات پر قابو پانے کے ذرائع ڈھونڈھ سکے۔ اور حواس پر غلبہ پانے کا مطلب صرف یہی نہیں۔ کہ دہشتے بھوگ کو ترک کر دیا جائے۔ بلکہ یہ بھی لازمی امر ہے۔ کہ خیالات کی رو کو اس طرف جانے سے روک دیا

جائے۔ ورنہ کامیابی مشکل ہے۔

سوئٹزرلینڈ کا روحانی سائنس کا فلاسفر جس نے کہ اس مضمون پر بغور مطالعہ کیا جائے۔ کہتا ہے "

"کسرت سے ہر پہلو میں جسمانی طاقتیں نشوونما پاتی ہیں۔ اس کے خلاف اس سے وہ مخالف طاقتیں شکست کھا جاتی ہیں۔ جو اس کی وجہ سے پیدا ہو کر انسان کو بدی کی طرف لے جاتی ہیں"

"شہوت پرستی سے تعلق رکھنے والی تمام باتیں شہوت کو بھڑکاتی ہیں۔ ان باتوں سے بچے رہنے سے ان کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ اور خواہشات آہستہ آہستہ کم ہو جاتی ہیں۔ اکثر نوجوان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خواہشات پر قدرت حاصل کرنا ایک ناممکن بات ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اعتدال سے رہتے ہیں ثابت کرتے ہیں۔ کہ تندرستی کو قائم رکھتے ہوئے بھی زندگی میں ہر قسم کا لطف اٹھایا جا سکتا ہے"

ایک دوسرا فلاسفر ریونگٹ صاحب لکھتا ہے۔

"میں پچیس یا تیس برس یا اس سے زیادہ عمر والے کئی لوگوں کو جانتا ہوں۔ جنہوں نے پورے نیم سے زندگی بسر کی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں۔ جنہوں نے شادی سے پہلے بھی برہمچریہ قائم رکھا ہے ایسے اشخاص کی کمی نہیں ہیں۔ ہاں وہ لوگ اپنا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے"

"میرے پاس ایسے کتنے ہی طلباء کے خطوط پہنچے ہیں۔ جنہوں نے اس امر پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ کہ انہوں نے برہمچریہ کے پالن کرنے پر کافی توجہ نہیں دی"

ڈاکٹر ایکٹن لکھتا ہے "

"شادی سے پہلے تو جوانی کو پورن برت رکھنا چاہیئے اور یہ ممکن بھی ہے"

سر جیمز پیگیٹ کا خیال ہے۔

"جس طرح شدھی سے آتما کو ہانی نہیں پہنچتی۔ اسی طرح جسم کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ جو اس برت کو پانا سب سے اعلیٰ خوبی ہے"

ڈاکٹر پیریر لکھتا ہے۔

"مکمل برہمچریہ کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ وہ نقصان دہ ہے۔ بالکل غلط خیال ہے۔ اس خیال کو دور کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ خیال کتنے ہی لڑکے لڑکیوں کے دلوں میں ہی گھر نہیں کرتا ہے۔ بلکہ ان کے والدین پر بھی اثر پذیر ہوتا ہے۔ نوجوانوں کے لئے برہمچریہ جسمانی۔ آتمک اور سوشل طور پر لحاظ سے ان کی حفاظت کرنے والی چیز ہے"

سر اینڈریو کلارک کہتا ہے۔

"برہمچریہ سے کوئی ہانی نہیں ہوتی۔ اور نہ وہ انسان کے فطری جذبات پر ہی اثر کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو طاقت کو دوبالا کر کے دماغ کو تر و تازہ کر دیتا ہے برہمچریہ کو توڑنے سے آتمک طاقت کم ہو جاتی ہے۔ آلس بڑھ کر جسم ایسی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو مستقبل میں اولاد پر بھی اثر ڈالتی ہیں یہ کہنا کہ وشے بھوگ نوجوانوں کی صحت جسمانی کے لئے لازمی چیز ہے۔ محض غلطی ہی نہیں۔ بلکہ ان پر بیرحمی سے ظلم کرتا ہے"

ڈاکٹر بلیڈ نے لکھا ہے۔

"برہمچریہ نشٹ کرنے کے بدنتائج تو کیا شادی شدہ اور کیا غیر شادی شدہ سب کو معلوم ہیں۔ لیکن برہمچریہ کے بدنتائج تو محض فرضی ہیں۔ مندرجہ بالا دونو پہلوؤں میں اول الذکر کی تائید میں تو دنیا کے بڑے

بڑے فلاسفر یک زبان ہیں۔ لیکن مؤخر الذکر کو ثابت کرنے والا ابھی تک کوئی نہیں ملا۔"

ڈاکٹر مونٹیگزا نے اپنی ایک تصنیف میں لکھا ہے:۔

"برہمچریہ سے پیدا ہونے والی بیماریاں میں نے نہیں دیکھیں۔ عموماً عوام اور خصوصاً نوجوان برہمچریہ سے پہنچنے والے فوائد کا فوراً ہی احساس کر سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر ڈیوبائے بھی اس امر کی تائید میں کہتا ہے۔

"ان انسانوں کی نسبت جو کہ حیوانی جذبات کے چنگل سے بچ جاتے ہیں۔ وہ لوگ نامردی کے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ جو کہ محض حیوانی جذبات کی سیری کے لئے اپنے حواس کی لگام کو ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں۔"

ان کی اس بات کی تائید ڈاکٹر فیری کس خوبی سے کرتا ہے:۔

"جو لوگ من کو قابو میں کر سکیں۔ وہ برہمچریہ کا پالن کریں۔ اور اس کی وجہ سے اپنی صحت جسمانی کے بارے میں ذرا بھی شک نہ کریں۔ کیونکہ خواہشات کی سیری پر صحت جسمانی کا انحصار نہیں ہے۔"

پروفیسر الفریڈ فارنیر لکھتا ہے:۔

"کچھ لوگوں نے نوجوانوں کے لئے برہمچریہ رکھنے کے خطرات کا ذکر کرتے ہوئے نہایت ناواجب اور لچر دلائل دی ہیں۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر واقعی برہمچریہ میں کوئی خطرہ ہے۔ تو میں اس سے بالکل ناواقف ہوں۔ حالانکہ اپنے کاروبار میں اس بارے میں ان خطرات کو محسوس کرنے کا مجھے پورا موقعہ حاصل رہا ہے۔ لیکن پھر بھی ایک معالج کی حیثیت میں ان کی ہستی کے لئے میرے پاس ایک بھی ثبوت نہیں۔"

" علاوہ ازیں ایک علم جسمانی کے واقف کی حیثیت میں میں تو یہی کہوں گا۔ کہ قریباً ۲۵ سال کی عمر سے پہلے ویرج پختگی کی حد کو نہیں پہنچتا۔ اور نہ ہی اس سے پہلے وشے بھوگ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے وقت سے پہلے نوجوانوں میں خواہشات کا غلبہ ہوتا۔ اس امر کی دلیل ہے کہ ان کی پرورش نہایت نباہ کن اور ناقص طریق پہ ہوئی ہے۔ کیونکہ اس طرح لڑکے لڑکیوں میں وقت سے پہلے ہی جذبات شہوانی جاگ اٹھتے ہیں "

" خواہ کچھ بھی ہو۔ یہ امر یقینی ہے۔ کہ برہمچریہ سے کسی نقصان کا احتمال نہیں ہے۔ نقصان تو کچی صورت میں ویرج کو نشٹ کر کے ناواجب خواہشات کی سیری کرنے میں ہے "

" اس عالمگیر ثبوت کے بعد مصنف آخیر میں ۱۹۰۲ء میں برسلز میں دنیا کے ڈاکٹروں کی کانفرنس میں پاس کردہ ریزولیوشن کی نقل دیتا ہے "

" نوجوانوں کو یہ سبق دینا چاہئے۔ کہ برہمچریہ کے پالن کرنے سے ان کی صحت کو کبھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ ویدک اور علوم جسمانی کی رو سے تو برہمچریہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی تشہیر بڑے زور سے کرنی چاہئیے "

کچھ سال پہلے کسی عیسائی وشو ودیالہ کے معالجوں نے اتفاق رائے سے چیلنج کیا تھا۔ کہ یہ کہنا بالکل فضول ہے۔ کہ برہمچریہ صحت کے لئے کبھی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس امر کا ہم نے تجربہ کیا ہے۔ ہماری رائے میں اس بے ضرر طریق پر زندگی بسر کرنے والے کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہو سکتی "

مصنف نے اپنا منشاء مضمون یوں ظاہر کیا ہے۔

"آپ یہ تو بخوبی سمجھ چکے ہونگے۔ کہ سماج شاستر اور دھرم شاستر تو پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ وِشے کی خواہش نیند اور بھوک کی طرح نہیں ہے۔ جس کا پورا کرنا لازمی ہے۔ تمام نرناریوں کے لئے بغیر کسی تکلیف کے برہمچریہ پالن کرنا سہل ہے۔ عام طور پر اس سے کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے خلاف عمل کرنے سے بیشمار بیماریاں آگھیرتی ہیں لیکن اگر ایک لمحہ کے لئے یہ مان لیا جائے۔ کہ بیرج کی حفاظت کرنے سے بیماری ہوتی ہے۔ تو پھر بھی قدرت نے صحت کو برقرار رکھنے کے لئے۔ رج ویرج کے نکلنے کے قدرتی ذرائع مہیّا کئے ہوئے ہیں"

اس لئے ڈاکٹر بری کا یہ مقولہ سولہ آنہ صحیح ہے۔"

یہ سوال قدرتی اور حقیقت آمیز نہیں ہے۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے۔ کہ اگر بھوک نہ مٹائی جائے یا سانس رُک جائے۔ تو اس کے کیا بدنتائج ظہور میں آسکتے ہیں لیکن کوئی مصنف یہ نہیں لکھتا۔ کہ مستقل یا عارضی کسی بھی قسم کے برہمچریہ سے یہ نتیجہ نکلا ہے۔ کہ اس عمل سے فلاں بیماری پیدا ہوگئی۔ اگر دنیا میں ہم برہمچاریوں کا مطالعہ کریں۔ تو کسی سے نہ تو دنیاوی شہرت میں کم رہے۔ اور نہ آتمک بل میں۔ اور جسمانی طاقت میں تو ذرہ بھر بھی کم نہیں ہیں۔ وہ اگر شادی کرلیں۔ تو خانہ داری کے فرائض ادا کرنے کی قابلیّت میں بھی دوسروں سے کم نہیں رہیں گے۔ خواہشات کی سیری ایسی چیز نہیں ہے۔ جو جسمانی نشوونما میں روکاوٹ ڈالنے والی ہو۔ بلکہ اس کے خلاف عمل کرنے سے یہ نقصان پہنچاہے مکمل جسمانی نشوونما کے لئے برہمچریہ نہایت ضروری چیز ہے۔ اسلئے

نوجوان اپنی طاقت کو جتنا بھی قائم کر سکیں۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ کیونکہ پیری میں بچپن کی نسبت بیماری کو روکنے کی طاقت کم ہوتی ہے۔ اس نشو و نما کے زمانے میں جبکہ جسم اور روح تکمیل کو پہنچ رہے ہوں۔ قدرت کو بہت حرکت کرنی پڑتی ہے۔ اس مشکل وقت میں کسی بھی پہلو میں حد سے گذرنا برا ہے۔ لیکن خصوصاً وشئے واسنا تو بہت ہی نقصان دہ ہے۔"

برہمچریہ سے جسم کو جو فوائد حاصل ہیں۔ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب مصنف آتمک اور سماجک فوائد کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر مونٹیگیزا کا حوالہ دیتا ہے۔"

"برہمچریہ سے کئی فوائد فوراً ظہور میں آتے ہیں۔ ان کا احساس پورا تو عوام کو ہو جاتا ہے۔ لیکن نوجوان بہت جلد محسوس کرتے ہیں۔ برہمچریہ سے قوت حافظہ تیز اور مستقل ہو جاتی ہے۔ اور عقل صیقل ہو جاتی ہے انسان کے تمام جیون میں ایک نمایاں پلٹا آجاتا ہے۔ جس کا گمان ہونا مشکل ہے۔ برہمچریہ زندگی میں چمک اور خوبصورتی کو بھر دیتا ہے۔ اور کایا میں کلپ ورکش لگا دیتا ہے۔ برہمچاری نوجوانوں کو پھرتی۔ ہوشیاری

جفاکشی اور مستقل مزاج کاہوں کے بندوں کی کائنات اور سستی اور ڈھلا
یقینی سے مقابلہ کیجیئے۔ آپ کو دونوں میں زمین آسمان کا فرق ملے گا
حواس پر قابو پانے سے کبھی کوئی بیماری نہیں ہوتی سُنی گئی۔ مگر حواس کی
لگام ڈھیلی چھوڑ دینے سے بیشمار بیماریاں پیدا ہوتے سُنی گئی ہیں
اس کے باوجود جو لوگ ویریہ کو خارج کرنے کو ضروری قرار
دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اپنے جسم کو حسب مرضی استعمال
کرنے کا پُورا پُورا اختیار حاصل ہے۔ برہمچریہ کی حد بندی کر کے آپ
ہماری شخصی آزادی پر ضرب کاری لگاتے ہیں۔ ان کو جواب دیتے ہوئے
مصنف نے لکھا ہے۔ کہ سوسائٹی کے عروج کے لئے اس غلط آزادی
پر پابندی عائد کرنا ضروری ہے۔ وہ کہتا ہے"

"سوسائٹی کے قوانین کے علما کے خیال میں افعال کے منجملہ انکا
کا ہی نام زندگی ہے۔ اور کوئی فعل ایسا نہیں کہا جا سکتا۔ جو سوسائٹی
سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ بلکہ سوسائٹی ہی اس مطلب کے لئے ہے۔ کہ ان
افعال کی پڑتال کرے۔ بالفرض اگر ہم غلطی سے اپنے آزادانہ
افعال اور سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے افعال کی غلطی سے دو
اقسام بنا لیتے ہیں۔ تو پھر بھی ہر دو قسم کے افعال کا وسیع اور غیر محدود
اثر پڑے گا۔ خواہ ہم اپنے خاص افعال کو کتنا ہی خفیہ کیوں نہ رکھیں
خواہ ہم اس اثر کو محسوس نہ کریں۔ یہ اصول ثابت رہتی ہے۔ اس میں
کسی کا ہاتھ کام نہیں کر سکتا۔ یہ ہماری سوسائٹی کی کم فہمی یا غلطی ہے
کہ وہ ہمیں یا کسی خاص ذات کو کسی خاص پہلو میں خود ہی آزاد کھیر
دیتی ہے۔ حالانکہ اس غلط آزادی کی وجہ سے وہ خود خاص اپنا

عظمت کو کھو کر حقیر بن جاتا ہے۔ جو کہ اس کے آزادانہ افعال کا لازمی نتیجہ ہے۔"

اس کے بعد مصنف نے ظاہر کیا ہے۔ کہ جب ہمیں بازار کی سڑک پر ہر جگہ تھوکنے تک کی اجازت نہیں۔ تو بھلا منی جیسی عظیم طاقت کا حسب مرضی خرچ کرنے کا ہمیں کیسے اختیار ہو سکتا ہے۔ کیا یہ کام ایسا ہے۔ جو مذکورہ بالا منجملہ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے افعال سے غیر متعلقہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ فرض کیجئے۔ ابھی ایک نوجوان نئی دلھن کو بیاہ کر لاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اب ہم ہر طرح آزاد ہیں۔ ہمارے آزادانہ افعال سے کسی کو کوئی مطلب نہیں۔ یہ محض ہم دونو کا نجی اور آزادانہ فرض ہے۔ کہ جس طرح چاہیں۔ ہم اس کو ادا کریں۔ وہ اپنی آزادی کے دھوکے میں یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس سے سوسائٹی پر کوئی خراب اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور نہ ہی سوسائٹی کا کوئی حق ہے۔ کہ وہ ہمارے اس خاص تعلق میں دخل اندازی کرے۔ لیکن یہ ان کا لڑکپن ہے۔ وہ نہیں سمجھتے۔ کہ ان کے خفیہ اور انفرادی افعال کا اثر دور دور تک پڑتا ہے۔ اور نہایت خوفناک پڑتا ہے۔ اپنی اس روش سے تم سوسائٹی کو تباہ کرنا چاہتے ہو۔ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو۔ تم اپنے عارضی لطف کے لئے سوسائٹی کی آنکھوں میں دھول ڈال کر اس کو اندھیرے میں رکھنا چاہتے ہو۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ تم سوسائٹی میں اختلاف افعال کا بیج بوتے ہو اپنی خود غرضانہ آزادی سے ہم نے اپنی سوسائٹی کو تو خراب کر ہی لیا۔ بلکہ ابھی تک سب سوسائٹیوں میں ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ اولاد پیدا کرنے کی طاقت کے متعلق جو ذمہ واری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اسے ہر شخص بخوشی ادا کرے گا۔ مگر

اس ذمہ واری کو بھول جانے سے ہی آج سرمایہ اور جفا کشی - مزدوری
اور وراثت ٹیکس اور فوجی طاقت - نمائندگی کے حقوق وغیرہ بے ہودہ
سوالات پیدا ہو گئے ہیں - اس ذمہ واری کو محسوس نہ کرنے سے ہی ایک فرد
خاص سوسائٹی کے تمام نظام کو توڑ دیتا ہے - اور اس طرح دوسروں پر
اپنی ذمہ واری ڈال کر خود فارغ ہونا چاہتا ہے - اس لئے وہ کسی چور
ڈاکو یا لٹیرے سے کم نہیں کہا جا سکتا - اپنی اس جسمانی طاقت کے غلط
اور ناجائز استعمال کے لئے بھی ہم سوسائٹی کے سامنے اتنے ہی جواب دہ
ہیں - جتنے دوسرے افعال کے لئے - ہماری سوسائٹی اس پہلو کا علاج
کرنے میں غیر مستعد ہے - اور اس لئے اسے ہماری عقل پر ہی ہمارے
خاص افعال کی ذمہ واری ڈالنی پڑی - اسی وجہ سے ایسے آزادانہ افعال
کے لئے ہماری ذمہ واری اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے "

" آزادی ظاہرہ لطف آمیز معلوم ہوتی ہے - لیکن درحقیقت وہ
ایک بڑا بھاری بوجھ ہے - اس کا احساس تمہیں پہلی دفعہ ہی ہو جاتا ہے
تم سمجھتے ہو - کہ من اور بدھی دونو ایک ہیں - اگرچہ دونوں میں ہے - تو
تمہاری ہی طاقت - لیکن بعض اوقات دونو میں بہت فرق ہو جاتا ہے
اس وقت تم کس کی پیروی کرو گے - اپنی بدھی کی یا اپنے نیچے گرانے والے
حواس کی خواہشات کی ؟ اگر خواہشات کا عقل پر فتح پا لینے میں ہی سب
کا بھلا ہے - پھر تو تمہیں ان دونو میں سے ایک بات کو منتخب کرنے میں
دقت پیش نہ آئے گی - لیکن تم یہ بھی کہہ سکتے ہو - کہ میں جسم اور روح
کا پہلو بہ پہلو عروج چاہتا ہوں - بیشک - لیکن یہ بھی یاد رکھو - کہ روح
کی ذرہ بھر ترقی کیلئے بھی تمہیں کچھ نہ کچھ برت ضرور کرنا ہو گا - پہلے ان

خواہشات کے خیالات کو دور کر دو۔ پھر تم جو چاہو گے بن جاؤ گے۔

گیبریل سیلیس کہتا ہے:-

"ہم بار بار کہتے پھرتے ہیں کہ ہمیں آزادی چاہئے۔ ہم آزاد ہوں گے۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے۔ کہ اس آزادی میں ہمارے گلے فرائض کی کتنی بھاری بیڑی پڑ جاتی ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں۔ کہ ہماری اس بناوٹی آزادی کا مطلب "خواہش کی غلامی" ہے جس میں ہم نہ کبھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں"

برہمچریہ میں شانتی ہے۔ اور اس کا بھنگ کرنا تو اشانتی کا زبردست دشمن ہے۔ خواہشات نفسانی یوں تو ہر عمر میں ہمارے لئے تکلیف دہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ لیکن عالم شباب میں تو یہ وبا ہماری عقل میں بہت ہی جلد فتور لا سکتی ہے۔ جس نوجوان کا کسی عورت سے پہلے پہل تعلق ہوتا ہے وہ نہیں جانتا۔ کہ وہ اپنی جسمانی۔ روحانی اور سوشل زندگی کے جوہر سے کھیل رہا ہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ اس کی ان حرکات کی یاد اسے بار بار آ کر ستائے گی۔ اور اسے اپنے خواہش کی زبردست غلامی میں رہنا پڑے گا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ اچھے سے اچھے نوجوان جن سے مستقبل میں بڑی بڑی اُمیدیں تھیں۔ اس غلامی کی وجہ سے جس کو آزادی کا نام دیا جاتا ہے۔ تباہ ہو گئے۔ اور ان کی سب سے پہلی سوشل گراوٹ سے ہی ان کی تنزلی شروع ہوئی تھی"

انسان کی زندگی اس برتن کی مانند ہے جس میں تم اگر پہلی بوند میں ہی غلاظت چھوڑ دیتے ہو۔ تو پھر خواہ کتنا ہی شدھ جل ڈالتے جاؤ۔ سبھی خراب ہوتا جائے گا"

انگلینڈ کے مشہور ماہر جسم انسانی کینڈرک نے بھی کہا ہے۔ یہ
"خواہشات شہوانی کی سیری محض سوشل گناہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ
سے جسمانی کمزوری بھی پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس خواہش کے سامنے
سر خم کردو۔ تو یہ زبردست ہو کر تم پر اور بھی ظلم کرنے لگیگی۔ اگر
دل پراگندہ ہے۔ تو تم اس کی باتیں سنوگے۔ اور اس کی طاقت بڑھا
جاؤگے۔ واضح رہے۔ کہ ہر ایک خواہشات کے آگے سر تسلیم خم کرنے
سے تمہاری غلامی کی زنجیر میں ایک نئی کڑی کی زیادتی ہوتی چلی جا
"پھر تو اسے توڑنے کی تم میں طاقت ہی نہ ہوگی۔ اور اس طرح
تمہاری زندگی ایک ابلہانہ کام کی مشق کرتے کرتے ختم ہو جائیگی
اس لئے اونچے خیالات اور برہمچریہ میں ہی شانتی کا راستہ ملتا
ہے۔"

پیورو نے اس کے بعد ڈاکٹر فرنیک کا حوالہ دیا ہے"
"خواہشات شہوانی پر من اور بدھی کا پورا پورا ہاتھ ہے۔ کیونکہ
وہ کوئی جسمانی حاجات ضروری میں سے نہیں ہے۔ وہ محض ایک
خواہش ہے۔ جس کو ہم اپنی مرضی سے ہی دانستہ طور پر پیدا کرتے
ہیں نہ کہ فطرت کے بس ہو کر"

باب ۶
تاحیات مجرد رہنا

شادی سے پہلے اور اس کے بعد برہمچاری رہنے سے کیا فائدہ ہے۔ اور اس حالت میں یہ کہاں تک ممکن ہے۔ اس امر پر بحث کر کے مصنف نے بتایا ہے۔ کہ تاحیات برہمچاری رہنا کہاں تک ممکن ہے اور اس کی عظمت کیا ہے"

"شہوت نفسانی کی غلامی سے آزاد ہونے والے بہادروں کی فہرست میں سب سے پہلے ان نوجوان لڑکے لڑکیوں کا نام آئیگا جنہوں نے کسی مقصدِ عظیم کی تکمیل کے لئے تاحیات برہمچاری رہنے کا پرن کیا ہے۔ ان کے اس مستقل مزاجی کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ کوئی بیکس و لاچار ماں باپ کی خدمت بجالانا ہی اپنا فرض سمجھتا ہے۔ کوئی اپنے لاوارث بھائی بہنوں کے لئے ماں باپ کے فرائض ادا کرتا ہے۔ کوئی گیان کنتھا میں ہی برہمچاری رہ کر اپنی زندگی گذارنا چاہتا ہے۔ اور کوئی بیماروں اور اپاہجوں کی خدمت گذاری میں ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے۔ اس برت کا پالن کرنے کے لئے کسی کو تو اپنے دل پر اپنی خواہشات کے ساتھ زبردست جنگ کر کے قابو پانا پڑتا ہے۔ اور کسی کے لئے قدرتی طور پر اس کے حسب حال راستہ کھل جاتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے دل میں اپنے یا پرماتما کے

سامنے عہد کر لیتے ہیں۔ کہ

"جو مدعائے مقصود اُنہوں نے بنا لیا ہے اب وہ بدل نہیں سکتا اور اب اُن کے لیے شادی کا خیال کرنا بھی وبھچار میں شامل ہوگا"۔

مشہور نقاش نائیکل انجیلو سے جب کسی نے کہا۔ کہ تم شادی کر لو۔ تو اس نے جواب دیا۔

"نقاشی ہی میری ایسی رفیقہ ہے جو سوت کا رہنا گوارہ نہ کریگی"

اپنے مغربی دوستوں کے تجربہ سے میں ہیوروکے بنائے ہوئے تحلیل قسم کے اشخاص کی مثالوں سے اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں۔ کہ بہت سے دوستوں نے تاحیات مجرد رہنے کا پرن کیا ہے۔ ہندوستان کے سوائے اور کسی بھی ملک میں بچپن میں ہی شادی کا تذکرہ بچوں کے گوش گذار نہیں کیا جاتا۔ یہاں تو ماں باپ کی یہی خواہش رہتی ہے۔ کہ لڑکے کا بیاہ کر کے اس کی روزی کا انتظام کر دینا ہی ہمارا انتہائی فرض ہے۔ پہلی بات سے تو وبھچار سے عقل اور جسم کی تباہی ہوتی ہے۔ اور دوسری بات سے اکثر نوجوان سست ہو کر دوسروں کی جمع کی ہوئی کمائی پر گذارہ کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ برہمچریہ اور اپنی مرضی سے کئے ہوئے برت کی ہم تعریف ہی کرتے ہیں۔ مگر اس کو اپنی ذات کے لئے ناممکن جانتے ہوئے اس قسم کے فقرے کہا کرتے ہیں"۔

"یہ کام تو یوگیوں اور مہاتماؤں سے ہی ممکن ہے"۔

ہم یہ بھی خود ہی کہا کرتے ہیں۔ کہ یوگی مہاتما بھی تو ہم میں سے ہی ہوتے ہیں۔ ہم یہ بھلا دیتے ہیں۔ کہ جب سوسائٹی کی حالت اس قدر خراب ہو اس میں سچے یوگی مہاتما کا ہونا کب ممکن ہے۔ سداچار کی رفتار

اگر کچھوے کی رفتار کی مانند سست ہے۔ تو دُراچار خرگوش کی مانند
دوڑتا ہے۔ لیکن دونوں میں جیت کس کی ہوتی ہے۔ اس پر غور کرنے
کی ہم نے ضرورت محسوس نہیں کی۔ ہمارے پاس بدچلنی کا سودا بجلی
کی رفتار سے دوڑا چلا آتا ہے۔ اور اپنی من موہنی چمک دمک سے
ہماری آنکھوں کو چکاچوند کر دیتا ہے۔ اور ہم سچائی کو بھول جاتے ہیں
ہر لمحہ مغرب سے بذریعہ تار جو چیز ہمارے پاس پہنچتی ہے۔ اور ہر روز
بدیشی مال سے لدے ہوئے جو جہاز اترتے ہیں۔ ان میں سے گذر کر
جو جگمگاہٹ ہم تک پہنچتی ہے۔ اسے دیکھ کر ہم چریہ کا برت لینے میں
ہمیں شرم تک محسوس ہوتی ہے۔ اور غریبی کے برت کو ہم پاپ تک
کا نام دینے کے لئے طیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن آج ہندوستان میں
ہمیں مغرب کا جو نظارہ کرنا پڑتا ہے۔ مغرب بجنسہ ٹھیک ایسا نہیں ہے۔
جس طرح مغربی افریقہ کے گوارے وہاں کے کچھ خستہ حال ہندوستانیوں
کو دیکھ کر ہندوستانیوں کی بابت غلط رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اسی
طرح ہم بھی مغرب کی ایک چکاچوند کر دینے والی کرن سے اندھے ہو کر
مغرب کی بابت غلط اندازہ لگا لیتے ہیں۔ جو لوگ اپنی آنکھوں سے
جہالت کا پردہ ہٹا کر اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ وہ
محسوس کریں گے۔ کہ مغرب میں بھی ہستی اور اس کی شدھی کا ایک چھوٹا
مگر گہرا چشمہ بہہ رہا ہے۔ یورپ کے اس عظیم خشک صحرا میں بھی ایسے
چشمے موجود ہیں۔ جہاں اگر کوئی چاہے تو اس کے آب حیات کو پی کر اپنی
زندگی کے عظیم مقصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ وہاں کے بیشمار انسان برہمچریہ
اور اپنی مرضی سے سادہ زندگی بسر کرنے کا برت لیتے ہیں۔ اور

پھر کبھی بھول کر بھی اس کے لئے تکبر نہیں کرتے۔ اور نہ ہی شہرت چاہتے ہیں۔ وہ لوگ ایسا عاجزی کے ساتھ کسی روحانی یا ملکی خدمت کے لئے کرتے ہیں۔ ہم لوگ دھرم کی باتیں اس طرح کرتے ہیں۔ گویا کہ دھرم اور رواج میں کسی قسم کا الحاق ہی نہ ہو۔ اور یہ دھرم محض ہمالیہ کی کندراؤں میں باس کرنے والے یوگیوں کے لئے ہی ہے۔ جس دھرم کا ہمارے روزمرہ کے کاروبار پر کوئی اثر ہی نہ پڑے۔ وہ دھرم ایک لاحاصل خیال کے سوائے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ سبھی نوجوان انسان اور عورتیں جن کے لئے یہ اخبار ہفتہ لکھا جاتا ہے۔ سمجھ لیں۔ کہ اپنے گرد و نواح کو شدھ کرنا اپنی کمزوری کو دور کرنا اور برہمچریہ برت کا پالن کرنا ان کا فرض اولین ہے۔ ان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے۔ کہ یہ کام اتنا مشکل نہیں ہے۔ جتنا کہ ان کا خیال ہے"

آگے چل کر مصنف لکھتا ہے"

"اگر ہم یہ تسلیم ہی کر لیں۔ کہ شادی کرنا ضروری ہے۔ تب بھی نہ تو سب ہی شادی کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی سب کے لئے اس فرض کو لازمی اور مناسب سمجھا جائے گا۔ اس کے علاوہ کچھ اشخاص ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کی زندگی کا مقصد محض برہمچاری رہنا ہی ہو گا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جنہیں اپنی تجارت یا مفلسی کے سبب شادی کا ارادہ ترک کرنا پڑے گا اور بعض کو قابل لڑکا یا لڑکی نہ ملنے کی وجہ سے اس ارادہ کو ترک کرنا پڑے گا بعض مریض ہونگے۔ اس قسم کے مختلف اسباب سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ شادی کرنے کے خیال کو ترک کر دیتے ہیں۔ کسی نیک کام یا مقصد کے لئے ایسی ذہن کے افراد کے برہمچریہ برت سے ان

لوگوں کو بھی اپنے برت کی تکمیل میں مدد ملتی ہے۔ جو مجبوراً برہمچریہ کو گرہن کرتے ہیں۔ خوش اعتقادی سے جس نے برہمچریہ برت کو گرہن کیا ہے اسے اپنا برت مشکل اور ناممکل معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تو ایسی زندگی کو فرحت بخش اور روح افزا زندگی قرار دیتا ہے۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونو قسم کے برہمچاریوں کو اپنے برت میں مستقل مزاجی حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اور وہ ان کا سہارا بن جاتا ہے۔"

فارسٹر صاحب لکھتے ہیں:-

"برہمچریہ برت خانہ داری کا زبردست ممد و معاون ہے۔ یہ تو انسان کو وحشی بھوگوں سے نجات دلا کر اس کو سورگ نصیب کرانیوالا ہے۔ شادی شدہ اشخاص اسے دیکھ کر خیال کرتے ہیں۔ کہ باہمی رشتہ رافت میں محض ایک دوسرے کی خواہش حیوانی کی سیری کے لئے ہی وابستہ نہیں ہیں بلکہ وحشی باسنا کے رہتے ہوئے بھی وہ آزاد اور مکت آتما ہیں۔ برہمچریہ کا مذاق اڑانے والے لوگ یہ نہیں جانتے۔ کہ اس کی ہنسی اڑا کر وہ وبھچار اور کثرت ازدواج کی حمایت کر رہے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ خواہشات کی سیری لازمی امر ہے۔ تو پھر شادی شدہ جوڑے سے کس طرح شدھ جیون کی امید رکھی جا سکتی ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں۔ کہ بیماری یا کسی اور سبب سے کبھی کبھی دونو میں سے ایک کی کمزوری کی وجہ سے دوسرے کے لئے تاحیات مجرد رہنا ناقابل عمل ہو جاتا ہے۔ اگر زیادہ نہیں تو محض اسی وجہ سے کہ برہمچریہ کی عظمت کو ہم جس قدر بلند کرتے ہیں۔ اتنی ہی بلندی پر ہم ایک پتنی برت کی فطرت کو چڑھاتے ہیں۔"

باب ۷

شادی کا پاکیزہ مقصد

تاحیات مجرّد رہنے کے مسئلہ پر بحث کرنے کے بعد مصنف نے
ابواب میں فرائض خانہ داری و شادی کی اہم ذمہ داریوں کا ذکر کیا ہے
اگرچہ وہ اکھنڈ برہمچریہ کو ہی سب سے افضل مانتے ہیں۔ پھر بھی
عوام میں اس کٹھن برت کی طاقت نہیں۔ اس لیئے ایسے لوگوں کے
شادی کی زنجیر میں جکڑے جانا محض ضروری ہی نہیں۔ بلکہ ضروری
ہے۔ اس نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ فرائض خانہ داری کو سمجھ کر کسی
کے لیئے مانع حمل کے غیر قدرتی ذرائع کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس
بد اعتدالی کا سبب ہماری غلط تعلیم ہے۔ بیاہ کی ہنسی اڑانے والے
اشخاص کے اعتراضات کا جواب دے کر مصنف آگے لکھتا ہے!

"عورت مرد کے تاحیات وابستہ رہنے کا نام شادی ہے۔
شادی ایک باہمی ٹھیکہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک دھارمک
رسم ہے۔ مذہبی تعلق ہے۔ دائمی رشتہ ہے۔ یہ کہنا سراسر
بھول ہے۔ کہ شادی کی آڑ میں روا رکھے ہوئے وِشے
بھوگ واجب ہیں۔ وبھچار سے شادی کا اصلی مدعا مفقود
ہو جاتا ہے۔ بقائے نسل کی خواہش کے علاوہ اور ہر قسم
کی شہوانی خواہشات کی غلامی کرنا حقیقی محبت۔ سوسائٹی

نیز اپنی ذات کے لئے مضر ثابت ہوتی ہے۔ سنٹ فرانسس
کا قول ہے۔ کہ مختلف قسم کی ادویات کا استعمال کرنا نہایت
خطرناک ہے۔ شہوت کی اصلی دوا شادی ہی ہے۔ لیکن
اگر اس دوا کا بھی حد وقت وہو اس قائم رکھ کر استعمال نہ کیا
جائے۔ تو یہ بھی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے"

اس کے بعد مصنف رشتہ زوجیت قائم کرنے یا توڑنے میں نیز بد اعتقادانہ
کے ساتھ گرہستی کا جیون بسر کرنے کو سراسر ذاتی آزادی کے خلاف
ثابت کر کے محض واحد زوجہ کی ہی محبت کو مقدم قرار دیتا ہے"

یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کہ شادی کرنے یا خود غرضانہ برہمچریہ کی
زندگی بسر کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ اور اس سے کم حق شادی شدہ
جوڑے کو باہمی رشتہ زوجیت کو فسخ کرنے کا ہے۔ ان کی آزادی ایک
دوسرے پر انحصار رکھنے میں ہی پنہاں ہے۔ اور وہ یہ سوچ و چار کر
اس رشتہ محبت میں وابستہ ہوتے ہیں۔ کہ اس سے ان کی زندگی آرام
سے گذر جائے گی۔ اگر ایک جوڑے میں بھی یہ مبارک خیال جاگزیں ہو گیا
تو پھر ان کا اچھا اثر دور دور تک پھیل جاتا ہے۔ خواہ آج اسے ہم محسوس
نہ کر سکیں۔ لیکن جو محسوس کرتے ہیں۔ وہ ہماری موجودہ سوشل برائیوں کی
اصلیت کو سمجھتے ہیں۔ انہیں اس امر سے تسکین حاصل ہو گی۔ کہ جب
تمام ہی سنستھاؤں میں دن بدن عروج انگیز تبدیلی آتی رہتی ہے۔ تو
اس رشتۂ زوجیت میں بھی انقلاب اور تغیرات کا آنا ضروری ہے۔
وہ دیکھتے ہیں۔ کہ آج جب باہمی ملاپ ہونے کے باوجود بھی طلاق کے
حقوق مانگے جا رہے ہیں۔ تو وقت آنے پر آنیوالی مشکلات کو محسوس

کر سکے ہیں چھپتی برت اور پتنی برت کی مہما کا احساس ہو گا"

"شادی کو فسخ نہ کرنے کا قاعدہ کسی غیر مدلل اصول پر قائم نہیں کیا گیا ہے۔ شخصیتوں اور گروہوں کی سوشل زندگی کے اہم نکتوں سے اس کا تعلق ہے۔ جو لوگ دنیا کو ترقی پذیر ماننے والے ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ قوم کی یہ غیر مفقود ترقی اس کو کہاں لے جائے گی۔ وہ حاضر جوابی کی ترقی۔ فرد کا اپنی مرضی سے لیا ہوا بہچریہ برت۔ سنتوش اور فراخدلی کا عروج۔ خود غرضی کے لئے نفرت۔ جھوٹی خوشی دینے والے جذبات کی مخالفت کی زندگی انسان کی باطنی خوبیوں کی ان باتوں کو ہم کبھی بھول نہیں سکتے۔ ہر قسم کی مالی اور سوشل ترقیوں کے ساتھ ان باتوں کا گہرا تعلق ہے۔ ورنہ ان ترقیوں کی کوئی قیمت ہی نہیں رہ جاتی۔ اس لئے سوشل اور روحانی ہر دو لحاظ سے اگر ہم دو مختلف راستوں پر گامزن ہوئے ہیں۔ تو ہمیں یہ سوچنا پڑے گا۔ کہ ہماری زندگی کی جملہ طاقتوں کو مدد دینے والی کون کونسی سنستھائیں سب سے اچھی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انسان کی سوشل گراوٹ کو روکنے کے لئے کونسا راستہ بہتر ہے۔ ان سوالات پر غور کرنے کے بعد یہ کہنا پڑے گا۔ کہ محض اپنی بیوی سے محبت کرنے کے علاوہ ایک سمجھدار انسان کے لئے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ خانہ داری کو واجب طریق سے نبھانے میں ہی تمام انسانی اوصاف ترقی پاتے ہیں۔ اور انسان اپنی مستقل مزاجی کے سبب دن بدن عروج حاصل کرتا ہے۔ بالآخر یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ انسان کی مجلسی زندگی کا مرکز ایک بیوی سے محبت کرنا ہی ہے۔"

اس کے بعد مصنف آگزٹ کامٹے کے خیالات ہمارے سامنے رکھتا ہے۔

"ہمارے لئے مجلسی قواعد کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ ورنہ ہماری زندگی وحشیوں کے مانند ہو جائے گی۔ شادی کا مقصد جذبات شہوانی کی سیری نہیں ہے۔ بلکہ کچھ اور ہے۔"
ڈاکٹر ڈمو نے لکھا ہے۔

"خانہ داری کے سکھوں میں اس خیال سے بہت کمی آجاتی ہے۔ کہ خواہشات حیوانی کی سیری سب سے افضل بات ہے لیکن انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ جذبات پر قابو حاصل کرے چھوٹا سا بچہ اپنے جسمانی اعضا کو قابو کرنا سیکھتا ہے۔ تو بڑے لوگوں کو من کی چنچلتا کو روکنے کی مشق کرنی چاہئے۔ ہم لوگ جس بات کو عموماً سوبھاؤ یا فطرت کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ ہماری کمزوری ہی ہے۔ جس میں قابو کرنے کی طاقت ہے۔ وہ شخص مناسب موقعہ پر اس طاقت کا استعمال بھی کر سکتا ہے۔ محض اپنی کمزوری کو عادت کا نام دے دینا اپنی مزید کمزوری کا مظاہرہ کرنا ہے۔
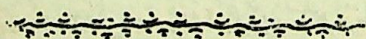
اس تذکرہ کو اب ہم ختم کرتے ہیں۔ ہیورُو نے مالتھوسی کے اصُول کا جو حوالہ دیا ہے۔ اس کا جاننا ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔ "چونکہ اس وقت مردم شماری بہت بڑھ رہی ہے۔ لیکن اگر یہ خواہش ہو۔ کہ تمام نسل انسانی ختم نہ ہو جائے۔ تو سنتان اتپتی کو روکنا ضروری ماننا پڑے گا۔"

اس اصول کو قائم کر کے مالتھوس نے اُس وقت کے لوگوں کو حیران کر دیا تھا۔ اس لئے اس نے تو حواس پر غلبہ پانا ہی لازمی قرار دیا تھا۔ لیکن زمانہ حال کا نیا مالتھوسی اصول برہمچریہ کی تعلیم نہ دے کر حواس کی غلامی کے بد نتائج سے بچنے کے لئے مختلف قسم کے آلات اور ادویات کے استعمال کی تعلیم دیتا ہے۔ برہمچریہ کے ذریعے مانع حمل کے اصول کو تو ہیورُو بخوشی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ وہ آلات اور ادویات کے ذریعے حمل کو روکنے کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ نیز شخصی آزادی کے نام پر پھیلی ہوئی بدچلنی کے خلاف علم احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور آخر کار وہ اپنے اعتقاد کی انتہا دھارمک نکتہ نگاہ سے کرتا ہے۔

جب بے اصولے پن کو ہی اصول بنا دیا گیا۔ تو پھر یہ بڑھتی ہوئی

بدچلنی کیسے روکی جاسکتی ہے۔ جو آزادی میں داخل کر لی گئی ہے۔ اور جبکہ برہمچریہ کے صحیح اصولوں کو کمزوری۔ اندھا دھند اعتقاد۔ اور بے اصولاپن کہا جائے۔ مثلاً مانع حمل کے بہت سے حامی برہمچریہ کو غیر ضروری ہی نہیں۔ بلکہ نقصان دِہ خیال کرتے ہیں ایسی حالت میں لاعلاج وبھچار کو روکنے کے لئے صرف دھرم کی ہی آڑ لینی پڑتی ہے۔ یہاں دھرم کو کسی خاص تنگ دائرے میں نہیں بند کیا جاسکتا۔ بلکہ ایسے دھرم یا فرائض سے مطلب ہے۔ جو کہ شخصیتوں اور سوسائٹی پر یکساں اثر انداز ہو۔ اس میں شک نہیں کہ دھرم کا انسان پر بہت اثر پڑتا ہے۔ دھارمک جاگرتی کا مطلب ہے انقلاب تغیر اور نئی زندگی کا بخشنا ہے۔ بیورو کی رائے میں فرانس جس تباہ کن راستے پر چل رہا ہے۔ اس سے اُسے کوئی دھارمک انقلاب جیسی عظیم طاقت ہی بچا سکتی ہے۔

خیر اس پہلو کو یہاں ہی چھوڑتے ہیں فرانس اور بھارت ورش کی حالت یکساں نہیں ہے۔ ہماری حالت کچھ اور ہے ذرائع مانع حمل کا یہاں گھر گھر میں پرچار نہیں ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ بھی شاید ہی اس موذی مرض کا شکار ہوا ہو۔ میرے خیال میں ہندوستان میں ان ذرائعہ کے استعمال کے لئے موافق حالات موجود بھی نہیں ہیں۔ درمیانہ طبقے میں افزائش نسل کا نعرہ ہے۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ ودھواؤں اور کمسن بیویوں کے لئے ہی یہاں ان چیزوں کے استعمال پر زور دیا گیا ہے۔ اس لئے ایک طرف تو ہم غیر واجب اولاد کی پیدائش سے خوف کھاتے ہیں۔ مگر خفیہ طور پر وبھچار کرنے سے نہیں اور دوسری طرف کمسن بیوی کے حاملہ ہو جانے کا ڈر ہے۔ نہ کہ اس کے ساتھ جبر کرنے کا دُکھ۔"

اب رہے وُہ بیمار۔ کمزور۔ اور وہ بیہج ہین نوجوان جو اپنی یا دوسری عورت پر نظر رکھتے ہیں۔ اور اسے پاپ مانتے ہوئے بھی اس کے نتائج کو بھگتنے کے لئے طیار نہیں ہیں۔ میں یہ کہنے کی برأت کرتا ہوں۔ کہ اس بھارت کے بیشمار سمجھدار نوجوانوں میں بہت ہی کم ایسے توانا اور بار مرد و عورت ملیں گے۔ جو اپنی کام اچھا کو بھی پُورا کرنا چاہیں۔ اور اس کے نتیجے کے طور پر پیدا ہونے والی اولاد کا بھی بوجھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ایسے لوگوں کی مثالیں پیش کر کے کوئی ان لوگوں کے مشن کا پرچار نہ کرے۔ تاکہ رہی سہی نوجوان نسل تباہی کے غار میں نہ گر جائے۔ نہایت تباہ کُن طریق تعلیم نے قوم کے نوجوانوں کی جسمانی اور رُوحانی طاقتوں کو ان کے اندر سے جذب کر لیا ہے۔ ہم لوگوں کا جنم اکثر بچپن کے شادی شدہ ماں باپ سے ہی ہُوا ہے۔ حفظان صحت اور تندرستی کے اصولوں کی خلاف ورزی نے ہمارے جسم کو گھن لگا دیا ہے۔ ناجائز خوراک اور خون میں جوش پیدا کرنے والے چٹ پٹے کھانوں نے ہماری قوت انہضام کو ساکت کر دیا ہے۔ ہمیں ضرورت اس امر کی نہیں ہے۔ کہ گربھ روکنے کے ذرائع کا پرچار کیا جائے۔ اور یہ بتایا جائے کہ حیوانی جذبات کی سیری کے لئے کیا کیا کرنا چاہئے۔ بلکہ سب سے زیادہ ضرورت تو ہمیں اس بات کی ہے۔ کہ خواہشات پر ہم کیسے غالب آ سکتے ہیں۔ اور کس طرح تاحیات برہمچریہ برت کا پالن کر سکتے ہیں اس بات کی تعلیم ہمیں اُپدیش اور آئیڈیل کے ذریعے دئے جانے کی ضرورت ہے۔ کہ اگر ہمیں جسم اور دماغ کو کمزور کرنا منظور نہیں ہے۔ تو ہمارے لئے برہمچریہ کا پالن کرنا نہایت ضروری ہے۔ ہمیں پُکار

پکار کر یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ اگر تم اپنی قوم کو بونوں کی نسل میں تبدیل کرنا پسند
نہیں کرتے۔ تو ہمیں اپنی طاقت کے خزانے کو سنبھالنا چاہئے۔ جو کہ
خرچ ہوتا جا رہا ہے۔ بال ودھواؤں کو یہ بتانا چاہئے۔ کہ چھپ کر
پاپ مت کیا کرو۔ بلکہ جرأت کر کے باہر آؤ۔ اور سوسائٹی سے وہی حقوق
تم بھی طلب کرو۔ جو نوجوان رنڈوں کو دوبارہ شادی کرنے کے حاصل
ہیں۔ ہمیں ایسی رائے عامہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ جس سے
شادی بچگان ناممکن ہو جائے۔ ہماری غیر مستقل مزاجی۔ محنت کشی
کی کمی۔ جسمانی کمزوری۔ ہمارے شاندار ارادوں کی عدم تکمیل اور جرأت
کا کافور ہونا وغیرہ کمزوریاں ہماری ایک واحد بھول خصوصاً ویرج کے
بے وقعتی سے بہانے کے سبب ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ نوجوان اس شک
میں نہ پڑیں گے۔ کہ جب تک وہ اولاد پیدا کرنے کی ذمہ واری سے
بچے رہیں گے۔ تب تک ان کی قوت حیوانی میں کمی نہ آئے گی۔ اور
وہ کمزور نہ ہونگے۔ سچ پوچھو تو سنتان اتپتی کو روکنے کے لئے مصنوعی
ذرائع سے کیا ہوا۔ وشے بھوگ اس کی ذمہ واری کو اور بھی زیادہ
کر دیتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ فعل، قدرتی نتائج کو سمجھ کر
کیا جائے۔ اور اس طرح طاقت بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے۔
اگر ہمارا من یہ مان لے۔ کہ شہوت پرستی ضروری۔ بے ضرر۔ اور
گناہ سے مبرا ہے۔ تو پھر ہم اس کی ہمیشہ دلجوئی کرتے رہیں گے۔
اور ہمارے لئے اس پر غلبہ پانا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن اگر ہم اپنے
دل میں یہ خیال کریں۔ کہ اس کا ساکشہ دینے سے ہم گنہگار ہونگے
اور یہ ہمارے لئے غیر ضروری ہے۔ تو ہم بیجا خواہشات پر قابو

پا سکیں گے۔ اور ہمیں اس امر کا احساس ہوگا۔ کہ دل پر فتح پا لینا کم ہے۔

نئی روشنی اور انسانی آزادی کے بہانے سے مغرب جو آزادی کی شراب ہمارے پاس بھیج رہا ہے۔ اس سے ہمیں احتراز کرنا چاہئیے۔ لیکن اگر ہم نے اپنے بزرگوں کے تجربات اور ان کی ودیا کو بھلا ہی دیا ہو۔ تو ہمیں مغرب کی اس شاندار اور پر اُمید آب حیات کو پینا پڑیگا۔ جو گنگا سے لگا کر وہاں کے حکما کے ذریعے ہمارے پاس چھن چھن کر آیا کرتی ہے۔

چارلی اینڈریوز نے میرے پاس انسانی طاقتوں کے متعلق مسٹر ولیم لافٹس ہیر کا ایک مضمون بھیجا ہے۔ جو مارچ ۱۹۲۶ء کے اوپن کورٹ نامی اخبار میں بھی شائع ہوا تھا۔ مضمون نہایت مدلل اور سائنٹیفک اصول پر مبنی ہے۔ اس میں انہوں نے ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک جاندار کے جسم میں دو قسم کی طاقتیں ہمیشہ کام کرتی رہتی ہیں۔ ایک جسم کی چوطرفہ نشو و نما کرنے والی طاقت اور دوسری بقائے نسل کی طاقت۔ پہلی پر انسان کی زندگی کا انحصار ہے۔ اس لئے یہ طاقت انسان کے لئے مقدم ہے۔ بقائے نسل کی طاقت پہلی طاقت کا خزانہ بالکل بھر لینے جانے کے بعد ظہور میں آنی چاہئیے۔ ورنہ انسان موت کی طرف کھنچا چلا جائے گا۔ لیکن پہلی طاقت کا خیال نہ کرتے ہوئے مہذب انسان ضرورت سے کہیں زیادہ طاقت خرچ کر دیتے ہیں۔ جس سے پہلی طاقت ناممکل ہو کر جسم ہمیشہ ناممکل رہتا ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر بیماریاں۔ دکھ اور مختلف قسم کے آلام ہمیں گھیرے رہتے ہیں۔ جیسے ہندو درشن شاستر کا طالب علم ہوگا۔ اسے مسٹر ہیر

اس مضمون کی بآسانی سمجھ آجائے گی۔ پرجنن کا عمل کچھ عمل آلاتی نہیں ہے ابتدا میں ذخائر کے ختم ہونے سے پرجنن کا جیسا پُرحیات عمل ہوتا تھا۔ ویسا ہی اب بھی ہوتا ہے یعنی وہ عقل اور خواہشات پر منحصر ہوتا ہے۔ یہ خیال کرنا ناممکن ہے۔ کہ زندگی کا کارخانہ بالکل مُردہ مشین کی مانند ہوتا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ یہ ماضی کے فانے ہماری موجودہ حالت سے اتنے دُور جا پڑے ہیں۔ کہ وہ انسان یا حیوان کی مرضی کے مطابق معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن ایک لمحہ کے بعد ہی ہمیں یہ معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ جس طرح ایک مضبوط جسم والے انسان کی تمام برہم کریاؤں کی تکمیل اس کی ہوس نفسانی کرتی ہے۔ اور اس کا کام ہی یہی ہے۔ اسی طرح جسم کے تندرست ہونے والے نظام کے اُوپر بھی خواہشات کا کچھ نہ کچھ ضرور قبضہ ہونا چاہیئے۔ رُوحانی عالموں نے اس کا نام غیرارادی رکھا ہے۔ یہ ہمارے روزمرہ کے حالات سے دُور ہوتے ہوئے بھی ہمارا ہی ایک خاص جزو ہیں۔ یہ اپنے کام میں اتنا ہوشیار رہتا ہے۔ کہ ہمیں کبھی کبھی اپنی ہستی خواب دکھائی دیتی ہے۔ لیکن یہ سوتا ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں جسمانی سکھ کے لئے کئے ہوئے وِشے بھوگ سے ہمارے غیرارادے۔ اور لافانی جذبہ جو کچلا جاتا ہے۔ اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ پرجنن کا نتیجہ موت ہے وِشے بھوگ انسان کے لئے پران لینے والا ہے۔ اور پرسوتی کے سبب عورت کے لئے بھی ایسا ہی ہے۔

اس لئے مصنف کا خیال ہے۔ کہ خاص احتیاط رکھنے والے بالکل برہمچاریوں کے لئے تو انسانیت۔ سنجیدگی اور صحتوری معمولی باتیں ہیں گی پرجنن کے لئے ہی اعضائے جسمانی کو پرجنن کے راستے سے ہٹانے

سے جسم کی کمی پوری ہونے میں رکاوٹ آتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ
بالآخر لازمی طور پر جسم کو نقصان پہنچتا ہے۔ انہی چند جسمانی پہلوؤں
انسان کی ذاتی وشے بھوگ کی نیتی انحصار رکھتی ہے۔ جس سے اگر
اس پر فتح پانے کا نہیں۔ تو پرہیز کرنے کا سبق تو ضرور ملتا ہے۔
طرح کچھ نہ کچھ برہمچریہ کے بنیادی اصول کا پتہ تو ضرور ہی چلتا
ہے۔"

یہ بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ مصنف یا آلات کی امداد
حمل کو روکنے کے خلاف ہے۔ اس کا کہنا ہے۔ کہ اس سے آتما کو جیتنے
جو باقی نہیں رہتی۔ اور شادی شدگان کے لئے جبکہ ہیری نہ آجائے
ویرج کا ناش کرتے جانا ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کتخدائی
علاوہ بھی اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس سے کھلے طور پر وچار کرنے
آہستہ صاف ہو جاتا ہے یہ بات مسلمہ سوشل قوانین اور نیتی کی رو
نہایت خوفناک مستقبل لئے ہوئے ہے۔ لیکن یہاں اس پہلو میں زیادہ
غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا بتانا ہی کافی ہوگا۔ کہ ذرائع مانع
سے شادی کی زنجیروں میں بندھ کر بھی ان سے آزاد ہو کر مناسب یا
مناسب وشے بھوگ کی گنجائش ہو جاتی اور علم جسمانی سے تعلق رکھنے
والی مذکورہ بالا دلیل اگر سچی ہے تو اس سے۔ مرد۔ اور عورت دونوں
نقصان پہنچنا ضروری ہے۔"

بیورو جن الفاظ کے ساتھ اپنی کتاب کو ختم کرتا ہے۔ اسے ہر ایک
ہندوستانی نوجوان کو اپنے لوح دل پر نقش کر لینا چاہئے کہ روشن
برہمچاریوں کے ہی ہاتھ میں ہے۔"

باب ۹

ترقئے نسل کی روک تھام

مَیں بہت جھجک کے اور خلاف منشاء اس مضمون کا ذکر کرنے لگا ہوں ہندوستان میں میرے آنے کے وقت سے ہی نامہ نگار میرے سامنے ان مصنوعی طریقوں سے مانع حمل کا سوال اُٹھاتے رہے ہیں۔ مَیں نے اُنہیں پرائیویٹ جوابات تحریر کئے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس سوال کو پبلک طور پر نہیں اُٹھایا گیا۔ اب سے ۳۵ سال پہلے میرا بھی اس طرف دھیان گیا تھا۔ اُس وقت میں انگلینڈ میں پڑھتا تھا۔ اُس وقت ایک پرہیزگار تھا، جو نسل کشی کے لئے ضبط اور پرہیزگاری کو چھوڑ کر کسی اور طریقہ کو مانتا ہی نہ تھا۔ اور ایک مانع حمل کے مصنوعی طریقوں کے حامی ڈاکٹر کے درمیان بڑی بحث چل رہی تھی۔ اس کچی عمر میں مانع حمل کے مصنوعی طریقوں کی طرف کچھ دن جُھک کر مَیں اُس کا کٹر مخالف ہو گیا تھا۔ اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ کچھ ہندوستانی اخبارات میں یہ مصنوعی طریقے ایسے نفرت آمیز اور فحش طریقہ پر شائع کئے جا رہے ہیں۔ جن سے انسانوں کے اخلاق کو بھاری نقصان پہنچتا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے۔ کہ ایک مضمون نویس ان مصنوعی طریقوں کے حمایتوں میں میرا نام بے روک ٹوک لیتا ہے مگر مجھے ایسا ایک بھی موقع یاد نہیں جبکہ مَیں نے ان

طریقوں کے حق میں کچھ بھی لکھا یا کہا ہو۔ میں نے "دوسری نامور ہستیوں کے نام بھی ان طریقوں کے حق میں استعمال ہوتے دیکھے ہیں۔ لیکن اُن اشخاص سے پوچھے بغیر اُن کا نام شائع کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا"

ترقیٔ نسل کی روک تھام کی ضرورت کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ مدت سے اس کا صرف ایک ہی ڈھنگ رہا ہے۔ اور وہ ہے پرہیزگاری یا برہمچریہ۔ ایک مجرب نسخہ ہے۔ جس کے استعمال کرنے والوں کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اگر ڈاکٹر لوگ مانع حمل کے غیر قدرتی طریقے ایجاد کرنے کی بجائے نفس پر قابو پانے کے طریقے ڈھونڈیں۔ تو دُنیا اُن کا بڑا احسان مانیگی۔ جماع کا مقصد لطف اُٹھانا نہیں۔ بلکہ اولاد پیدا کرنا ہے۔ جب اولاد پیدا کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ تو جماع کرنا جرم اور گناہ ہے۔ مصنوعی طریقوں کی حمایت کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے گناہوں کی حوصلہ افزائی کرنا۔ وہ مرد اور عورت کو لاپروا بنا دیتے ہیں۔ ان طریقوں کو جو اہمیت دی جاتی ہے۔ اُس کی وجہ سے رائے عامہ کا ہمیشہ بہت جلد ہی اُٹھ جائے گا۔ مصنوعی طریقوں کے عمل سے کم عقلی اور دماغی کمزوری ہی بڑھے گی۔ بیماری سے بدتر علاج ہی ہو جاوے گا۔ اپنے کرموں کے پھل سے بچنے کی کوشش کرنا پاپ ہے۔ اور نامناسب ہے۔ جو آدمی بہت کھاتا ہے۔ اس کے لئے پیٹ درد ہونا اور روزہ یا برت رکھنا ہی اچھا ہے۔ من مانی خوراک کھا کر اور پھر مقوی یا دیگر ادویات کھا کر اس کے نتیجہ سے بچنا واجب نہیں۔ اپنی حیوانی خواہشات کے پورا کرنے کے بعد اُن کے نتیجہ سے

بچپنا تو اور بھی بُرا ہے۔ قدرت میں رحم نہیں۔ وہ اپنے اصولوں
کو ذرا بھی توڑنے سے پورا بدلہ لیگی۔ مناسب نتائج مناسب ضبط سے
ہی ظہور میں آسکتے ہیں۔ دوسرے سبھی طریقوں سے اُن کا مقصد
فوت ہو جاتا ہے۔ مصنوعی طریقوں کے حامی شروع ہی سے یہ مانتے
ہیں۔ کہ زندگی کے لئے عیش و عشرت ضروری نہیں۔ اس سے زیادہ
وہم میں ڈالنے والا اور کوئی خیال ہو ہی نہیں سکتا۔ جو لوگ بال بچوں
کی تعداد پر قابو پانا چاہتے ہیں۔ وہ پُرانے رشیوں کے نکالے ہوئے
مناسب طریقوں کو تلاش کریں۔ اور سوچیں کہ اُن کو کیسے رواج دیا
جا سکتا ہے۔ اُن کے سامنے کام کا بہت وسیع میدان ہے۔ بچپن کی
شادیوں سے انسانوں کی تعداد میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ ہمارا
موجودہ طرزِ رہائش بھی کثرتِ افزائش کا ایک خاص سبب ہے
اگر ان وجوہات کو تلاش کیا جائے تو سوسائٹی کی اخلاقی ترقی ہوگی۔
اگر جلد باز لوگ اُن کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں گے۔ تو مصنوعی
طریقوں کا ہی بازار گرم رہیگا۔ اور سوائے اخلاقی گراوٹ کے
اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔"

جو سوسائٹی مختلف وجوہات سے خود ہی اخلاقی گراوٹ کا شکار
ہو رہی ہے۔ مصنوعی طریقوں کے استعمال سے وہ اور بھی زیادہ گر
جائے گی۔ اس لئے ان لوگوں کو جو بغیر سوچے سمجھے مصنوعی ذرائع کی
حمایت کر رہے ہیں۔ چاہئے کہ اس مضمون کا پھر سے مطالعہ کریں۔ اور
اپنے تباہی خیز خیالات کی اشاعت کو روک کر شادی شدہ و غیر شادی
شدگان کو برہمچریہ کی تعلیم دینے کا کارِ خیر انجام دیں۔ کیونکہ

کثرت افزائیش پر قابو پانے کا یہی ایک واحد اعلےٰ اور سہل طریقہ ہے۔

باب ۱۰

ضبط یا آزادی

ترقیٔ نسل کی روک تھام کے متعلق میں نے جو مضامین لکھے تھے اُن کو پڑھ کر کچھ لوگوں نے جیسی کہ اُمید تھی مصنوعی ذرائع کی حمایت میں مجھے کچھ زبردست خطوط تحریر کئے ہیں۔ اُن میں سے صرف تین خطوط میں نے بطور تمثیل چنے ہیں۔ ایک اور خط بھی ہے۔ لیکن اس کا تعلق زیادہ تر دھرم شاستر سے ہے۔ اس لئے اُسے چھوڑ دیتا ہوں پہلا خط مندرجہ ذیل ہے:۔

"میں مانتا ہوں۔ کہ برہمچریہ ہی ترقیٔ نسل کی روک تھام کا مجرب نسخہ ہے۔ اور اس پر عمل کرنے والے کو اس سے فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ لیکن یہ ضبط اور پرہیزگاری کا مضمون ہے۔ ترقیٔ نسل کی روک تھام کا نہیں۔ اس پر دو طرح سے غور کیا جا سکتا ہے۔ ایک پرائیویٹ حیثیت سے اور دوسرے سوسائٹی کو مدِ نظر رکھ کر نفسانی خواہشات کو مارنا انسان کا اپنا ذاتی اور پرائیویٹ فرض ہے۔ لیکن اس میں وہ ترقیٔ نسل کو روکنے کا خیال نہیں کرتا۔ اسی موقع

اپنی غرض سے ایسا کرتا ہے۔ نہ کہ ترقیٔ نسل کو روکنے کے خیال
سے۔ کثرت افزائش کو روکنا تو گرہستیوں کا کام ہے۔ سوال یہ ہے
کہ ایک آدمی کتنے بچوں کی پرورش کر سکتا ہے۔ آپ انسان کی عادت
کو جانتے ہی ہیں؟ اولاد کی خواہش پورا ہونے پر کتنے آدمی عیش پرستی
کو چھوڑنے کے لئے تیار ہونگے؟ سمرتی کاروں کی طرح آپ بھی
دائرہ اعتدال میں رہتے ہوئے نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کی
اجازت تو دیجئے ہی۔ لیکن اس سے کثرت افزائش کی روک کا
مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کیونکہ لائق آبادی نالائق آبادی کی نسبت
تیزی سے ترقی کرتی ہے۔"

"خواہش اولاد کو مدِ نظر رکھ کر کتنے لوگ جماع کرتے ہیں؟ آپ
کہتے ہیں کہ خواہش اولاد کے بغیر جماع کرنا پاپ ہے۔ یہ تو آپ جیسے
سنیاسیوں کے لئے ہی ممکن ہے۔ آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ مصنوعی طریقوں
کا استعمال برائی بڑھاتا ہے۔ اس سے عورت مرد لاپرواہ اور بے لگام
ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو آپ بڑا بھاری کلنک لگاتے ہیں۔ کیا
کبھی رائے عامہ کے ذریعے بھی جماع اور نفسانی جذبات پر قابو پایا
جا سکتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کی مرضی سے اولاد پیدا ہوتی ہے
جس نے دانت دئے ہیں وہ دودھ بھی ضرور دیگا۔ دوسرے اولاد
ہونا مردانگی کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ کیا در اصل مصنوعی ذرائع کے
استعمال سے جسم اور دماغ کمزور ہو جاتے ہیں؟ لیکن آپ تو کسی طرح
سے بھی اس کا استعمال کرنے دینا نہیں چاہتے۔ کیونکہ آپ نے کئے
ہوئے کرموں کے پھل سے منہ چھپانا اور بھی برا ہے۔ اس میں آپ

یہ مان لیتے ہیں۔ کہ ایسی بھوک کو تھوڑا بھی بجھانا اصول کے خلاف ہے۔
خود ضبطی کسی خوف سے کی جاوے۔ تو اس کا نتیجہ اخلاقی طور پر اچھا نہ ہو
بھلا والدین کے گناہوں کی ذمہ دار اولاد کن قواعد کے ماتحت ہوگی
مصنوعی آنکھ۔ دانت وغیرہ کے استعمال کو کوئی بھی خلاف قدرت
نہیں دینا خلاف قدرت وہی بات ہے جس سے ہماری بھلائی نہیں
میں اس بات کو نہیں مانتا۔ کہ انسان فطرتاً ہی برا ہوتا ہے۔ اور ان
مروج ہونے سے وہ اور بھی برا ہو جاوے گا۔ آج کل بھی پاپ کچھ کم نہیں
رہا ہے۔ اور ہندوستان بھی اس سے بچا ہوا نہیں ہے۔ عقلمندی تو اس
ہے۔ کہ ہم نئی طاقت پر قبضہ پائیں نہ کہ اس سے ڈر کر بھاگ جائیں۔ اگر یہ
قابل کارکنان اس کا پرچار کرنا چاہتے ہیں۔ تو بدمعاشی اور بدچلنی کے
کے لئے نہیں بلکہ لوگوں میں ضبط اور برہمچریہ کی عادت پیدا کرنے
مدد دینے کے خیال سے ایسا کرتے ہیں۔ ہمیں عورتوں کو بھول نہیں جانا
چاہئے۔ ان کی ضروریات پر ہم نے بہت مدت تک دھیان نہیں دیا
ہے۔ وہ اولاد پیدا کرنے کے لئے آدمی کو کھیت کی طرح اپنا جسم استعمال
کرنے کی اجازت نہیں دیتیں،،

میں یہ بات پہلے ہی صاف کئے دیتا ہوں۔ کہ وہ مضمون میں
نہ سنیاسیوں کے لئے اور نہ سنیاسی کی حیثیت سے ہی لکھا تھا۔
موجودہ رواج کے مطابق میں سنیاسی ہونے کا دعوٰی بھی نہیں کرتا۔ میں
نے جو کچھ لکھا ہے۔ آج تک کے اپنے لگاتار ذاتی تجربات کی بنا پر
لکھا ہے۔ اور ان چھبیس سال کے دوران میں شاذ و نادر ہی اس
اصول کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ میرے اُن

دوستوں کا تجربہ بھی اس میں شامل ہے جنہوں نے اتنے سالوں تک میرا ساتھ دیا ہے۔ اُن کے تجربات سے بھی کچھ نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں مندرجہ بالا ابھیاس میں کیا جوان کیا بوڑھے سب طرح کے عورت مرد شامل ہیں۔ میرا دعویٰ ہے۔ کہ ابھیاس کسی حد تک تو سائنٹیفک خیال سے بھی ٹھیک تھا۔ اگرچہ اُس کی بنیاد خاص اخلاق پر رکھی گئی تھی۔ تو بھی اُس کی ابتدا کثرت افزائش کو روکنے کے خیال سے ہوئی تھی۔ اس ابھیاس کے لئے میری ذات ہی ایک بہتر مثال ہے۔ بعد ازاں قدرتی طور پر اُس سے نہایت اعلےٰ اخلاقی نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر عقل اور غور سے کام لیا جاوے۔ تو بغیر کسی خاص مشکل کے ضبط اور برہمچریہ کا پالن کرنا عین ممکن ہے۔ یہ صرف میرا ہی دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جرمن آمد دیگر قدرتی علاج کرنے والے ڈاکٹروں کی بھی یہی رائے ہے۔ اُن کا تو یقین ہے۔ کہ پانی اور مٹی کے استعمال سے اعصاب سکڑ جاتے ہیں۔ پھلوں اور سادہ غذا سے بھی قابو میں رہتے ہیں۔ راج یوگیوں کا کہنا ہے۔ کہ صرف مناسب طریقہ سے پرانا یام کرنے سے بھی یہی فائدہ پہنچتا ہے۔ مشرقی اور مغربی پرانے طریقے صرف سنیاسیوں کے لئے ہی نہیں۔ برخلاف اس کے وہ خاص طور پر گرہستیوں کے لئے ہی ہیں اگر یہ کہا جائے۔ کہ مصنوعی ذرائع کی اس لئے ضرورت ہے۔ کہ بڑھتی ہوئی آبادی روکی جا سکے۔ تو اس سے مجھے اتفاق نہیں۔ یہ بات ابھی تک پایۂ ثبوت تک ہی نہیں پہنچی۔ میری رائے میں تو اگر تقسیم زمین کا مناسب انتظام کر دیا جاوے۔ کاشت کے طریقوں میں ترمیم کی جاوے

اور ایک امدادی پیشہ کا انتظام کر دیا جائے۔ تو ہمارا یہ ملک موجودہ آبادی سے دوچند آبادی کی آج بھی پرورش کر سکتا ہے۔ ہیں نے تو بالکل الگ یہاں کی سیاسی حالت کو مدِ نظر رکھ کر ترقئے نسل کو روکنے والوں کا ساتھ دیا ہے۔"

یں یہ بات ضروری کہتا ہوں۔ کہ اولاد کی خواہش پورا ہونے کے بعد انسان کو شہوت پرستی سے دور رہنا ہوگا۔ ضبط اور پرہیز کے ایسے مؤثر طریقہ نکالے جا سکتے ہیں۔ جو لوگوں کو پسند ہوں تعلیمیافتہ اصحاب نے کبھی اُن کا امتحان ہی نہیں کیا۔"

خاندانِ مشترکہ کی رسم کی مہربانی سے لوگوں کو ابھی اس کا بوجھ محسوس ہی نہیں ہوا ہے۔ اور جنہوں نے محسوس کیا ہے۔ اُنہوں نے اس کے اخلاقی پہلوؤں پر غور ہی نہیں کیا۔ برہمچریہ پر کچھ اِدھر اُدھر کی تقریروں کے علاوہ کثرت افزائش کو روکنے کے مقصد سے ضبط اور پرہیزگاری کے پرچار کے لیئے کوئی منتظم کوشش کی ہی نہیں گئی۔ بلکہ ابھی تک یہی وہم پھیلا ہوا ہے۔ کہ بڑا کنبہ ہونا خوش قسمتی کی علامت ہے اس لیئے اس کی خواہش کرنا بجا ہے۔ مذہبی رہبر عوام الناس کو یہ اُپدیش نہیں دیتے۔ کہ بوقت ضرورت کثرت افزائش کو روکنا بھی ویسا ہی نیک ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ترقئے نسل۔"

مجھے خوف ہے۔ کہ مصنوعی طریقوں کے حامئی۔ نفسانی خواہشات کو پورا کرنا ضروری امر خیال کرتے ہیں۔ اس لیئے قدرتی طور پر یہ ضروری کی چیز ہے مستورات کی حالت ویسی قابلِ رحم ہے میرے خیال میں تو کثرت افزائش کو روکنے کے لیئے مصنوعی ذرائع مستورات کے سامنے

پیش کرنا اُن کی بے حرمتی کرنا ہے۔ ایک تو انسانوں نے اپنی نفسانی خواہشات کو پُورا کرنے کے لئے اُنہیں چاہِ ذلالت میں پہلے ہی گرا رکھا ہے اب مصنوعی ذرائع کے حمائیتیوں کے مقصد چاہے کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں۔ لیکن وہ اُن کو ضرور ہی اور بھی گرائیں گے۔ ہاں میں جانتا ہوں کہ آج کل کچھ ایسی عورتیں بھی ہیں۔ جو خود بخود ان طریقوں کی حمایت کرتی ہیں۔ لیکن بلا شک مستورات کی بہت بڑی تعداد ان طریقوں کو اپنی خودداری کے خلاف سمجھ کر ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے گی۔ اگر انسان واقعی مستورات کی بھلائی چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ خود ہی اپنے جذبات پر قابو پائیں۔ عورتیں آدمیوں کو مجبور نہیں کرتیں۔ آدمی ہی زیادتی کرتا ہے۔ اس لئے وہی اصل مجرم اور قصوروار ہے"

میں مصنوعی طریقوں کے حامیوں سے پُر زور اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اِن کے نتائج پر ضرور دھیان دیں۔ اِن طریقوں کے کثرت استعمال کے نتائج شادی کے پاکیزہ رشتہ کو توڑ کر من مانے عشقیہ تعلقات کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ اگر کوئی پُوچھے۔ کہ وہ آدمی جو اپنے جذباتِ نفسانی پر کسی طرح قابو رکھ ہی نہ سکے۔ تو وہ کیا کرے؟ تو اُس کا جواب بڑا آسان ہے۔ مان لو کہ وہ بہت دنوں سے اپنے گھر سے دُور ہے۔ یا بہت دنوں سے جنگ میں کام کر رہا ہے۔ یا وہ بیمار ہے۔ یا اُس کی بیوی ایسے مرض میں مبتلا ہے۔ کہ مصنوعی ذرائع کے استعمال کے باوجود اُس کی خواہشاتِ نفسانی کو پُورا کرنے کے ناقابل ہے تو ایسی حالت میں وہ جو کچھ کرے گا وہی اُس وقت بھی کرنا چاہئے"

لیکن دوسرا نامہ نگار لکھتا ہے۔
"ترقیٔ نسل کی روک تھام کے متعلق جو مضامین آپ نے لکھے
آپ اُن مصنوعی ذرائع کو بالکل نقصان دِہ ثابت کرتے ہیں۔ لیکن آپ
جس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اُس کو پہلے سے ہی ثابت شدہ مان
لیتے ہیں"۔

کانفرنس متعلقہ ترقیٔ نسل کی روک تھام (لندن ۱۹۲۲) میں ۳
ووٹوں کی مخالفت اور ۱۶۴ ووٹوں کی مطابقت سے یہ مان لیا گیا
کہ مانع حمل کے طریقے صحت افزا نہیں۔ اخلاق۔ انصاف اور جسمانی
صحت کے نکتۂ نظر سے طریق اسقاط بالکل مختلف ہے۔ اور یہ بات کسی
بھی دلیل سے ثابت نہیں ہوتی۔ کہ ایسے بڑھیا طریقے صحت کے
لئے نقصان دہ یا بانجھ پن پیدا کرنے والے نہیں۔ میرے خیال میں اتنے
آدمیوں کی رائے قلم کی ایک ہی نوک سے رد نہیں کی جا سکتی۔ آپ
کہتے ہیں۔ کہ مصنوعی ذرائع کے استعمال سے جسم اور دماغ کمزور ہو
جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ جائز طریقوں کا استعمال کرنے سے
کمزوری نہیں آتی۔ ہاں ناجائز اور نقصان دِہ طریقوں کے استعمال
سے ضرور کمزوری آتی ہے۔ اور اس لئے کچی عمر والے لوگوں کو ایسے
جائز طریقے سکھانے ضروری ہیں۔ ضبط کے لئے آپ کے طریقے
بھی تو مصنوعی ہی ہونگے؟ آپ کہتے ہیں۔ کہ جماع کرنا لطف اور عیش پرستی
کے لئے نہیں بنایا گیا ہے۔ کس نے نہیں بنایا ہے؟ کیا ایشور نے؟ تو
پھر اُس نے جماع کرنے کی خواہش پیدا ہی کیوں کی؟ یہ تو قدرت کا
اصول ہی ہے۔ کہ اعمال کا پھل ضرور بھوگنا پڑتا ہے لیکن جب تک

آپ یہ ثابت نہیں کرتے۔ کہ مصنوعی ذرائع نقصان دہ نہیں۔ آپ کی یہ دلیل بالکل بے معنی ہے۔ اعمال کے اچھا یا بُرا ہونے کی پہچان اُن کے نتائج سے ہوتی ہے۔ برہمچریہ کے فوائد بہت بڑھا کر بیان کئے گئے ہیں۔ بہت سے ڈاکٹر بائیس سال یا کچھ ایسی ہی عمر کے بعد پھر یہ بات (جماع) نہ کرنے کو نقصان دہ مانتے ہیں۔ یہ آپ کی مذہبی ضد کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ بغیر خواہش اولاد کے جماع کو گناہ خیال کرتے ہیں۔ اس طرح سے آپ سب پر پاپی ہونے کا کلنک لگاتے ہیں لیکن علم طب آپ کے اس خیال سے متفق نہیں۔ اب وہ دن ہوا ہو گئے۔ جبکہ ایسی دلیلیں کچھ وزن رکھتی تھیں۔ آج کل سائنس کے سامنے ایسی بوسیدہ دلائل کو کون سُنتا ہے؟"

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ نامہ نگار صاحب دیدہ دانستہ اپنے شکوک کو رفع کرنا نہیں چاہتے۔ میں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کافی تمثیلات دی تھیں۔ کہ اگر ہم شادی کے پاکیزہ رشتہ کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ تو بجائے عیش پرستی کے ضبط اور برہمچریہ ہی زندگی کا مقصد سمجھنا چاہئے جو بات ثابت کرنی ہے۔ اس کو میں نے ثابت شدہ نہیں مان لیا ہے۔ کیونکہ میں تو کہتا ہوں۔ کہ مصنوعی ذرائع چاہے کتنے ہی مناسب کیوں نہ ہوں۔ پھر بھی وہ نقصان دہ ہیں۔ چاہے وہ بذات خود نقصان دہ نہ ہوں۔ لیکن وہ اس پہلو سے ضرور نقصان دہ ہیں۔ کہ اُن کے ذریعے خواہشات نفسانی بجائے کم ہونے کے بڑھتی ہیں کیونکہ جیسے جیسے اُن کا استعمال کیا جاتا ہے ویسے ہی ویسے ...... وہ زور پکڑتی جاتی ہیں۔ جس کو یہ کامل یقین ہو۔ کہ جماع و عیش پرستی نہ صرف جائز بلکہ ضروری

رکھنا بھی اُن کے لئے ضروری ہے۔ اُن کا نسخہ آدرش
تو ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا وہ قابل عمل بھی ہے؟ بہت تھوڑے لوگ برہمچریہ
کا پالن کر سکتے ہیں۔ لیکن کیا عوام الناس میں اس کے متعلق ہلچل پیدا کرنے
سے کوئی مفید مطلب حل ہو سکتا ہے؟ ہندوستان میں تو اس کے لئے
منظم کوشش کی ضرورت ہے"۔

"مجھے امریکہ اور جاپان کی اِن باتوں کا پتہ نہ تھا۔ معلوم نہیں جاپان
کیوں مصنوعی ذرائع کا حامی ہو رہا ہے۔ اگر نامہ نگار کا بیان درست ہے
اور اگر واقعی جاپان میں مصنوعی ذرائع کا رواج عام ہو گیا ہے۔ تو میں
بلا خوف کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ قابل قوم اخلاقی موت کے مُنہ میں دوڑی
جا رہی ہے"۔

"ممکن ہے۔ کہ میرا عقیدہ بالکل درست نہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ
جو نتائج میں نے نکالے ہیں۔ وہ اُن کی بنیاد غلط اصولوں پر ہو۔ لیکن
مصنوعی ذرائع کے حمائتیوں کو چاہیئے۔ کہ صبر و استقلال سے کام لیں
موجودہ واقعات کے علاوہ اُن کے پاس کوئی مصلحت یا ثبوت نہیں۔ یقیناً
ایک ایسے عمل کے متعلق جو سرسری نظر ڈالنے سے ہی نفرت آمیز اور
فحش معلوم دیتا ہو۔ آخیری فیصلہ دینا اور پیشینگوئی کرنا عقلمندی میں داخل
نہیں۔ اس جلد بازی کا نتیجہ ضرور بُرا نکلیگا۔ نوجوانوں کے ساتھ مذاق
تو آسان ہے۔ لیکن اِس کے بد نتائج کو سمجھا لینا ٹیڑھی کھیر ہوگا"۔

باب ۱۱

برہمچریہ

برہمچریہ اور اُس کے پالن کے طریقوں کے متعلق میرے پاس خطوط کا تانتا بندھ رہا ہے۔ دوسرے موقعوں پر میں جو کچھ کہہ چکا ہوں یا لکھ چکا ہوں۔ اُسے ہی یہاں دوسرے لفظوں میں کہنے کی کوشش کرونگا۔ برہمچریہ کا مطلب صرف اپنے جسم پر ہی قابو پانا نہیں۔ بلکہ اپنے سب حواس پر مکمل قابو پانا ہے۔ اور دل زبان اور جسم تینوں کو جذبات نفسانی سے نجات دلانا ہے۔ روشن ضمیری اور ایشور پراپتی کا بھی یہی آسان اور سچا راستہ ہے۔"

آدرش (Ideal) برہمچاری کو خواہش اولاد اور خواہشاتِ نفسانی سے پیدا شدہ مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ یہ کبھی اُسے ستاتی ہی نہیں۔ یہ وسیع جہان ہی اُس کا پریوار ہوگا۔ بنی نوع انسان کی تکالیف کو دور کرنے ہی میں وہ اپنے فرض کی ادائیگی خیال کرے گا۔ اور خواہشِ اولاد اُسے نہایت معمولی بات معلوم دیگی۔ جسے بنی نوع انسان کی مصائب کا احساس ہوگیا ہے۔ اُس کے دل میں خواہشاتِ نفسانی کبھی پیدا ہی نہیں ہوسکتیں۔ اُسے اپنی اندرونی طاقت کے خزانہ کا خود بخود پتہ لگ جائے گا۔ اور پھر اُسے پاک اور محفوظ رکھنے کے لئے وہ لگاتار کوشش کرتا رہے گا۔ لوگوں کے دلوں میں ایسے آدمی کی عزت ہوگی۔ اور راجوں

نہاراجوں سے بھی زیادہ اُس کا تیج ہو گا۔"

لیکن لوگ مجھے کہتے ہیں۔ کہ "یہ تو ناممکن آدرش (سلسلہ
ہے۔ آپ تو بیوی اور خاوند کی قدرتی کشش کا خیال ہی نہیں کرتے!
جس عیاشی سے لبریز کشش کی طرف اشارہ ہے۔ میں اُسے ق
ماننے سے ہی انکار کرتا ہوں۔ اگر یہ قدرتی ہے۔ تو بہت جلد قیام
آیا چاہتی ہے۔ خاوند اور بیوی کے درمیان جو قدرتی تعلق ہے۔"
ہے۔ جو بھائی اور بہن ہیں۔ ماں اور بیٹے ہیں اور باپ اور بیٹی ہیں
اسی قدرتی کشش کے سہارے دُنیا ٹھیری ہوئی ہے۔ اگر میں
مستورات کو ماں بہن یا بیٹی نہ مانوں۔ تو اپنے فرض کی ادائیگی تو کر
میں زندہ بھی نہ رہ سکوں گا۔ اگر میں نظر بد سے اُن کو دیکھوں۔
میرے لئے دوزخ کا اس سے سیدھا اور سچا راستہ اور کونسا ہو گا

اولاد پیدا کرنا قدرتی فرض ضرور ہے۔ لیکن ایک خاص اصول
کے پابند رہتے ہوئے اُس اصول کو توڑنے سے حیات نسواں خطرہ
میں پڑ جائے گی۔ اور بحیثیت مجموعی سوسائٹی کی طاقت مردمی ضائع
جائے گی۔ امراض بڑھ جاتے ہیں۔ گناہ ترقی کرتے ہیں اور دُنیا پاپوں
گھر بن جاتی ہے۔ خواہشات نفسانی میں پھنسا ہوا آدمی شتر بے مہار
طرح ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا آدمی قومی رہبر ہو۔ اور وہ اپنے خیالات
سوسائٹی میں بھی بھر دے اور عوام اُس کی تقلید شروع کر دیں۔ تو
سوسائٹی کہاں رہے گی؟ اس کے باوجود آج ایسا ہی ہو رہا ہے
فرض کرو کہ شمع کے گرد چکر کاٹنے والا پروانہ اپنے لمحہ بھر کے لطف
کو بیان کرے اور ہم اُس کو آدرش مان کر اُس کی نقل کرنا شروع کر دیں

تو ہمارا ٹھکانا کہاں رہے گا؟ اس لئے مجھے پُرزور الفاظ میں کہنا ہی پڑیگا کہ خاوند اور بیوی کے درمیان عیاشی سے لبریز کشش غیر قدرتی اور نامناسب ہے۔ شادی کا مقصد خاوند اور بیوی کے خیالات فاسد کو نکال کر اُنہیں ایشور کے نزدیک لے جاتا ہے۔ انسان حیوان نہیں ہے بیشمار حیوانات کے اجسام میں جنم لینے کے بعد اُس کو یہ درجہ حاصل ہوا ہے۔ اُس کی پیدائش دُنیا میں اونچا سر کر کے چلنے کے لئے ہوئی ہے۔ لاٹھی کے سہارے یا گھٹنوں کے بل چلنے کے لئے نہیں ہوئی مردانگی سے حیوانیت اُتنی ہی دور ہے جتنی روح سے جسم۔"

آگے چل کر اس کے حاصل کرنے کے ذرائع مختصر طور پر بیان کرونگا پہلے اس ضرورت کو سمجھنا ضروری ہے۔"

دوسرا کام حواس پر آہستہ آہستہ قابو پانا۔ اُسے صرف زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہی کھانا ہوگا۔ زبان کے ذائقہ کے لئے نہیں۔ اُسے صرف پاک اشیاء کی طرف ہی دیکھنا ہوگا۔ اور ناپاک چیزوں کی طرف سے آنکھیں بند کرنی ہونگی۔ راستہ چلتے وقت اِدھر اُدھر تاکتے ہوئے نہیں بلکہ نیچی نظر کر کے چلنا ہی شرافت کی نشانی ہے۔ اسی طرح برہمچاری کوئی فحش اور گندی بات نہیں سُنیگا۔ اور کوئی تیز اور جذبات نفسانی کو حرکت دینے والی خوشبو نہیں سُونگھیگا۔ پاک اور صاف مٹی کی خوشبو بناوٹی عطروں اور خوشبویات سے بدرجہا بہتر ہے۔ جو آدمی برہمچریہ کا پالن کرنا چاہتا ہے۔ اُسے چاہئیے۔ کہ جب تک وہ جاگے اپنے ہاتھ پاؤں سے کوئی نہ کوئی نیک کام کرتا رہے اور کبھی کبھی روزہ بھی رکھا کرے۔"

تیسرا کام ہے۔ نیک شریف اور بے داغ دوستوں اور
کتب کا رکھنا۔ آخیری کام اتنی ہی اہمیت رکھتا ہے۔ جتنی کہ دوسرا
یعنی دُعا یا پرارتھنا۔ برہمچاری کو چاہیئے کہ وہ ہر روز اپنے
یکسو کر کے "رام نام" کا جاپ کیا کرے اور ایشور کی مدد کا طلب
رہے۔ عام مردوں یا عورتوں کے لیئے اس میں کوئی بھی مشکل
نہیں۔ لیکن اس کی سادگی سے ہی لوگ گھبراتے ہیں۔ جہاں
وہاں راہ بھی آسانی سے مل جائے گی۔ لوگوں کو اس کی چاہ نہیں
اور اِسی لئے وہ فضول ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر کہ دُنیا کا کچھ
سہارا اسی بات پر ہے۔ کہ لوگ ضبط اور برہمچریہ کا پالن کرتے
یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ ضروری اور ممکن چیز ہے "

باب ۱۲

سچائی یا برہمچریہ

ایک دوست نے مہادیو دیسائی کو لکھا ہے۔
"آپ کو یہ یاد ہوگا۔ کہ نوجیون میں گاندھی جی نے ایک مضمون میں جس کا کہ آپ نے ینگ انڈیا کے لئے ترجمہ کیا تھا۔ اقرار کیا تھا کہ اُنہیں اب بھی کبھی کبھی احتلام ہو جایا کرتا ہے۔ اُسے پڑھتے ہی فوراً مجھے خیال آیا۔ کہ ایسے مضامین سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بعد میں مجھے معلوم ہُوا کہ میرا یہ خیال بلا وجہ نہیں تھا۔
"ولایت میں قیام کے دوران میں جبکہ چاروں طرف سے ہم کو نفسانی جذبات کے محرک نظاروں نے گھیر رکھا تھا۔ میں نے اور میرے دوستوں نے اپنے چال چلن کو بالکل بے داغ رکھا۔ اور شراب اور گوشت سے ہم بالکل بچے رہے۔ لیکن گاندھی جی کے مضمون کو پڑھ کر ایک دوست نے کہا"
"کہ اگر گاندھی جی کی ایسی زبردست کوشش کے باوجود بھی اُن کی یہ حالت ہے۔ تو ہم کس کھیت کی مُولی ہیں۔ برہمچریہ پالن کا خیال بالکل فضول ہے۔ گاندھی کے اقبال بیان نے میرا زاویۂ نگاہ بالکل تبدیل کر دیا ہے۔ آج سے تم مجھے گیا گذرا سمجھ لو"۔ ڈرتے ڈرتے میں نے اُس کے ساتھ اس مضمون پر کچھ بحث شروع کرنے کی کوشش کی

جیسی دلائل آپ یا گاندھی جی دیا کرتے ہیں ویسی ہی ہیں نے بھی
اگر یہ راستہ گاندھی جی جیسے آدمی کے لئے بھی اتنا مشکل ہے
تمہارے لئے تو ضرور ہی اور بھی زیادہ مشکل ہونا چاہئے۔ اس
ہم کو دو چند کوشش سے کام لینا چاہئے" لیکن آج تک جس
کا چال چلن بالکل بے داغ رہا تھا۔ اُس میں فضول ہی داغ پڑ سکتی
اگر اس گراوٹ کے لئے کوئی گاندھی جی کو ذمہ وار گردانے۔ تو وہ
اس کا کیا جواب ۔۔۔ دیںگے"

"جب تک میرے پاس صرف ایک ہی مثال تھی۔ اُس وقت
میں نے آپ کو خط تحریر نہیں کیا۔ شاید آپ مجھے یہ کہہ کر ٹال دیں
یہ بالکل بے بنیاد بات ہے۔ مگر ایسی کئی ایک مثالیں مجھے ملیں
میرا شک یقین کی صورت اختیار کرتا گیا۔

"میں جانتا ہوں۔ کہ کچھ ایسے کام ہیں جن کا کرنا گاندھی جی کے
لئے آسان ہو لیکن میرے لئے ناممکن ہو۔ لیکن ایشور کی مہر
سے میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں۔ کہ کچھ کام جو ایسے بھی ہو سکتے ہیں
لئے ممکن اور اُن کے لئے ناممکن ہوں۔ اسی خیال اور خودداری
مجھے اب تک گرنے سے بچایا ہے۔ اگرچہ مندرجہ بالا گاندھی جی
مثالی بیان سے میرا جذبہ بیجو فی لغزش کھا گیا ہے"

"کیا آپ گاندھی جی کا دھیان اس طرف دلا دینگے؟ اور
خاص کر اُس صورت میں جبکہ وہ اپنی سوانعمری قلمبند کر رہے
سچائی اور برہنہ سچائی کا اظہار کرنا بلاشک دلیری کا کام ہے
ایسا کرنے سے نوجیون اور ینگ انڈیا کے ناظرین کے دل

پڑنے کا خطرہ ہے۔ مجھے خوف ہے کہ ایک کے لئے جو دوا آبحیات کا کام کرتی ہو۔ کہیں وہی دوسرے کے لئے زہرِ قاتل نہ بن جائے۔"

مجھے اس بیان سے کچھ حیرت نہیں ہوئی۔ جبکہ عدم تعاون کی تحریک زوروں پر تھی۔ اُس وقت میں نے اپنی ایک غلطی تسلیم کرلی تھی۔ اس پر ایک دوست نے مجھے لکھا تھا کہ "اگر یہ غلطی بھی تھی۔ تو بھی آپ کو اُسے غلطی تسلیم نہیں کرلینا چاہیئے تھا۔ لوگوں میں ایسا اعتقاد بڑھانا چاہیئے کہ کم سے کم ایک تو ایسا آدمی ہے۔ جو کبھی غلطی نہیں کرتا۔ اور آپ کو لوگ ایسا ہی سمجھتے تھے۔ آپ کی غلطی تسلیم کرنے سے اُن کا دل ٹوٹ جائے گا۔" اس پر مجھے ہنسی بھی آئی اور افسوس بھی ہوا۔ خط تحریر کرنے والے کی سادگی پر مجھے ہنسی آئی لیکن میں اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ کہ لوگوں کو یہ یقین دلایا جاوے کہ ایک نامکمل اور غلطی کھانے والا انسان مکمل اور غلطی سے مبرا ہے۔" انسان کی اصلی حقیقت کی واقفیت سے لوگوں کو ہمیشہ فائدہ ہی ہوتا ہے۔ نقصان کبھی نہیں ہوتا۔ میرا کامل یقین ہے۔ کہ میری غلطی تسلیم کرنا اُن کے لئے فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ اور کم از کم میرے لئے تو نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔"

یہی اصول میرے گندے خوابوں پر عائد ہوتا ہے۔ اگر میں پورن برہمچاری ہوئے بغیر اس کا دعویٰ کروں تو ایسا کرنے سے میں دُنیا کو بڑا نقصان پہنچاؤں گا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے برہمچریہ میں داغ لگ جائے گا۔ اور آفتاب صداقت پر جھوٹ کے بادل چھا جائیں گے۔ مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں۔ کہ میں جھوٹے بہانے بنا کر برہمچریہ کی قدر و منزلت

کو کم کر سکوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ برہمچریہ پالن کے جو طریقے میں
ہوں ۔ وہ پورے نہیں اُترتے۔ اور سب لوگ اُن سے یکساں طور
فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ میں خود ہی مکمل بر
نہیں ہوں۔ جبکہ میں برہمچریہ کا سچا راستہ لوگوں کو نہیں دکھا سکا
تو میرے متعلق یہ یقین کرنا کہ میں پورن برہمچاری ہوں۔ دُنیا کے
بڑا خطرناک ثابت ہوگا"
میرے متعلق لوگوں کو اتنی واقفیت کافی ہوگی۔ کہ میں حقیقی بر
ہوں۔ مکمل بیدار ہوں۔ اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے لگا
کوشاں رہتا ہوں۔ اور رکاوٹوں اور مشکلات سے نہیں ڈرتا۔
کی حوصلہ افزائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ جھوٹے بنجربوں
نتائج نکالنا غلطی ہے۔ جو تجربے کامیاب ہو چکے ہیں۔ اُنہی
نتائج نکالنا ٹھیک ہے۔ ایسی فضول دلیل کیوں دی جاتی ہے
کہ اگر میرے جیسا انسان گندے خیالات سے نہ بچ سکا۔ تو دوسر
کے لئے کوئی اُمید ہی نہیں۔ یہ خیال کیوں نہیں کیا جاتا! کہ اگر میر
جیسا جو کبھی خواہشات نفسانی کا مکمل غلام تھا۔ آج اپنی بیوی
ساتھ بھائی اور دوست جیسا رشتہ قائم کر سکتا ہو۔ اور دوسر
کی عورتوں کو ماں اور بہن کی مانند خیال کر سکتا ہو۔ تو پنچ سے نیچ
گرے سے گرے اگر پرماتما نے میرے جیسے گناہوں سے لبریز آدمی
اتنی مہربانی دکھلائی ہے۔ تو یقیناً دوسروں پر بھی وہ ضرور مہر
کرے گا"
خط تحریر کنندہ کے جو احباب میری غلطیوں کو دیکھ کر بہک

گئے ہیں وہ کبھی آگے بڑھے ہی نہیں تھے۔ اس کو تو لوگ جھوٹا ہی ڈھونگ کہیں گے جس کی پہلے ہی دھکے میں قلعی کھل گئی۔ صداقت۔ برہمچریہ اور دیگر سچائیوں کا انحصار میرے جیسے نامکمل انسان پر نہیں ہے۔ اُن کا انحصار اُن لوگوں کے اعمال پر ہے۔ جنہوں نے ریاضت کی زندگی بسر کی۔ اُن کو حاصل کرنے کے لئے لگاتار کوشش کی۔ اور اُن کا پالن کیا۔ ایسے مکمل انسانوں کی برابری کرنے کے جب میں قابل ہو جاؤں گا تب آج کی نسبت میری زبان زیادہ پُر تاثیر اور مؤثر ہو جائے گی۔ دراصل تندرست آدمی اسی کو کہیں گے۔ جس کے خیالات منتشر نہیں۔ جس کے دل میں بُرے خیالات پیدا نہیں ہوتے۔ جس کی نیند خوابوں سے خراب نہیں ہوتی۔ اور جو سوتا ہوا بھی مکمل بیداری کی حالت میں رہتا ہو۔ اُسے کونین کھانے کی ضرورت نہیں اُس کے پاک خون میں ہی سب خرابیوں کو دبا دینے کی حقیقی طاقت موجود ہوگی جسم۔ دل اور روح کو ایسی ہی تندرست حالت کو میں حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اس میں شکست پانا کامیابی نہیں ہو سکتی۔ خط تحریر کنندہ اُن کے وہمی دوستوں اور دوسروں کو میں اپنے ہمراہ چلنے کی دعوت دیتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں۔ کہ خط تحریر کنندہ کی طرح وہ مجھ سے زیادہ تیزی سے آگے بڑھ چلیں۔ اور جو مجھ سے پیچھے پڑے ہیں میری مثال سے اُن میں حوصلہ پیدا ہو۔ جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے۔ وہ لاکھ کمزوریاں رکھتے ہوئے اور خواہشات نفسانی کے زیر ہوتے ہوئے کیا ہے۔ اور اس کی وجہ میری لگاتار کوشش اور پرماتما کی کرپا سے کامل یقین ہے "

اس لئے کسی کو نا اُمید ہونے کی ضرورت نہیں۔ میرا چھا نما پن کوڑی کام کا نہیں ہے۔ یہ تو میرے ظاہرہ کاموں اور میرے سیاسی کاموں کی وجہ ہے۔ اور یہ کام میرے سب سے ادنےٰ کام ہیں۔ اس لئے یہ دونوں ہیں اُڑ جائے گا۔ دراصل قیمتی چیز تو میری صداقت۔ اہنسا۔ اور برہمچریہ پالن ہی ہے۔ یہی میرے حقیقی بازو ہیں۔ میرا یہ مستقل جزو چاہے کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ لیکن قابل نفرت نہیں۔ یہی میرا اثاثہ ہے۔ میں تو ناکامیابی اور اپنی غلطیوں کی واقفیت کو بھی پیار کرتا ہوں۔ جو کہ ترقی کی منزل کے لئے زینے کا کام دیتی ہیں۔"

باب ۱۳

منی کی حفاظت

ناظرین مجھے معاف کریں گے۔ کہ میں پبلک طور پر ایسے نازک اور اہم مسئلوں پر اظہار خیالات کرنے لگا ہوں۔ جن پر تنہائی میں گفتگو ہونی چاہئے۔ کیونکہ جن کتب کا مجھے مجبوراً مطالعہ کرنا پڑا ہے۔ اور بیورو صاحب کی کتاب پر میری کی گئی نقطہ چینی کے متعلق میرے پاس جو بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اُن کی وجہ سے رفاہ عام کے لئے مجھے اس ضروری مضمون پر پبلک میں اظہار خیالات کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ ایک مالاباری بھائی لکھتا ہے۔"

"آپ مہاشہ ہیورڈ کی کتاب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھتے ہیں - کہ ایسی ایک بھی مثال نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہو کہ برہمچریہ سے یا مدت تک ضبط اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے سے کسی کو کچھ نقصان پہنچا ہو مجھے، تو تین ہفتہ سے زیادہ دنوں تک ضبط رکھنا میرے لئے نقصان دہ معلوم ہوتا ہے - اتنے دنوں کے بعد اکثر میرے جسم میں بھاری پن اور طبیعت اور اعضا میں بےچینی معلوم ہونے لگ جاتی ہے جس سے طبیعت چڑچڑی سی ہو جاتی ہے - آرام اُسی وقت آتا ہے - جبکہ بذریعہ جماع یا قدرت کی مہربانی سے یوں ہی کچھ انزال (ویریہ پات) ہو جاتا ہے - دوسرے دن سویرے جسمانی اور دماغی کمزوری محسوس کرنے کی بجائے میری طبیعت بشاش اور ہلکی ہو جاتی ہے - اور اپنے کام کاج میں پہلے سے زیادہ حوصلہ سے لگتا ہوں -

میرے ایک دوست کو تو برہمچریہ اور ضبط نقصان دہ ہی ثابت ہوا ہے - اُن کی عمر لگ بھگ ۳۲ سال کی ہوگی - وہ بڑے کٹر سبزی خور اور زاہد اور پرہیزگار ہیں - اُن میں جسمانی اور دماغی طور پر ایک بھی عیب نہیں - لیکن پھر بھی دو سال پہلے تک اُنہیں احتلام ہو جایا کرتا تھا - اور اس طرح بہت سا ویریہ ضائع ہو جایا کرتا تھا - جس کے بعد وہ بڑے کمزور اور بے حوصلہ ہو جاتے تھے - اُسی وقت اُنھوں نے شادی کی - اُنہیں پیٹ کے درد کی بیماری اُس وقت ہو گئی تھی - کسی وَید کی صلح سے اُنہوں نے شادی کر لی - اور اب وہ بالکل اچھے ہیں"

برہمچریہ کی خوبیوں کو جن پر ہمارے سبھی شاستروں کا اتفاق رائے ہے - اصولی طور پر تو تسلیم کرتا ہوں - لیکن جن تجربات کا میں نے اوپر

ذکر کیا ہے۔ اُن سے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ہمارے جسم سے جو ویریہ خارج ہوتا ہے۔ اُس کو اپنے جسم میں ہی جذب کرنے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ اس لئے وہ زہر بن جاتا ہے۔ اس لئے میں آپ سے نہایت ادب کے ساتھ گذارش کرتا ہوں کہ میرے جیسے لوگوں کے فائدہ کے لئے جن کو برہمچریہ اور ضبط کی خوبیوں کے متعلق کچھ بھی شک نہیں ہے۔ ینگ انڈیا میں ہٹھ یوگ اور پرانایام کے کچھ عمل تبلائیں جن کے ذریعے ہم اپنے جسم میں اس آبِ حیات کو جذب کر سکیں"۔

ان اصحاب کے تجربات کوئی غیر معمولی نہیں ہیں۔ بلکہ اور کئی لوگوں کی بھی رائے ہے۔ ایسی حالتوں میں ادھورے ثبوتوں سے عام اصول قائم کرنے میں جلد بازی سے کام لیا گیا ہے۔ اُس آبِ حیات (ویریہ) کو جسم میں محفوظ رکھنے اور پھر جذب کرنے کی طاقت انسان میں لگاتار کوشش سے آتی ہے۔ ایسا ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ کسی اور طریقہ سے جسم اتنا طاقتور نہیں بن سکتا۔ جتنا کہ ویریہ کو محفوظ رکھنے سے ہوتا ہے۔ یہ بات تسلیم کی جاسکتی ہے۔ کہ دوائیں اور آلات جسم کو اچھی اور کام چلاؤ حالت میں رکھ سکتے ہیں۔ لیکن اُن سے طبیعت اتنی کمزور ہو جاتی ہے۔ کہ وہ خواہشات نفسانی پر قابو نہیں پا سکتا۔ اور یہ خواہشات جلاد کی طرح انسان کو گھیرے رہتی ہیں"۔

ہم کام تو ایسے کرتے ہیں جن سے بجائے فائدہ کے نقصان ہونا چاہیئے۔ لیکن معمولی ضبط سے ہی بہت فائدہ کی اُمید کرتے ہیں ہماری زندگی کا روزانہ پروگرام ہی خواہشاتِ بد کو تسکین دینے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ ہماری خوراک ہمارے دل بہلاوے کے سامان

اور ہمارے کام کا وقت۔ یہ سبھی ہماری حیوانی خواہشات کو ہی حرکت دینے کے لیئے اور تسکین دینے کے لیئے مقرر کیئے جاتے ہیں۔ ہم میں بہتوں کی شادی کر کے اولاد پیدا کرنے کی خواہش چاہے کیوں نہ ہو مگر عام طور پر عیش پرستی کے لیئے ہی ایسا کیا جاتا ہے۔ اور اخیر تک تقریباً ایسا ہی خیال بنا رہتا ہے"

لیکن جیسے عام اصولوں میں ہمیشہ سے اختلاف ہوتے ہی آئے ہیں۔ ویسے ہی اب بھی پائے جاتے ہیں۔ ایسے آدمی بھی ہوئے ہیں۔ جنہوں نے بنی نوع انسان کی خدمت میں یا یوں کہو کہ ایشور کی سیوا میں زندگی لگا دینی چاہی ہے۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں اور دنیا کے دیگر لوگوں میں کوئی فرق نہیں دیکھتے اور دونوں کی خدمت یکساں طور پر کرتے ہیں۔ بلاشبہ ایسے آدمی اپنی زندگی کو ایسے طریقہ سے بسر نہیں کر سکتے۔ جس سے کسی خاص ذات کی ترقی مقصود ہو۔ جو ایشور کی سیوا کے لیئے برہمچریہ کا عہد لیتے ہیں۔ اُن لوگوں کو زندگی کے عیش و عشرت کو چھوڑنا پڑے گا۔ اور اس سخت ضبط اور پرہیزگاری میں ہی سکھ محسوس کرنا ہوگا۔ وہ دنیا میں بھلے ہی رہتے ہوں۔ لیکن وہ "دنیادار" نہیں ہو سکتے۔ اُن کی خوراک۔ ان کا پیشہ۔ کام کرنے کا وقت۔ دل بہلاوے کے سامان۔ لٹریچر اور زندگی کا مقصد وغیرہ عام لوگوں سے ضرور ہی مختلف ہونگے"

اب اس پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ خط تحریر کنندہ اور اُس کے دوست نے کس مقصد سے برہمچریہ برت دھارن کیا تھا؟ اور کیا انھوں نے اپنی زندگی کو اسی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی تھی؟ اگر انھوں نے

ایسا نہیں کیا۔ تو یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ انزال (ویریہ پات) سے ایک آدمی کو آرام ملتا تھا۔ اور دوسرے کو کمزوری کیوں ہوتی تھی۔ اُس دوسرے آدمی کے لئے تو شادی ہی دوا تھی۔ اگر لوگوں کے دلوں میں اپنی مرضی کے خلاف بھی شادی کی خواہش بھری ہو۔ تو ایسی حالت میں اُن لوگوں کے لئے شادی ہی قدرتی علاج ہے۔ جو خیال دبایا نہ جا سکے۔ اور اُس کو پورا بھی نہ کیا جائے۔ تو اُس کی طاقت اُس خیال کی نسبت جس کو ہم نے پورا کر لیا ہے زیادہ ہوتی ہے۔ جب ہم کسی کام کی مشق کرتے ہیں۔ تو اُس کا اثر ہمارے خیالات پر بھی پڑتا ہے۔ جس سے خیالات بھی قابو میں آ جاتے ہیں۔ اِس طرح جس خیال کو ہم عملی جامہ پہنا دیتے ہیں۔ وہ غلام سا بن جاتا ہے۔ اور قابو میں آ جاتا ہے۔

اِس نکتہ نگاہ سے شادی بھی ایک طرح میرے لئے ممکن نہیں کہ اخباری مضمون میں اُن لوگوں کے فائدہ کے لئے جو مقررہ طور پر ضبط اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ مکمل پروگرام اور ہدایات بیان کر سکوں۔ انہیں تو میں یہی مشورہ دونگا۔ کہ میری کئی سال پہلے کی اس مضمون پر لکھی ہوئی کتاب جس کا نام "آروگیہ دگ درشن" ہے پڑھیں نئے تجربات کی بنا پر اسے کہیں کہیں دوہرانے کی ضرورت تو ضرور ہے۔ لیکن اُس میں ایک بھی ایسی بات نہیں ہے۔ جسے میں واپس لینا چاہوں ہاں معمولی اصول یہاں پر دئے جا سکتے ہیں "

(۱) کھانا کھاتے وقت ضبط سے کام لینا چاہئے۔ تھوڑی میٹھی بھوک رہتے ہی چوکے سے ہمیشہ اُٹھ جانا چاہئے "

(۲) بہت گرم مصالحہ اور گھی تیل سے بنی ہوئی سبزیوں سے ضرور بچنا

چاہئیے۔ جب دودھ پورا ملتا ہو۔ تو گھی تیل وغیرہ چکنی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ جب ویریہ تھوڑا سا ضائع ہوتا ہو۔ تو تھوڑا کھانا ہی کافی ہونا ہے۔"

(۳) دل اور جسم کو ہمیشہ پاک و صاف کاموں میں لگائے رکھنا۔"

(۴) سویرے سونا اور صبح سویرے اُٹھ بیٹھنا نہایت ضروری ہے

(۵) سب سے بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ ضبط اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے سے ایشور پراپتی کی زبردست خواہش بڑھتی جاتی ہے۔ جس وقت اس اعلےٰ مقصد کا احساس صاف طور پر ہو جاتا ہے۔ اُس وقت پرماتما میں یقین برابر بڑھتا ہی جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ ہی اپنی اس مشین کو (انسان کے جسم) درست اور کارآمد حالت میں رکھے گا۔" گیتا میں کہا ہے:

विषया विनिवर्तन्त निराहारस्य देहिनः
रसवर्जं रसोऽप्यस्य परं दृष्ट्वा निवर्तते॥

یہ لفظ بلفظ ٹھیک ہے۔"

پنتر لکھنے والے تہاشہ آسن اور پرانایام کا ذکر کرتے ہیں۔ میرا یقین ہے۔ کہ روحانی ضبط کے لئے یہ نہایت مفید ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ اس کے متعلق میرے اپنے کئے ہوئے تجربات ایسے نہیں۔ جو قابل تحریر ہوں۔ اس مضمون پر موجودہ زمانے کے تجربات کی بنا پر لکھی ہوئی کوئی کتاب ہے ہی نہیں یہ مضمون قابلِ مطالعہ ضرور

ہے۔ لیکن میں اپنے ناواقف دوستوں کو اس کو استعمال کرنے یا کسی ہنٹھ یوگی کو گورُو بنانے کے لیئے خبردار کر دینا چاہتا ہوں۔ اُنہیں یقیناً جان لینا چاہیئے کہ ضبط اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے میں ہی گوہرِ مقصود حاصل کرنے کی کافی طاقت موجود ہے۔"

باب ۱۴

تنہائی میں بات چیت

برہمچریہ کے متعلق سوالات پوچھنے والوں کے اس قدر خطوط مجھے موصول ہوتے ہیں۔ اور اس مضمون پر میرے خیالات ایسے پختہ ہیں۔ کہ اس وقت جبکہ ملک نہایت نازک حالت میں سے گذر رہا ہے۔ میں اپنے خیالات اور تجربات کے نتائج کو ینگ انڈیا کے ناظرین سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔"

انگریزی لفظ Celibacy کا ہم معنی لفظ ہندی میں برہمچریہ ہے۔ لیکن برہمچریہ کے معنی اس سے بھی کہیں زیادہ گہرے ہیں۔ برہمچریہ کے معنی ہیں۔ تمام حواس اور خواہشات پر مکمل قابو پانا برہمچاری کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔ لیکن یہ آدرش (اعلےٰ معراج) کی حالت ہے۔ جس کو بہت کم آدمی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی برہمچریہ لفظ کی یہ تعریف

بڑی پُرمعنی ہے۔ اور اس سے نہایت اعلےٰ نتائج نکلتے ہیں۔ ایسے ہی پورن برہمچاری بھی صرف تصور میں ہی رہ سکتا ہے۔ لیکن اگر اُسے ہم اپنی روحانی آنکھوں کے آگے دن رات نہ رکھیں گے۔ تو ہم بے پیندہ کے لوٹے بنے رہیں گے۔ اُس خیالی تصویر کے جتنے ہم نزدیک پہنچیں گے اتنا ہی ہم کو کمالیت حاصل ہو گی۔"

لیکن فی الحال تو میں جماع نہ کرنے کے محدود معنوں میں ہی برہمچریہ کو لوں گا میں مانتا ہوں۔ کہ روحانی کمالیت کے لئے خیالات الفاظ اور عمل سبھی میں مکمل ضبط اور پرہیزگاری ضروری ہے۔ جس ملک میں ایسے آدمی نہیں۔ وہ اس کمی کی وجہ سے غریب گنا جائے گا۔ لیکن میرا مقصد ملک کی موجودہ حالت میں غیر مستقل برہمچریہ کی ضرورت ثابت کرنے کا ہے۔

امراض۔ قحط۔ غربت اور یہاں تک کہ بھوکوں مرنا بھی ہماری قسمت میں کچھ بہت زیادہ لکھی ہوئی ہے۔ غلامی کی چکی میں ہم ایسی باریکی سے پیسے جاتے ہیں۔ کہ اگرچہ ہمارا اتنا مالی۔ روحانی اور اخلاقی نقصان ہو رہا ہے لیکن ہم میں سے کتنے ہی اُسے غلامی جاننے کو تیار ہی نہیں ہوتے۔ اور غلطی سے یہ مانتے نہیں کہ ہم آزادی کی راہ پر بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ فوج پر دن بدن بڑھتا ہوا خرچ۔ جان بوجھ کر لنکا شائر اور دیگر برٹش لوگوں کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر ہماری مالی اور اقتصادی پالیسی اور مختلف محکموں کو چلانے کے لئے سرکار کی فضول خرچی نے ملک کے اوپر وہ بوجھ لاد دیا ہے۔ جس سے اس کی غربت بڑھی ہے۔ اور امراض کا حملہ روکنے کی طاقت گھٹ گئی ہے۔ گو گھلے کے

الفاظ میں اس طرزِ حکومت نے ہمیں ایسا ناکارہ بنا دیا ہے۔ کہ بڑوں کو بھی جھکنا پڑتا ہے۔ امرتسر میں ہندوستانیوں کو پیٹ کے بل بھی رینگایا گیا۔ پنجاب کی دیدہ دانستہ کی گئی بےعزتی اور مسلمانوں کے ساتھ کیئے گئے معاہدہ کو توڑنے کے لئے معافی مانگنے کو غرور کے ساتھ نامنظور کرنا ہی ہماری غلامی کی نئی مثالیں ہیں۔ اُن سے براہِ راست ہماری آتما کو ہی دھکا پہنچتا ہے۔ اگر ہم ان دو باتوں کو برداشت کرلیں۔ تو پھر ہمیں مکمل نامرد گنا جائے گا۔

ہم لوگوں کے لئے جو کہ اپنی موجودہ حالت کا احساس رکھتے ہیں۔ ایسے نکمے حالات میں اولاد پیدا کرنا کیا مناسب ہے؟ جب تک ہم یہ بات محسوس کرتے ہیں۔ اور ہم بے بس۔ مریض اور قحط زدہ ہیں۔ اُس وقت تک اولاد پیدا کر کے ہم کمزوروں اور غلاموں کی تعداد بڑھاتے ہیں۔ جب تک ہندوستان آزاد نہیں ہو جاتا۔ جو کہ قحط کے وقت اپنے کھانے کا انتظام کر سکے۔ ہیضہ۔ پلیگ اور دیگر وباؤں کا علاج کرنا سیکھ جائے۔ ہمیں اولاد پیدا کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔ ناظرین سے میں وہ دکھ چھپا نہیں سکتا۔ جو اس ملک میں بچوں کی پیدائش سنکر مجھے ہوتا ہے۔ مجھے یہ ماننا ہی پڑے گا۔ کہ میں نے کئی سال تک صبر و استقلال کے ساتھ اس پر غور کیا ہے۔ کہ ہم ضبط اور برہمچریہ کے ذریعے اولاد کی پیدائش روک لیں۔ ہندوستان میں موجودہ آبادی کی ہی پرورش کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن اس لئے نہیں۔ کہ اُسے زیادتی کا مرض ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اُس کے اوپر غیر ملکی حکومت ہے۔ جس کا اصلی منشا

اُس سے زیادہ ٹوٹتا ہے۔

اولاد کی پیدائش کس طرح روکی جاسکتی ہے؟ یورپ میں جو نسخے
اور غیر قدرتی یا مصنوعی ذرائع کام میں لائے جاتے ہیں۔ اُن کے
ذریعے نہیں۔ بلکہ ضبط اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرکے۔ والدین کو
اپنے بچوں کو برہمچریہ کا ابھیاس کرانا ہی پڑے گا۔ ہندو شاستروں
کے مطابق شادی کے قابل عمر کم سے کم پچیس سال کی ہونی
چاہیئے۔ اگر ہندوستان کی مائیں یہ یقین کرسکیں۔ کہ لڑکے لڑکیوں
کو شادی شدہ زندگی کی تعلیم دینا گناہ ہے۔ تو آدھی شادیاں تو اپنے
آپ ہی رُک جائیں گی۔ ہمیں اس اصول پر بھی یقین کرنے کی ضرورت
نہیں۔ کہ گرم آب وہوا ہونے کی وجہ سے یہاں لڑکیاں جلدی
جوان ہوجاتی ہیں۔ اور اُن کو جلدی حیض آنے شروع ہوجاتے ہیں
میں نے کہیں اور ایسا اندھا دھند اور بیجا اعتقاد (جو کہ لڑکیوں کے جلدی
جوان ہونے کے متعلق لوگوں میں پایا جاتا ہے) نہیں دیکھا۔ میں یہ کہنے کا حوصلہ کرتا ہوں۔ کہ
جوانی سے آب وہوا کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ قبل از وقت جوانی کے آثار کی ذمہ وار ہماری اخلاقی اور
روحانی گراوٹ ہوئی ہے۔ والدہ اور دیگر رشتہ دار معصوم بچوں کو یہ تعلیم دینا اپنا مذہبی فرض
سا سمجھتے ہیں۔ کہ "اتنی بڑی عمر ہونے پر تمہاری...
شادی ہوگی۔ بچپن میں بلکہ والدہ کی گود میں ہی اُن کی سگائی کردی
جاتی ہے۔ بچوں کی خوراک اور کپڑے بھی ان کے نفسانی جذبات کو
حرکت دیتے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو گڈیا کی طرح سجاتے ہیں۔ اُن
کے آرام اور فائدہ کے لئے نہیں بلکہ اپنی بڑائی نام عزت کے لئے۔ میں
نے بیسیوں بچوں کی پرورش کی ہے۔ اُن کو جو کپڑے دئے گئے۔ وہ

اُنھوں نے بغیر کسی دقت محسوس کئے کے خوشی سے پہن لئے۔ ہم بچوں کو سینکڑوں قسم کی گرم اور محرک چیزیں کھانے کو دیتے ہیں۔ اپنی اندھی محبت کے زیر ہوکر ہم ان کی جسمانی صحت کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ بلاشک اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جوانی کے آثار جلدی ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ بے موقع اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اور بیوقت کی موتیں واقع ہوتی ہیں۔ دُنیا داری کے متعلق والدین ایسے سبق پڑھاتے ہیں۔ جسے بچے آسانی سے سیکھ جاتے ہیں۔ جذبات حیوانی کے سمندر میں آپ تو غوطے کھاتے ہی ہیں۔ لیکن اپنے بچوں کے لئے بھی نفسانیت کے نمونے بن جاتے ہیں۔ گھر میں جب کسی لڑکے کے بھی بچہ پیدا ہو جائے۔ تو بھی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ باجے بجتے اور دعوتیں اُڑتی ہیں۔ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ کہ ایسی حالت ہونے پر بھی ہم بہت زیادہ کیوں نہیں بگڑے؟ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ دیش کا بھلا ہو۔ اور وہ ہندوستان کو طاقتور۔ خوبصورت اور مضبوط اور عورتوں کا ملک دیکھنا چاہتے ہیں تو شادی شدہ عورت اور مرد مکمل خود ضبطی سے کام لیں گے۔ اور اس وقت اولاد پیدا کرنا بند کر دیں گے۔ نئے شادی شدگان کو بھی میں یہی مشورہ دوں گا۔ کہ کوئی کام کرکے چھوڑنے سے بہتر ہے اُس کام کو شروع ہی نہ کیا جاوے۔ جیسے جس آدمی نے شراب نہ پی ہو۔ اُس کے لئے عمر بھر شراب نہ پینا۔ ایک شرابی کے شراب چھوڑنے سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ گر کر اُٹھنے سے یہ ہزار درجہ بہتر ہے۔ کہ آدمی سیدھا ہی کھڑا رہے۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے۔

برہمچریہ کی تعلیم صرف اُن لوگوں کے ہی لئے ہے جو بھوگ بھوگتے
بھوگتے تنگ آ گئے ہوں۔ کمزوروں کو برہمچریہ کی تعلیم دینے سے
کوئی فائدہ ہی نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم بوڑھے ہوں یا جوان
نفس پرستی سے تنگ آئے ہوئے ہوں یا نہیں۔ ہمارا اس وقت
دھرم ہے۔ کہ ہم اپنی غلامی کو بڑھانے کے لئے بچے پیدا نہ کریں۔
والدین کو کیا میں اس طرف بھی دھیان دلا دوں۔ کہ وہ
میاں بیوی کے حقوق کی بحث کے جال میں نہ پڑیں؟ نفس پرستی
کے لئے آپس میں منظوری کی ضرورت پڑتی ہے۔ ضبط اور پرہیزگاری
کے لئے نہیں۔ یہ تو ایک عام سچائی ہے"۔

جس وقت ہم لوگ ایک بہادر اور مضبوط گورنمنٹ کے ساتھ
زندگی اور موت کی لڑائی میں لگے ہوئے ہونگے۔ تو ہمیں اپنی قوت
جسمانی۔ قوتِ روحانی اور قوتِ دماغی سب کی ضرورت پڑے گی
جب تک ہم جان سے بھی زیادہ عزیز اس چیز کی حفاظت نہیں کرینگے
آزادی مل نہیں سکتی۔ اس شخصی پاکیزگی کے بغیر ہم ہمیشہ غلام بنے
رہیں گے۔ ہمیں یہ سوچ کر کہ یہ سرکار بری ہے۔ شخصی پاکیزگی میں
انگریزوں سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ اگرچہ وہ سیاسات کا روحانی
ترقی سے کوئی تعلق نہیں مانتے۔ پھر بھی جسمانی طور پر وہ اس کے
اصولوں کے پابند تو ضرور رہتے ہیں۔ ملکی سیاسات میں جتنے انگریز
لگے ہوئے ہیں۔ اُن میں ہمارے سے بہت زیادہ برہمچاری ہیں
اور کنواریاں ہیں۔ عام طور پر لڑکیاں تو ہمارے ہاں کنواری رہتی
ہی نہیں۔ جو تھوڑی بہت ایسی شریف زادیاں ہوتی بھی ہیں۔ تو

سیاسی زندگی پر ان کا کوئی اثر نہیں رہتا لیکن یورپ میں ہزاروں لوگ برہمچریہ کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔

اب میں ناظرین کے سامنے تھوڑے سیدھے سادے اصول رکھتا ہوں۔ جن کی بنا صرف میرے ہی تجربات نہیں۔ بلکہ میرے بہت سے ساتھیوں کے تجربات بھی ہیں۔

(۱) لڑکے لڑکیوں کی سیدھے سادے اور قدرتی طور پر یہ یقین رکھ کر پرورش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ پاک وصاف ہیں۔ اور پاک وصاف رہ سکتے ہیں۔

(۲) گرم اور محرک کھانوں سے جیسے آچار چٹنی یا مرچ وغیرہ سے چکنی اور بھاری چیزوں سے۔ جیسے مٹھائیاں یا تلی ہوئی چیزوں سے ہر ایک بچے کو بچائے رکھنا چاہیئے۔

(۳) خاوند بیوی کو الگ الگ کمروں میں رہنا اور تنہائی میں اکٹھا رہنے سے بچنا چاہیئے۔

(۴) جسم اور دل دونو کو لگاتار نیک کاموں میں لگائے رکھنا چاہیئے۔

(۵) سویرے سونے اور سویرے اُٹھنے کے اصول پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے۔

(۶) گندی کتب سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ خیالاتِ بد کا علاج نیک خیالات ہیں۔

(۷) نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے۔ تھئیٹر سینما۔ ناچ تماشوں سے بچنا چاہیئے۔

(۸) احتلام سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ معمولی طاقت ور اور موٹے تازے آدمی کے لیئے ہر دفعہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا ہی اس کی سب سے بہتر دوا ہے۔ یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ احتلام سے بچنے کے لئے کبھی کبھی جماع کر لینا چاہیئے۔"

(۹) سب سے بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ خاوند بیوی بھی برہمچریہ پالن کو ناممکن یا مشکل نہ سمجھ لیں۔ بلکہ برخلاف اس کے برہمچریہ کو قدرتی اور روزمرہ کا عمل یعنی مشق سمجھنا چاہیئے۔"

(۱۰) ہر روز صدق دل سے پاکیزگی کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کرنے سے آدمی دن بدن پاک و صاف ہوتا جاتا ہے۔"

باب ۱۵

خفیہ راز

جنہوں نے تندرستی کے باب بغور پڑھے ہیں۔ اُن کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ یہ باب خاص دھیان سے مطالعہ فرمائیں۔ اور اُسپر زیادہ غور کریں۔ دیگر باب بھی ضرور فائدہ مند ہونگے لیکن اس مضمون پر اس جیسا مشرح اور پُرمعنی اور کوئی نہ ہوگا۔ میں پہلے ہی بتلا چکا ہوں کہ اِن اوراق میں میں نے ایک بھی بات ایسی نہیں لکھی جس کا مجھے ذاتی تجربہ نہ ہو۔ یا جس پر میرا کامل یقین نہ ہو"

تندرستی کی کئی ایک کنجیاں ہیں۔ لیکن اُس کی سب سے اعلےٰ کنجی تو صرف برہمچریہ ہی ہے۔ اچھی ہوا۔ اچھی خوراک۔ اور صاف پانی وغیرہ سے ہم تندرست تو رہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم جتنا کمائیں۔ اُتنا ہی اُڑا دیں تو باقی کچھ نہ بچے گا۔ اسی طرح جتنی تندرستی ہم حاصل کریں۔ اتنی اُڑا بھی دیں۔ تو پونجی کیا بچیگی؟ اس پر کسی کو بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کہ دولت تندرستی کو جمع کرنے کے لئے خاوند اور بیوی دونوں کو ہی برہمچریہ کی پوری پوری ضرورت ہے۔ جنہوں اپنے آبِ حیات (ویریہ) کو جمع کیا ہے۔ وہی مرد اور طاقتور کہلاتے ہیں۔

سوال اُٹھتا ہے۔ کہ برہمچریہ ہے کیا؟ مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا بھوگ (جماع) نہ کرنا ہی برہمچریہ ہے۔ " بھوگ نہ کرنا" کے

معنی صرف ایک دوسرے کو خواہشات نفسانی کے زیرِ اثر ہو کر نہ چھونا ہی نہیں بلکہ اس کام کو خیال میں بھی نہیں لانا چاہیئے۔ اس بات کا خواب بھی نہ آنا چاہیئے۔ عورت کو دیکھ کر مرد بے قابو نہ ہو جائے اور نہ ہی عورت مرد کو دیکھ کر بے قابو ہو۔ قدرت نے جو پوشیدہ طاقتیں ہمیں عطا کی ہیں۔ اُن کو دبا کر اپنے جسم میں ہی اُن کو اکٹھا کرنا اور اُن کا استعمال صرف اپنے جسم کے لئے ہی نہیں، بلکہ دل۔ دماغ اور عقل کی تندرستی بڑھانے میں کرنا چاہیئے۔

لیکن ہمارے ارد گرد کیا نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ چھوٹے بڑے عورت مرد سب کے سب نفس پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں ایسے وقت میں ہم پاگل بن جاتے ہیں۔ ہماری عقل ٹھکانے نہیں رہتی ہماری آنکھوں پر نفسانیت کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ ہم خواہشات نفسانی کے بس ہو کر اندھے ہو جاتے ہیں۔ خواہشات نفسانی سے مغلوب عورت مردوں کو اور لڑکے لڑکیوں کو میں نے بالکل پاگل بن جاتے دیکھا ہے۔ میرا ذاتی تجربہ بھی اس سے مختلف نہیں۔ میں جب کبھی ایسی حالت میں ہوا ہوں۔ اپنی شرم و حیا اور عزت کو بالکل بھول گیا ہوں یہ چیز ہی ایسی ہے۔ اس طرح ہم ایک رتی بھر مواصلت کے لطف کے لئے ایک من طاقت ایک لمحہ میں ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ جب نشہ اُترتا ہے تو ہم کنگال بن جاتے ہیں۔ دوسرے دن سویرے ہمارا جسم بھاری رہتا ہے۔ ہمیں حقیقی شانتی نہیں ملتی۔ ہمارے جسم میں تھکاوٹ محسوس ہونے لگتی ہے۔ ہمارا دل ٹھکانے نہیں رہتا۔ اِن کمیوں کو پورا کرنے کے لئے ہم کڑاہی بھر بھر دودھ پیتے

ہیں۔ کشتہ کھاتے ہیں۔ مقوی ادویات استعمال کرتے ہیں۔ اور حکیموں کے دروازے کھٹکھٹاتے پھرتے ہیں۔ کیا کھانے سے اعضا تناسلی میں حرکت پیدا ہوگی؟ بس اس کی کھوج کرتے ہیں۔ جیسے جیسے وقت گذرتا جاتا ہے۔ ہمارے اعضائے عقل اور دماغ ناکارہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور بڑھاپے میں ہماری عقل تقریباً ماری ہی جاتی ہے۔" سچ پوچھو تو ایسا ہونا ہی نہیں چاہئے۔ بڑھاپے میں دماغ کمزور ہونے کی بجائے زیادہ طاقتور ہونا چاہئے۔ اور عقل زیادہ تیز ہونی چاہئے۔ ہماری حالت ایسی ہونی چاہئے۔ کہ ہمارا جسم اپنے لئے اور دوسروں کے لئے کارآمد ثابت ہو۔ جو برہمچریہ کا پالن کرتا ہے اُس کی حالت ایک جیسی ہی رہتی ہے۔ اُسے موت کا خوف نہیں رہتا۔ اور نہ وہ مرتے وقت پرماتما کو بھولتا ہی ہے۔ وہ جھوٹی ہائے ہائے نہیں کرتا۔ اُسے وقتِ مرگ کسی قسم کا دُکھ نہیں ہوتا۔ وُہ ایشور کو اپنا حساب ہنستے ہنستے دینے جاتا ہے۔ وہ در اصل مرد ہے۔ اُس کو ہی تندرست کہا جائے گا۔ جس کی موت اس سے مختلف طرح کی ہوتی ہے۔ وہ مرد ہے نہ عورت ہے۔"

عام طور پر ہم خیال نہیں کرتے۔ کہ اس دُنیا میں۔ عیش وعشرت حسد۔ غرور۔ ظاہر داری۔ غصہ اور بے صبری وغیرہ زہروں کی جڑ برہمچریہ پالن نہ کرنا ہی ہے۔ اگر اس طرح ہمارا دل ہمارے قابو میں نہ رہے اور ہم ہر روز ایک یا ایک سے زیادہ دفعہ چھوٹے بچے سے بھی زیادہ بیوقوف بن جائیں۔ تو پھر دانستہ یا نادانستہ طور پر ہم کتنے گناہ نہ کرتے ہونگے۔" ایسی حالت میں گناہ کبیرہ سے بھی

پانہ نہ رہ سکیں گے "۔

لیکن اس قسم کے "برہمچاری" کو دیکھا کس نے ہے۔ ایسے سوالات کرنے والے بھی بہت ہیں۔ کہ اگر ہر ایک ایسا برہمچاری بن جائے۔ تو دُنیا کی ہستی ہی نہیں رہے گی۔ اس خیال سے دھرم کا بھی تعلق ہے۔ اس لئے میں دھارمک پہلو کو چھوڑتا ہوا صرف دُنیاوی نقطۂ نگاہ سے ہی اس پر بحث کروں گا۔ میری رائے میں ان دونوں سوالات کی بُنیاد ہماری بزدلی اور ڈرپوک پن ہے۔ ہم برہمچریہ کا پالن کرنا چاہتے ہی نہیں اور اس لئے اُس سے بچنے کے لئے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اس دُنیا میں برہمچریہ کا پالن کرنے والے کتنے ہی بکھرے پڑے ہیں۔ لیکن اگر وُہ گلی گلی ٹھوکریں کھاتے پھریں۔ تو پھر اُن کی قدر ہی کیا رہے۔ ہیرے جواہرات نکالنے کے لئے بھی زمین کے پیٹ میں ہزاروں مزدوروں کو گھسنا پڑتا ہے۔ اور پھر بھی جب کنکر پتھر کے ڈھیر سے پہاڑ بن جاتے ہیں۔ تو کہیں مٹھی بھر ہیرے ہاتھ آتے ہیں۔ پھر برہمچریہ پالن کرنے والے ہیروں کو ڈھونڈنے میں کتنی محنت درکار ہو گی؟ اس کا حساب آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ برہمچریہ کا پالن کرنے سے دُنیا کی ہستی مٹ جائے تو اس سے ہمیں کیا؟ ہم کوئی ایشور تو نہیں ہیں؟ جس نے دُنیا کو بنایا ہے وُہ اُس کو خود سمجھا لیگا۔ دُوسرے لوگ بھی برہمچریہ کا پالن کریں گے یا نہیں۔ یہ بھی ہمارے سوچنے کی بات نہیں۔ جب ہم تجارت اور وکالت وغیرہ پیشے اختیار کرتے ہیں۔ تو اُس وقت تو ہم یہ نہیں سوچتے۔ کہ

اگر دوسرے لوگ بھی یہی پیشے اختیار کریں گے تو پھر کیا ہوگا؟ بر
پالن کرنے والے مرد عورتوں کو اس کا جواب آسانی سے مل جا
دنیاوی لوگ اس خیال کو عملی جامہ کیسے پہنائیں؟ شادی
کیا کریں۔ بال بچوں والے کیا کریں؟ اور جو خواہشات نفـ
پر قابو نہ رکھ سکیں۔ وہ غریب کیا کریں؟

ہم نے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ ہم کہاں تک ترقی کر سکتے ہیں۔ اگ
ہم اپنے سامنے یہی آدرش (مقصد) رکھیں۔ تو اس کی ہو بہو
تصویر یا ویسی ہی نقل اتار سکیں گے۔ لڑکوں کو جب حروف لکھنا
سکھایا جاتا ہے تو ان کے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے رکھ
جاتے ہیں۔ جس سے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق پوری یا ادھوری
نقل اتار سکیں۔ ایسے ہی ہم بھی پورن برہمچریہ کا آدرش (مقصد)
سامنے رکھ کر اس کی نقل کرنے میں لگ سکتے ہیں۔ اگر شادی کر
لی ہے۔ تو اس سے کیا ہوا؟ قانون قدرت تو یہ ہے۔ کہ جب
اولاد کی خواہش ہو۔ اسی وقت برہمچریہ توڑا جائے۔ اس خیال
کے مطابق جو دو تین یا چار پانچ سال کے بعد برہمچریہ توڑتے
وہ بالکل پاگل نہیں بن گئے۔ اور ان کے پاس جوہر حیات (ویر
کا خزانہ بھی کافی جمع رہیگا۔ شاذ و نادر ہی اس قسم کا کوئی مرد ہو گا۔ جو اولاد کے
جماع کرتا ہو۔ لیکن اس قسم کے ہزاروں آدمی ہیں جو جماع صرف اپنی خواہشات نفـ
کو پورا کرنے کیلئے اور لطف اٹھانے کے لئے ہی کرتے ہیں۔ نتیجہ
ہوتا ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ایسی
نفس پرستی کے وقت ہم ایسے اندھے ہو جاتے ہیں۔ کہ سامنے

دیکھتے ہی نہیں۔ اس بات میں عورت سے زیادہ مرد قصوروار ہوتے ہیں۔ اپنی بیوقوفی سے وہ نہ تو عورتوں کی کمزوری اور ناطاقتی کا اور نہ اولاد کی پرورش کا اور اُن کی صحت کا خیال رکھتے ہیں۔ مغرب کے لوگوں نے تو اس اصول کو ہی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ وہ تو عیش پرستی کرتے ہیں اور لطف اُڑاتے ہیں۔ اور پیدائش اولاد کے بوجھ سے بچنے کے لئے سینکڑوں ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ ان ذرائع پر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور مانع حمل کے ذرائع کی تجارت ہی چل نکلی ہے۔ ابھی تو ہم اس پاپ سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم اپنی عورتوں پر بوجھ لادتے وقت ذرا بھی نہیں سوچتے اور نہ ہی اس بات کی پرواہ کرتے ہیں۔ کہ ہماری اولاد بزدل کمزور۔ پاگل اور بیوقوف بنیگی۔ برخلاف اس کے جب اولاد پیدا ہوتی ہے تو پرماتما کے گن گاتے ہیں۔ اپنی گندی حالت کو چھپانے کا یہ ایک طریقہ ہے۔ ہم اسے پرماتما کی ناراضگی کیوں نہ مانیں۔ کہ ہمارے گھروں میں کمزور۔ بزدل عیاش اور ڈرپوک اولاد پیدا ہوتی ہے؟ اگر بارہ سال کی عمر کے لڑکے کے گھر بھی لڑکا پیدا ہو تو اس میں خوشی کی کونسی بات ہے اور اس میں خوشی کے جلسے کیوں منائے جائیں؟ اگر بارہ سال کی لڑکی ماں بن جائے۔ تو اسے ہم پرماتما کی انتہائی ناراضگی کیوں نہ مانیں؟ ہم جانتے ہیں۔ کہ اگر نئی بیل میں پھل لگیں تو کمزور ہوگی ہم اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ جس سے اُس بیل کو پھل نہ لگیں۔ لیکن نابالغ لڑکی کے نابالغ خاوند سے جب اولاد پیدا ہوتی ہے۔ تو ہم خوشی مناتے ہیں۔ جیسے ہمیں سامنے کھڑا ہاتھی

بھی دکھائی نہ دیتا ہو۔ اگر ہندوستان میں یا دُنیا میں لڑکے نامرد اور ہیجڑ
جیسے پیدا ہونے لگیں۔ تو اس سے کیا دُنیا کی بہتری ہو گی؟ ایک طر
سے تو ہمارے حیوانات ہی اچھے ہیں۔ جب اُن سے بچے پیدا کرا
ہوں۔ اُسی وقت نر مادہ کا ملاپ کراتے ہیں۔ جماع کے بعد دورا
میں اور اُسی طرح بچہ کی پیدائش کے بعد جب تک وہ دودھ چھ
کر بڑا نہیں ہوتا۔ اس مدت کو بالکل پاک سمجھنا چاہئے۔ اس دور
میں خاوند اور بیوی دونو کو برہمچریہ کا پالن کرنا چاہئے۔ برعکس
کے بغیر سوچے سمجھے اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔ ہمارے دل کو یہ
نامراد بیماری لگی ہے۔ جو کہ لاعلاج ہے۔ یہ مرض ہم کو موت کے آغ
میں لے جاتا ہے۔ اور جب تک موت نہیں آتی۔ ہم پاگل کی مانند
مارے مارے پھرتے ہیں۔ شادی شدہ عورت مرد کا سب سے
اولین فرض یہ ہے۔ کہ وہ شادی کے جھوٹے معنی نہ لے کر اُس
اصلی اور ٹھیک معنے لگائیں اور جب واقعی اولاد نہ ہو۔ تو خواہش ا
سے برہمچریہ کو توڑیں۔

ہماری حالت ایسی قابل رحم ہے۔ کہ ہمارے لئے ایسا کرنا
مشکل ہے۔ ہمارا کھانا ہماری طرز رہائش ہماری باتیں ہمارے
کے نظارے ہماری خواہشات نفسانی کو جگاتے ہیں اور حرکت پیدا
کرتے ہیں۔ ہمارے اوپر افیون کی طرح نفس پرستی کا خمار چڑھا
ہے۔ ایسی حالت میں ہمارے میں یہ طاقت کہاں کہ ہم سوچ بچ
سے کام لیں۔ اور ان کاموں سے پیچھے ہٹ جائیں۔ لیکن ایس
شک و شبہ اُٹھانے والوں کے لئے یہ مضمون نہیں ہے۔ یہ مضم

تو اُن کے لئے ہے۔ جو غور کر کے کام کرنے کو تیار ہوں۔ جوانی موجودہ حالت پر صبر کر کے بیٹھ گئے ہوں۔ اُنہیں تو اِس کا پڑھنا بھی مشکل معلوم دیگا۔ لیکن جو اپنی قابلِ رحم حالت کا اندازہ لگا نہیں سکے اور اس سے تنگ آ گئے ہیں۔ اُن کی مدد کرنا ہی اِس مضمون کا مقصد ہے؛

اُوپر کے مضمون سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ایسے نامناسب حالات میں کنواروں کو شادی کرنی ہی نہیں چاہیئے۔ اگر بغیر شادی کئے گذارہ نہ ہو سکے۔ تو جوانی کی حالت میں کرنی چاہیئے۔ بچپن کی حالت میں نہیں۔ نوجوانوں کو پچیس سال کی عمر تک شادی نہ کرنے کا عہد کر لینا چاہیئے۔ تندرستی کے علاوہ جو دیگر فوائد اس عہد کے کرنے سے ہم کو ہونگے۔ ہم اُن پر غور نہیں کرتے۔ لیکن اُن فوائد کو سب حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر والدین اس مضمون کو پڑھیں۔ تو اُن سے مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بچپن میں ہی سگائی کر کے اُن کو ایک طرح سے فروخت کر کے پاپ کے بھاگی ہوتے ہیں۔ بچوں کا فائدہ سوچنے کی بجائے وہ اپنی ہی اندھی خودغرضی کو دیکھتے ہیں۔ اُن کو اپنا نام کمانا ہے۔ اپنی ذات برادری میں عزت حاصل کرنی ہے۔ اور لڑکے کی شادی کر کے تماشہ دیکھنا ہے۔ لڑکے کا فائدہ منظور ہے تو والدین کو چاہیئے۔ کہ اُن کے لکھنے پڑھنے پر دھیان دیں۔ اُن کی تندرستی کا خیال رکھیں۔ اور اُنکے جسموں کو مضبوط بنائیں۔ دُنیاداری کے جھنجھٹ میں ڈالنے سے بڑھ کر اُس کی اور بُرائی کیا ہو سکتی ہے۔

کئی ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ جوان عورت یا مرد کو دیر یہ کے

کے اخراج کرنے کا موقع ضرور ملنا چاہیئے۔ دوسرے کئی ایک ڈاکٹر
کہتے ہیں۔ کہ کسی بھی حالت میں ویریہ کے خارج کرانے کی ضرورت
نہیں۔ جب ڈاکٹر اس طرح لڑ رہے ہوں۔ تو ڈاکٹروں کی رائے
کا سہارا لے کر یہ یقین نہ کر لینا چاہیئے۔ کہ نفس پرستی میں ہی ڈوبے
رہنا ٹھیک ہے۔ میرے اپنے تجربات اور دوسروں کے جن تجربات
سے میں واقف ہوں۔ اُن کی بنا پر میں بیدھڑک ہو کر کہہ سکتا ہوں
کہ تندرستی قائم رکھنے کے لئے نفس پرستی ہرگز ضروری نہیں۔ یہی
نہیں۔ بلکہ نفس پرستی سے اور ویریہ کے اخراج سے تندرستی کو نقصان
پہنچتا ہے۔ جسم اور دل دونوں کی کئی سال کی پیدا شدہ مضبوطی ایک دفعہ
کے ویریہ کے اخراج سے اتنی زیادہ ضائع ہو جاتی ہے۔ کہ اُس کمی کو
پورا کرنے کے لئے مدت چاہیئے۔ اور اتنا وقت لگانے پر بھی پہلے جیسی
حالت آ ہی نہیں سکتی۔ ٹوٹے شیشے کو جوڑ کر اُس سے کام بھلے ہی
نکال لیں۔ لیکن ہے تو وہ ٹوٹا ہوا ہی۔ ویریہ کو اکٹھا کرنے کے لئے
صاف ہوا۔ صاف اور تازہ پانی اور پہلے بتلائے ہوئے اصولوں
کے مطابق نیک خیالات کی پوری ضرورت ہے۔ اس طرح اخلاق
کا اور تندرستی کا بڑا نزدیکی تعلق ہے۔ مکمل با اخلاق اور نیک چلن
آدمی ہی پورا تندرست رہ سکتا ہے۔ جو غفلت کو چھوڑ عقل سے کام
لیکر مندرجہ بالا مضمون کو غور سے پڑھیں گے۔ اور اس پر عمل کریں گے
تو اُن کو فوراً فائدہ معلوم دینے لگیگا۔ جنہوں نے تھوڑے دن بھی
برہمچریہ کا پالن کیا ہوگا۔ وہ اپنے جسم اور دل میں پہلے سے زیادہ
مضبوطی محسوس کریں گے۔ اور جس کے ہاتھ یہ پارس پتھر آ گیا

اُس کو وہ اپنی زندگی کے ساتھ سنبھال کر رکھے گا۔ تھوڑی سی غفلت سے بھی وہ محسوس کرے گا۔ کہ کتنا بھاری نقصان ہوا ہے۔ میں نے تو تجربہ کے سینکڑوں فوائد کو جاننے کے بعد غلطیاں کیں۔ اور اُن کے کڑوے نتیجے بھگتے۔ غلطی کرنے سے پہلے کی حالت کا نظارہ اور اس کے بعد کی قابل رحم حالت کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے اکثر آیا کرتا ہے۔ لیکن اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہی مجھے اس پارس پتھر کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے۔ اب میں اس کا لگاتار پالن کرونگا یا نہیں۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ ایشور کی مدد سے پالن کرنے کی اُمید رکھتا ہوں۔ اس سے میرے دل اور جسم کو جو فوائد ہوئے ہیں۔ وہ مجھے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ میں خود بچپن میں بیاہا گیا۔ بچپن میں ہی اندھا بنا اور بچپن میں ہی باپ بن کر بہت سالوں کے بعد جاگا۔ جاگ کر دیکھتا ہوں کہ میں اندھیرے گڑھے میں گرا پڑا ہوں۔ میرے تجربات سے میری غلطیوں سے بھی اگر کسی کو ہوش آجائے گی اور اپنے آپ کو بچا لیگا۔ تو ان اوراق کو لکھ کر میں اپنی محنت کو پھل سمجھونگا بہت سے اصحاب کہتے ہیں اور میں خود بھی مانتا ہوں۔ کہ مجھ میں حوصلہ بہت ہے۔ میرا دل تو کمزور گنا ہی نہیں جاتا۔ کتنے لوگ تو مجھے ضدی کہتے ہیں۔ میرے دل اور جسم میں بیماریاں ہیں۔ لیکن جن لوگوں کے ساتھ میرا تعلق رہتا ہے۔ اُن میں اچھا تندرست شمار کیا جاتا ہوں۔ اگر تقریباً بیس سال شہوت پرستی میں گذار کر بھی میں اپنی ایسی حالت بنا سکا ہوں۔ تو اگر اُن بیس سال میں بھی بچا رہتا۔ تو آج میں کہاں ہوتا؟ میں خود تو سمجھتا ہوں۔ کہ میرے حوصلہ کی کوئی حد ہی

نہیں ہے۔ اور پبلک کی خدمت میں یا اپنی خود غرضی میں ہی ہیں اُن
حوصلہ دکھاتا۔ کہ میری برابری کرنے والے کی پوری کسوٹی ہو جسکا تی
اتنی نصیحت تو میری غلطیوں سے بھری زندگی سے بھی لی جا سکتی
ہے۔ جنہوں نے لگاتار مکمل برہمچریہ کا پالن کیا ہے۔ اور جنہوں
نے اُن کی جسمانی روحانی اور اخلاقی قوت دیکھی۔ وہی اُس کو سمجھ
سکتے ہیں۔ اس کا بیان نہیں ہو سکتا"

اس مضمون کو پڑھنے والے سمجھ گئے ہونگے۔ کہ جہاں
شادی شدگان کے لئے برہمچریہ کی صلاح دی جاتی ہے۔
رنڈوے آدمی کو رنڈوہ رہنے کی صلاح دی جاتی ہے۔ وہاں
پر شادی شدہ یا غیر شادی شدہ عورت یا مرد کو دوسری جگہ نفسانی خواہش
کو پورا کرنے کا موقع مل ہی نہیں سکتا۔ دوسرے کی عورت کی طرف
یا بازاری عورت کی طرف نظر بد سے دیکھنے کے خوفناک نتائج
تندرستی کے مضمون میں غور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو دھرم اور اخلاق
سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ یہاں تو صرف اتنا ہی کہا جاتا
ہے۔ کہ زنا کاری یا رنڈی بازی سے آدمی سوزاک وغیرہ قابل نفرت
امراض خرید لیتے ہیں۔ قدرت تو ایسا رحم کرتی ہے کہ ان لوگوں کے
آگے پاپوں کا پھل فوراً ہی آجاتا ہے۔ پھر بھی وہ آنکھیں بند
ہی رکھتے ہیں۔ اور اپنے امراض کے لئے ڈاکٹروں کے دروازے
کھٹکھٹاتے پھرتے ہیں۔ جہاں پر زنا کاری نہ ہو۔ وہاں بیچارے
ڈاکٹر بیکار ہو جائیں گے۔ یہ بیماریاں لوگوں میں کچھ ایسا گھر کر چکی
ہیں۔ کہ سمجھدار ڈاکٹر کہتے ہیں۔ کہ اگر زنا کاری اسی طرح جا

رہی۔ تو اِن امراض کی سینکڑوں ادویات ایجاد ہونے کے باوجود بھی بنی نوع انسان کا خاتمہ نزدیک ہی ہے۔ ان امراض کے لئے ادویات بھی ایسی زہریلی ہوتی ہیں۔ کہ اگر اُن سے ایک مرض جاتا ہوا دکھائی دیتا ہے تو دُوسرا مرض جسم میں گھر کرنے لگتا ہے۔ اور پشت در پشت یہ امراض چلتے رہتے ہیں۔

اب شادی شدہ مرد عورتوں کے لئے برہمچریہ پالن کے طریقے بتا کر اس طویل مضمون کو ختم کرنا چاہیئے۔ برہمچریہ کے لئے صرف صاف ہوا پانی اور خوراک کا ہی خیال کرنے سے کام نہ چلیگا بلکہ اُنہیں اپنی بیوی سے تنہائی میں ملنا بھی نہیں چاہیئے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تنہائی کی ضرورت ہی صرف اُس وقت ہوتی ہے۔ جبکہ انسان پر جذبہ شہوت غالب ہو۔ ورنہ تنہائی کی ضرورت ہی نہیں۔ رات کو خاوند بیوی کو الگ الگ کمروں میں سونا چاہیئے سارا دن دونو کو اچھے اچھے کاموں میں لگے رہنا چاہیئے۔ جس سے نیک خیالات کو قوت حاصل ہو۔ اچھی اچھی کتب اور بڑے آدمیوں کے جیون چرتر (سوانحعمری) پڑھنے چاہئیں۔ لگاتار یہی خیال باندھے رکھنا چاہیئے۔ کہ شہوت پرستی میں دُکھ ہی دُکھ ہے جب کبھی جذبہ شہوت حرکت میں آئے۔ ٹھنڈے پانی سے نہا لینا چاہیئے۔ جسم میں جو تیز آگ ہے۔ وہ ٹھنڈی ہوکر آدمی اور عورت دونو کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگی۔ اور دوسری کارآمد صورت اختیار کرکے دونو کے لئے حقیقی عیش و آرام بڑھائیگی۔ ایسا کرنا مشکل ہے۔ لیکن مشکلات پر قابو پانے کے لئے ہی تو ہم پیدا ہوئے ہیں

اگر تندرستی حاصل کرنی ہے تو ان مشکلات پر ضرور قابو پانا ہی پڑیگا۔

باب (۱۶)

برہمچریہ

بھارت میں ایک ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے لوگوں کی خواہش پر گاندھی جی نے برہمچریہ پر ایک لمبا ویاکھیان دیا تھا۔ جس کا مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"آپ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ میں برہمچریہ کے متعلق کچھ بیان کروں کئی مضمون ایسے ہیں۔ جن پر میں "نوجیون" میں ضرورت پڑنے پر لکھ دیتا ہوں۔ ان پر ویاکھیان تو شائد ہی کبھی دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ مضمون ہی ایسا ہے۔ کہ بذریعہ تقریر سمجھایا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ تو معمولی برہمچریہ کے متعلق سننا چاہتے ہیں۔ جس برہمچریہ کے مشرح معنے "سارے حواس پر قابو پانا" ہے۔ اس کے متعلق نہیں۔ اس معمولی برہمچریہ کو بھی شاستروں میں بڑا مشکل بتایا ہے۔ یہ بات ننانوے فیصدی درست ہے اس میں صرف ایک فیصدی کی کمی ہے۔ اس کا پالن اس لئے مشکل جان پڑتا ہے۔ کہ ہم دیگر حواس پر قابو نہیں رکھتے۔ خاص کر زبان پر۔ جو اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے برہمچریہ اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ علم حیوانات کے ماہروں کی رائے ہے کہ جس درجہ تک حیوان برہمچریہ کا پالن کر

ہیں۔ اس درجہ تک انسان نہیں کرتا۔ اس کی وجہ دیکھنے پر معلوم ہوگا۔ کہ حیوان اپنی زبان پر پورا قابو رکھتے ہیں۔ کوشش کرکے نہیں۔ بلکہ قدرتی طور پر۔ صرف گھاس پر ہی اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور وہ بھی صرف اس قدر کھاتے ہیں جس سے پیٹ بھر جائے۔ وہ زندہ رہنے کے لئے کھاتے ہیں۔ کھانے کے لئے زندہ نہیں رہتے۔ لیکن ہم تو اس کے بالکل برعکس کرتے ہیں۔ والدہ اپنے بیٹے کو طرح طرح کے لذیذ کھانے کھلاتی ہے۔ اس کا خیال ہے۔ کہ بچہ پر محبت ظاہر کرنے کا یہی ایک سب سے اچھا طریقہ ہے۔ جب ہم ایسا کرتے ہیں۔ تو ہم اُن چیزوں کا ذائقہ بڑھاتے نہیں۔ بلکہ گھٹاتے ہیں۔ ذائقہ تو بھوک کے ساتھ ہے۔ بھوک کے وقت سوکھی روٹی بھی میٹھی اور لذیذ لگتی ہے۔ اور بغیر بھوک کے آدمی کو لڈو بھی پھیکے اور بدمزہ معلوم ہونگے۔ لیکن ہم تو نہ معلوم کیا کیا کھا کر پیٹ کو ٹھسا ٹھس بھر لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں۔ کہ برہمچریہ کا پالن نہیں ہوتا!

جو آنکھیں ہمیں پرماتما نے دیکھنے کے لئے دی ہیں اُنسے ہم گناہ کرتے ہیں۔ اور دیکھنے کے قابل چیزوں کو دیکھتا ہی نہیں سیکھتے۔ اس بات پر بحث کرنے کی بجائے کہ "ماں آپ گائیتری کیوں نہیں پڑھتی اور اپنے بچوں کو کیوں نہیں پڑھاتی"، اگر وہ خود "سوریہ اُپاسنا"، (پرستش آفتاب) کو سمجھ کر اُن سے سوریہ اُپاسنا کرا دے۔ تو کتنا اچھا ہو؟ سوریہ کی اُپاسنا تو سناتنی اور آریہ سماجی دونوں ہی کر سکتے ہیں یہ تو میں نے موٹا مطلب آپ کے سامنے رکھا۔ اس اُپاسنا کے معنی کیا ہیں؟ یہی کہ اپنا سر اونچا رکھ کر سوریہ نارائن (آفتاب) کے درشن کرکے

اپنی آنکھوں کو پاک کیا جاوے۔ گائیتری کے رچنے والے رشی نے
اُنہوں نے کہا ہے۔ کہ طلوع آفتاب میں جو خوبصورتی ہے نظارہ ہے۔ پر
اور ناٹک ہے وہ اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔ ایشور جیسا خوبصورت نرتکار
اور نہیں ہے۔ اور آسمان سے بڑھ کر آراستہ سٹیج بھی کہیں نہیں مل سکتا
لیکن آج کون سی ماں ہے۔ جو بچہ کی آنکھیں دھو کر اُسے آکاش
درشن (آسمان کے دیدار) کراتی ہے۔ بلکہ ماتاؤں کے خیالات میں تو
کئی توہمات بھرے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے گھروں میں جو تعلیم
ملتی ہے۔ اُس کے نتیجہ کے طور پر تو شاید لڑکا اعلےٰ افسر کے عہدہ
پر پہنچے گا۔ لیکن اس بات کا کون خیال کرتا ہے۔ کہ گھروں میں دانستہ
یا نادانستہ طور پر جو تعلیم دی جاتی ہے۔ اس سے کتنی باتیں وہ سیکھ
لیتا ہے۔ ماں باپ ہمارے جسموں کو ڈھانپتے ہیں۔ سجاتے ہیں لیکن
اس سے کہیں خوبصورتی بڑھ سکتی ہے؟ کپڑے جسم کو ڈھکنے کے
لئے ہیں۔ سردی گرمی سے بچانے کے لئے ہیں۔ سجانے کے لئے
نہیں۔ اگر بچوں کا جسم پتھر کی مانند سخت بنانا ہے۔ تو سردی سے
کانپتے ہوئے بچہ کو ہم انگیٹھی کے پاس بٹھانے کی بجائے میدان میں
کھیلنے کودنے بھیج دیں گے۔ یا کھیت میں کام پر چھوڑ دیں گے؟ اس
کا جسم مضبوط بنانے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے۔ جس نے
برہمچریہ کا پالن کیا ہے۔ اُس کا جسم ضرور ہی پتھر کی مانند ہونا چاہیے
ہم تو بچہ کے جسم کا ستیاناش کر ڈالتے ہیں۔ اُس کو گھر میں رکھنے سے
تو اُس میں مصنوعی گرمی آتی ہے حقیقی گرمی نہیں آسکتی۔ اور چھوٹے
لاڈ پیار سے تو ہم اُس کا جسم صرف بگاڑتے ہی ہیں۔

یہ تو ہوئی کپڑے کی بات - پھر گھر ہیں۔ طرح طرح کی باتیں کر کے
ہم اس کے من پر بُرا اثر ڈالتے ہیں۔ اُس کی شادی کا ذکر کیا کرتے
ہیں۔ اس قسم کی چیزیں اور نظارے بھی ہم اُن کے سامنے پیش کرتے
ہیں۔ مجھے تو حیرانگی ہوتی ہے کہ ہم اب تک جنگلی کیوں نہیں بن گئے؟
اگرچہ مریادا (اصول) کو توڑنے کے لئے ہم نے بہت طریقے
نکال رکھے ہیں۔ لیکن پھر بھی مریادا بچی ہی رہتی ہے۔ ایشور نے
انسان کو اس ڈھنگ سے بنایا ہے۔ کہ گراوٹ کے ہزارہا موقع ہونے
کے باوجود بھی وہ بچ جاتا ہے۔ اگر ہم برہمچریہ کے راستہ میں یہ سب
رُکاوٹیں دُور کر دیں۔ تو اس کا پالن کرنا بہت آسان ہو جائے۔

ایسی حالت ہوتے ہوئے بھی ہم دُنیا کے ساتھ جسمانی مقابلہ کرنا
چاہتے ہیں۔ اس کے دو راستے ہیں۔ ایک دیوتاؤں والا۔ دوسرا کھشتو
والا۔ جسمانی طاقت حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کے طریقے
کام میں لانا۔ ہر قسم کی چیزیں کھانا اور گائے کا گوشت کھانا وغیرہ
بچپن میں میرا ایک دوست مجھ سے کہا کرتا تھا۔ کہ دُنیا میں ہمیں گوشت
ضرور کھانا چاہیئے۔ نہیں تو ہم انگریزوں کی طرح طاقتور اور توانا نہ ہو
سکیں گے۔ جاپان کو بھی جب دوسرے ملک کے ساتھ لڑنا پڑا۔
تو وہاں پر بھی گائے کا گوشت کھایا گیا۔ اس طرح سے اگر کھشتی
طریقہ سے جسم کو تیار کرنے کی خواہش ہو تو ان چیزوں کا استعمال
کرنا ہوگا"

لیکن اگر دیوتاؤں والے طریقہ سے جسم تیار کرنا ہے۔ تو صرف برہمچریہ
ہی اُس کا واحد ذریعہ ہے۔ جب کوئی مجھے پورن برہمچاری کہتے ہیں

تو مجھے اپنے آپ پر رحم آتا ہے۔ اس ایڈریس میں مجھے پورن برہمچاری
کہا گیا ہے۔ اس لئے مجھے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جنہوں نے اس ایڈریس کا
مضمون تیار کیا ہے اُن کو علم نہیں کہ پورن برہمچاری کسے کہتے ہیں
جس کے اولاد پیدا ہوئی ہے۔ اُسے پورن برہمچاری کیسے کہہ سکتے ہیں
پورن برہمچاری کو نہ تو کبھی بخار آتا ہے نہ کبھی سر درد ہوتا ہے نہ کبھی
کھانسی ہوتی ہے نہ کبھی ———— ہوتا ہے۔ ڈاکٹر لوگ کہتے
ہیں کہ نارنگی کا بیج آنت میں رہنے سے ———— لیکن
جسم مضبوط اور پاک و صاف ہوا میں بیج ٹھہریں گے کیسے؟ جب
آنتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اُس وقت وہ ایسی چیزوں کو اپنے آپ
باہر نہیں نکال دینگی۔ میری بھی آنتیں کمزور پڑ گئی ہونگی۔ اس
میں ایسی کوئی چیز ہضم نہ کر سکا ہونگا۔ بچے ایسی بہت سی اشیاء کھاتا
ہے۔ ماتا اس کا کہاں تک دھیان رکھ سکتی ہے۔ لیکن اُس کی آنتوں
میں ایسی طاقت قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں
کہ مجھے پورن برہم چریہ کے پالن کی جھوٹی پھدی وے کر کوئی دروغ
بیانی سے کام نہ لے۔ پورن برہمچاری کا تیج مجھ سے سینکڑوں
گنا زیادہ ہونا چاہیئے۔ میں آدرش برہمچاری نہیں ہوں۔ ہاں یہ
سچ ہے۔ کہ میں ویسا بننا چاہتا ہوں۔ میں نے تو آپ لوگوں کے
سامنے اپنے تجربات کی کچھ بوندیں پیش کی ہیں۔ جو برہم چریہ کی
بتاتی ہیں۔ برہمچریہ پالن کے یہ معنے نہیں۔ کہ میں کسی عورت کو نہ
چھوؤں۔ بلکہ برہمچاری بننے کے یہ معنی ہیں۔ کہ عورت کو چھونے سے
بھی مجھ میں ویسے بد خیالات پیدا نہ ہوں۔ جیسا کہ ایک کاغذ کو

چھونے سے نہیں ہوتے۔ میری بہن بیمار ہو اور اُس کی خدمت کرتے ہوئے برہمچریہ کی وجہ سے ہچکچانا پڑے۔ تو وہ برہمچریہ کوڑی کے کام کا بھی نہیں جیسے صاف اور پاک من سے ہم ایک مردہ جسم کو چھو سکتے ہیں۔ اُسی صاف و پاک من سے اگر ہم خوبصورت سے خوبصورت عورت کو بھی چھو سکیں۔ اُس وقت ہم برہمچاری کہلا سکتے ہیں۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ بچہ اسی قسم کا برہمچریہ حاصل کرے۔ تو اُس کی مشق اور عمل کا پروگرام آپ نہیں بنا سکتے۔ برہمچاری ہی بنا سکتا ہے۔ خواہ مجھ جیسا وہ دھوبی ہی برہمچاری ہو۔

برہمچاری قدرتی طور پر سنیاسی ہوتا ہے۔ برہمچریہ آشرم سنیاس سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اُس کو ہم نے گرا دیا ہے۔ ایسا کرنے سے ہمارا گرہست آشرم بھی بگڑا ہے۔ بان پرست بھی بگڑا ہے اور سنیاس کا تو وجود بھی باقی نہیں رہا ہے۔ ہماری بہت ناقابل رشک حالت ہو گئی ہے۔

اُوپر جو راکششی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اُس پر عمل کر کے تو آپ پانسو برس کے بعد پٹھانوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ دیوتاؤں والے طریقہ پر اگر آج ہی عمل کیا جائے۔ تو آج ہی پٹھانوں کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے ضروری روحانی تبدیلی ایک لمحہ میں ہو سکتی ہے۔ لیکن جسمانی تبدیلی کرتے ہوئے تو یُگ گذر جاتے ہیں۔ اِس دیوتاؤں والے طریقہ پر ہم اُسی وقت عمل کر سکیں گے۔ جب ہمارے پاس کچھ پچھلے جنم کی اکٹھی کی ہوئی نیکی ہو گی۔ اور والدین ہمارے لئے مناسب سہولیت بہم پہنچائیں گے۔"

باب ۱۷

پورن برہمچریہ

برہمچریہ کے مضمون پر کچھ لکھنا آسان کام نہیں لیکن میرا اپنا تجربہ اتنا وسیع ہے۔ کہ اُس کی کچھ بوندیں ناظرین کو پیش کرنے کی خواہش بنی ہی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس خطوط آئے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے اس خواہش کو اور بھی زیادہ بڑھا دیا ہے۔

ایک صاحب پوچھتے ہیں۔ کہ برہمچریہ کے کیا معنی ہیں؟ کیا اس کا سولہ آنے پالن کرنا ممکن ہے۔ تو کیا آپ اُس کا ویسا پالن کرتے ہیں؟ برہمچریہ کے حقیقی معنے ہیں۔ "برہم کی تلاش"۔ برہم ہر ایک کے اندر موجود ہے۔ اس لئے اُس کی تلاش دل کی یکسوئی سے اور اُس سے پیدا ہونے والے گیان سے ہوتی ہے۔ یہ گیان حواس پر مکمل ضبط پائے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سب حواس پر تن۔ من اور زبان سے ہر وقت اور ہر جگہ مکمل طور پر قابو پا رکھنا برہمچریہ کہلاتا ہے۔

ایسے برہمچریہ کا پالن کرنے والے صرف وہی عورت مرد ہو سکتے ہیں۔ جن کے خیالات نیک ہوں۔ اور پاک اور صاف ہوں۔ ایسے نیک خیالات والے لوگ ایشور کے نزدیک رہتے ہیں۔ اور وہ ایشور

کا ہی سروپ ہوتے ہیں۔"

اس میں مجھے ذرا بھی شک نہیں ہے۔ کہ ایسے برہمچریہ کا پالن تن من اور زبان سے کرنا ممکن ہے۔ مجھے کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے۔ کہ ایسے برہمچریہ کی مکمل حالت کو میں ابھی تک نہیں پہنچ سکا ہوں۔ وہاں تک پہنچنے کی کوشش میں لگاتار کر رہا ہوں۔ اسی جسم سے اس حالت تک پہنچنے کی امید میں نے چھوڑی نہیں ہے۔ جسم پر تو میں نے اپنا قابو جما لیا ہے۔ بیداری کی حالت میں تو میں خوب ہوشیار اور چوکنا رہ سکتا ہوں۔ میں نے زبان پر ضبط رکھنا بھی ٹھیک ٹھیک سیکھ لیا ہے۔ خیالات پر قابو پانے کے لئے ابھی مجھے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ جس وقت میں ایک بات پر غور کرتا ہوں۔ اس وقت صرف ایک ہی طرف دھیان رہنے کی بجائے دوسرے خیالات بھی آجاتے ہیں۔ اس سے خیالات میں آپس میں جنگ ہو جاتی ہے۔"

پھر بھی بیداری کی حالت میں میں خیالات کو آپس میں ٹکرانے سے روک سکتا ہوں۔ میری ایسی حالت کہی جا سکتی ہے۔ کہ گندے خیالات مجھے نہیں ستا سکتے۔ لیکن نیند کی حالت میں خیالات پر میرا قابو کم رہتا ہے۔ نیند میں کئی قسم کے خیالات آتے ہیں۔ ایسے خواب بھی آتے ہیں جن کاموں نے کبھی خیال بھی نہیں کیا۔ اور کبھی کبھی اس جسم سے کئے ہوئے کاموں کے خیالات بھی جاگ اٹھتے ہیں۔ وہ خیالات جب گندے ہوتے ہیں۔ اس وقت احتلام بھی ہو جاتا ہے۔ یہ حالت ایسے آدمی کی ہی ہوتی ہے۔ جس کے

خیالات گندے ہوں "

میرے خیالات کی خرابیاں بھی دُور ہوتی جا رہی ہیں لیکن وہ
بالکل مٹ نہیں گئیں۔ اگر میں خیالات پر بھی اپنی حکومت قائم کر سکا ہو
تو پچھلے دس سال میں مجھے جو تین سخت امراض ہوئے (پسلی کا
پیچش ———————) وہ کبھی نہ ہوتے۔ میں مانتا ہوں
تندرست روح کا جسم بھی تندرست ہوتا ہے یعنی جیسے جیسے روح
اور پاکیزہ ہوتی جاتی ہے۔ ویسے ہی ویسے جسم بھی تندرست ہوتا جا
ہے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ تندرست جسم کے معنی طاقتور جسم
نہیں۔ طاقتور روح کمزور جسم میں بھی رہ سکتی ہے۔ جیسے جیسے
روحانی طاقت بڑھتی جاتی ہے جسم کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ مگر
تندرست جسم بھی بہت کمزور ہو سکتا ہے۔

کمزور جسم میں زیادہ تر بیماریاں تو رہتی ہی ہیں۔ اگر کوئی بیماری
بھی ہو۔ تو پھر بھی وہ جسم وبائی امراض کے شکار جلدی ہو جاتے ہیں
لیکن جس کا جسم مکمل طور پر تندرست ہو۔ اُس پر وبائی امراض کی چھوت
کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ صاف خون میں ایسے جراثیم کو دُور کرنے
کی خاصیت ہوتی ہے "

ایسی عجیب حالت واقعی آسانی سے تو نہیں مل سکتی۔ نہیں تو اب
تک میں یہاں تک پہنچ گیا ہوتا۔ کیونکہ میرا ضمیر گواہی دیتا ہے۔
ایسی حالت کو حاصل کرنے کے لئے جن طریقوں پر عمل کرنے کی ضرورت
ہے۔ اُن سے میں منہ موڑنے والا نہیں ہوں۔ ایسی کوئی بھی دنیاوی
طاقت نہیں۔ جو مجھ کو ایسا کرنے سے باز رکھ سکے۔ لیکن پچھلے سنسکار

کو ڈھونڈ لینا سب کے لئے آسان نہیں۔ اس لئے اگرچہ دیر ہو رہی ہے۔ لیکن پھر بھی میں پورے حوصلہ کے ساتھ اس معراج پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کیونکہ میں ایسی ایسی پاکیزہ اور نفسانیت سے مبرا حالت کا تصور کر سکتا ہوں۔ اس کی دھندلی جھلک بھی کبھی کبھی دیکھ سکتا ہوں۔ اور جو ترقی میں نے اب تک کی ہے وہ مجھے نا امید کرنے کی بجائے مجھ میں حوصلہ اور امید بھر رہی ہے۔ پھر بھی اگر میری خواہش پوری نہ ہو۔ اور میرا جسم چھوٹ جائے۔ تو بھی میں اپنے آپ کو ناکامیاب ہوا نہ سمجھونگا۔ جتنا یقین مجھے اس جسم کی ہستی پر ہے۔ اتنا ہی پنر جنم پر بھی ہے۔ اس لئے میں جانتا ہوں۔ کہ میری تھوڑی سی کوشش بھی رائیگاں نہیں جا سکتی۔

اپنے ذاتی تجربات کے اس قدر بیان کرنے کا میرا یہی مقصد ہے کہ اس سے جن لوگوں نے مجھے خطوط تحریر کئے ہیں۔ ان کو اور ان جیسے دیگر لوگوں کو دھیرج اور تسلی ہو اور ان کا اپنے اوپر بھروسہ بڑھے۔ سب کی آتما ایک ہی ہے۔ سب کی آتماؤں کی طاقت بھی ایک جیسی ہی ہے۔ کئی ایک لوگوں کی طاقت ظاہر ہو چکی ہے۔ دوسروں کی ظاہر ہونی باقی ہے کوشش کرنے سے ان کو بھی ایسے ہی نتائج حاصل ہونگے۔

یہاں تک تو میں نے برہمچریہ کے وسیع معنے بیان کئے ہیں۔ برہمچریہ کے دنیاوی اور مروج معنے تو صرف جذبۂ شہوت پر دل، زبان اور جسم کے ذریعے قابو پانا ہے۔ یہ معنی واقعی درست ہیں۔ کیونکہ اس کا پالن کرنا نہایت مشکل مانا گیا ہے۔ اس سے جذبۂ شہوت پر قابو پانا اس قدر مشکل ہو گیا ہے۔ کہ تقریباً ناممکن ہی ہو گیا ہے۔ پھر جو جسم بیماری کی وجہ

سے کمزور ہو گیا ہے۔ جذبۂ شہوت اُس میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ حکما
رائے ہے۔ اس لئے بھی ہماری امراض میں مبتلا سوسائٹی کو برہمچ
کا پالن کرنا مشکل جان پڑتا ہے۔

اُوپر میں کمزور اور تندرست جسم کے متعلق لکھ آیا ہوں۔ کوئی
کے یہ معنی نہ نکال لے۔ کہ جسمانی طاقت بڑھانی ہی نہیں چاہئے۔
تے تو نہایت لطیف برہمچریہ کی بات اپنی قدرتی زبان میں لکھی
اس سے شائد غلط فہمی پھیل جائے۔ جو سب حواس پر ق
اور ضبط حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُسے آخر میں جسمانی کمزوری کو خوش
کہنا ہی پڑے گا۔ جب جسم کا موہ اور خودی مٹ جائے تب جب
طاقت کی خواہش ہی نہیں رہتی۔ لیکن جذبۂ شہوت پر فتح پا لینے
برہمچاری کا جسم بڑا مضبوط اور تیج والا ہونا چاہئے۔ یہ برہمچریہ
بڑا عجیب ہے۔ جس کو جذبۂ شہوت خواب میں بھی تکلیف نہیں دیتا
وہ قابل پرستش ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے لئے دوسر
ضبط آسان ہو جاتے ہیں؟"

اس برہمچریہ کے متعلق ایک دوسرے صاحب لکھتے ہیں:
"میری حالت قابل رحم ہے۔ دفتر میں۔ راستہ میں۔ رات
پڑھتے وقت۔ کام کرتے ہوئے اور ایشور کا نام لیتے ہوئے بھی وہی خ
آتے رہتے ہیں۔ دل کے خیالات کس طرح قابو میں کئے جا سکتے ہیں
میرے دل میں ایسا جذبہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ میں ہر ایک عورت
کو اپنی ماتا کی مانند سمجھنے لگوں؟ میری آنکھوں سے پاک محبت
شعاعیں کس طرح نکل سکتی ہیں؟ گندے خیالات کس طرح

دُور ہوں ؟ برہم چریہ کے متعلق جو مضمون آپ نے لکھا ہے ۔ وہ میرے پاس ہے ۔ لیکن یہ میرے لئے مفید ثابت نہیں ہو رہا ہے "

یہ حالت واقعی قابل رحم ہے ۔ بہت سے لوگوں کی یہی حالت ہوتی ہے ۔ لیکن جب تک من اُن خیالات کے ساتھ جنگ کرتا رہتا ہے اُس وقت تک ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ۔ اگر آنکھ خرابی پیدا کرتی ہے تو اُس کو بند کر لینا چاہیئے ۔ اگر کان خرابی کرتے ہوں تو اُن میں رُوئی ٹھوس دینی چاہیئے ۔ نیچی نگاہ کر کے چلنا بڑا فائدہ مند ہے ۔ اس سے اُس کو دُوسری باتوں کے دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملتا ۔ جہاں گندی باتیں یا گندے گیت گائے جا رہے ہوں ۔ وہاں سے اُٹھ کر بھاگ جانا چاہیئے ۔ انسان کو اپنی زبان پر خوب قابو پانا چاہیئے ۔

میرا تجربہ تو ایسا ہے ۔ کہ جس نے زبان کے ذائقہ کو نہیں جیتا ۔ وُہ جذبۂ شہوت کو نہیں جیت سکتا ۔ زبان کے ذائقہ کو جیتنا بہت مشکل ہے ۔ لیکن اس فتح پر دُوسری فتوحات کا انحصار ہے یعنی دُوسری فتوحات اُس وقت ممکن نہیں ۔ جبکہ زبان کے ذائقہ پر فتح حاصل کر لی جائے ۔ ذائقہ کو جیتنے کے لئے ایک اصول تو یہ ہے ۔ کہ مصالحوں کا استعمال بالکل نہ کیا جائے ۔ یا کم از کم استعمال کیا جائے ۔ اور دوسرا اس سے بھی بڑھ کر اصول یہ ہے ۔ کہ اپنے اندر یہ خیالات پختہ کر لئے جائیں کہ ہم ذائقہ کے لئے نہیں کھاتے ۔ بلکہ صرف جسم کی حفاظت کے لئے کھانا کھاتے ہیں ۔ ہم ہوا ذائقہ کے لئے نہیں بلکہ سانس کے لئے لیتے ہیں ۔ پانی ہم صرف پیاس بجھانے کے لئے ہی پیتے ہیں ۔ اسی طرح کھانا بھی صرف بھوک مٹانے کے لئے ہی کھانا چاہیئے ۔

ہمارے والدین بچپن سے ہی ہمیں اس سے اُلٹی عادت ڈالتے
ہماری پرورش کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنا پیار دکھانے کے لئے ہمیں
کی ذائقہ دار چیزیں کھلا کر بگاڑتے تھے۔ ہمیں ایسے کرتہ ہوائی کی
کمی ہی ہوگی۔"

لیکن جذبۂ شہوت کو جیتنے کا سنہری اصول تو رام نام یا کوئی دُو
ایسا منتر ہے۔ دواوش منتر بھی یہی کام دیتا ہے۔ جس کا جیسا اعتقاد
ہو۔ وہ ویسے ہی منتر کا جاپ کرے۔ مجھے بچپن سے رام نام ر
گیا تھا۔ مجھ کو اس کا سہارا برابر ملتا رہتا ہے۔ اسی لئے میں نے ا
اس کو یاد دلایا ہے۔ جس منتر کا ہم جاپ کریں۔ ہمیں اس میں با
محو ہو جانا چاہئے۔ منتر جپتے وقت چاہئے۔ دوسرے خیالات آ
تو بھی جو شخص دھار رکھ کر منتر کا جاپ کرتا رہیگا۔ اُسے آخر کار کا
ضرور نصیب ہوگی۔ مجھے اس میں رتی بھر بھی شک نہیں۔ یہ م
اُس کی زندگی کا سہارا ہوگا۔ اور اُسے تمام مصیبتوں سے بچا
ایسے پوتر (پاک) منتروں کا استعمال کسی کو دھن دولت کے ا
کے لئے نہیں کرنا چاہئے۔ یہ منتر تو ہمارے اخلاق کی حفاظت کرنے
ہی اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ اور یہ تجربہ ہر ایک عامل کو تھوڑے ہی د
میں مل جائے گا۔ ہاں اتنا یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ان منتروں کو طو
کی طرح رٹنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس میں اپنی آتما لگا د
چاہئے۔ پہلے تو مشین کی طرح ایسے منتر پڑھتے رہتے
ہیں اُن کو غور کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ نامناسب خیالات
ہٹانے کا خیال کر کے اور یہ اعتقاد رکھ کر کہ اس منتر میں ایسا کر

طاقت ہے۔ پڑھنا چاہیئے۔"

باب ۱۸

خیالات کا اثر

ایک صاحب لکھتے ہیں۔

"ینگ انڈیا میں اولاد کے متعلق جو مضامین آپ نے لکھے ہیں اُنہیں میں خوب من لگا کر پڑھتا رہتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے۔ کہ آپ نے پی۔ اے ہیڈ فیلڈ کی سائیکولوجی اینڈ مارلز نام کی کتاب پڑھی ہو گی میں آپ کا دھیان اس کتاب کے مندرجہ ذیل اقتباس کی طرف دلانا چاہتا ہوں؛

"وِشے بھوگ غیر قدرتی اور نامناسب اُس حالت میں کہلاتا ہے۔ جبکہ اس قسم کا خیال خلاف اخلاق مانا جاتا ہو۔ اور وشے بھوگ کو مناسب اور جائز لطف اس وقت مانا جاتا ہے۔ جبکہ یہ خیال محبت کا نشان مانا جائے۔ جذبۂ شہوت کا اس طرح ظاہر ہونا خاوند بیوی کے رشتۂ محبت کو واقعی مضبوط کرتا ہے۔ اُسے کمزور نہیں کرتا۔ لیکن ایک طرف تو حسب منشا شہوت پرستی سے اور دوسری طرف شہوت کے خیال کو نامناسب اور ناچیز لطف ماننے کے وہم میں پڑ کر اس سے علیحدہ رہنے سے اکثر بدامنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور محبت میں کمی آ

جاتی ہے۔" یعنی مصنف کی رائے میں شہوت پرستی سے اولاد
ہوتی ہی ہے۔ اس کے علاوہ اُس میں خاوند بیوی کے درمیان
بڑھانے کی دھارمک خوبی بھی موجود ہے۔

"اگر مصنف کی یہ بات سچ ہے۔ تو مجھے حیرانگی ہے۔ کہ آپ
اپنے اس اصول کی تائید کس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ اولاد کی خواہش
کے زیر اثر کیا ہوا جماع ہی ٹھیک اور مناسب ہے۔ دوسرا نہیں۔
تو اپنا خیال یہ ہے۔ کہ مصنف کی مندرجہ بالا بات بالکل سچ ہے
کیونکہ اول تو وہ علم النفس کے مشہور ماہر ہیں۔ دوسرے مجھے
ایسے حالات کا پتہ ہے۔ جبکہ ہمبستری کے ذریعہ محبت ظاہر کرنے
کی قدرتی خواہش کو روکنے کی کوشش کرنے سے ہی خاوند اور
کی زندگی بے لطف اور خراب ہو گئی ہو

"اچھا یہ مثال لیجئے۔ کہ ایک نوجوان مرد۔ ایک نوجوان عورت
محبت کرتا ہے۔ اور اُن کا ایسا کرنا قدرتی اصول کے مطابق ہی
لیکن اُن کے پاس اپنے بچہ کو تعلیم دینے کے لئے کافی روپیہ
رہ مجھے یقین ہے۔ کہ آپ اس سے اختلاف رائے نہ رکھتے ہوں
کہ تعلیم وغیرہ دلانے کے ناقابل ہونے کی صورت میں اولاد پیدا
گناہ ہے) یا یہ سمجھ لیجئے۔ کہ اولاد پیدا کرنا عورت کی صحت
لئے نقصان دہ ہے یا یہ کہ اُس کے ہاں پہلے ہی کافی اولاد ہے
"آپ کے بیان کے مطابق تو ان میاں بیوی کے لئے صرف
دو ہی راستے ہیں۔ پہلا تو یہ کہ وہ شادی کرنے کے باوجود بھی الگ
لیکن اگر ایسا ہوگا۔ تو ہیڈ فیلڈ کی مندرجہ بالا دلیل کے مطابق بد اخلاق

پیدا ہوگی جس سے اُن کی محبت کا رشتہ ختم ہو جاوے گا۔ دوسرا راستہ یہ ہے۔ کہ وہ شادی ہی نہ کریں۔ لیکن اس حالت میں محبت تو جاتی ہی رہے گی۔" اس کی وجہ یہ کہ قدرت تو انسان کی کوششوں کو بیکار بنانے کی سعی کرتی ہی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے الگ ہو جاویں۔ لیکن اس جدائی سے بھی اُن کے دلوں میں جذبۂ شہوت تو اٹھتا ہی رہے گا۔ اور اگر سوسائٹی کا ایسا قانون بنا دیا جائے۔ جس سے سب لوگوں کے لئے اتنے ہی بچوں کی پرورش ممکن ہو جائے۔ جتنے کہ وہ پیدا کر سکیں تو بھی سوسائٹی کو کثرت افزائش کا اور ہر ایک عورت کو حد سے زیادہ اولاد پیدا کرنے کا خوف تو لگا ہی رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے کو بہت روکنے کے باوجود بھی سال میں ایک بچہ تو پیدا کر ہی لیگا۔ آپ کو یا تو برہمچریہ کی حمایت کرنی چاہیئے۔ یا نسل کشی کی۔ کیونکہ وقت وقت پر کئے ہوئے جماع کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے —— جیسا کبھی کبھی پادریوں میں ہوا کرتا ہے —— کہ پرماتما کی مرضی کے نام پر انسان کے ذریعہ پیدا شدہ ایک بچہ ہر سال پیدا کرنے سے عورت مر جائے۔"

"جسے آپ ضبط اور پرہیزگاری کہتے ہیں۔ وہ قدرت کے کام میں اُتنی ہی زیادہ دست اندازی ہے —— اصل میں اُس سے بھی زیادہ —— جتنی کہ مانع حمل کے مصنوعی ذرائع ہیں۔ ممکن ہے آدمی اِن ذرائع کی مدد سے شہوت پرستی میں حد سے تجاوز کر جائے لیکن اُس سے اولاد کی پیدائش تو رُک جائے گی۔ اور آخر کار اِن کا دُکھ اُسی کو بھوگنا پڑے گا کسی اور کو تو نہیں۔ اس کے علاوہ جو لوگ

ان مصنوعی ذرائع کا استعمال نہیں کرتے۔ وہ بھی شہوت پرستی کے گ
سے بچے ہوئے نہیں ہیں۔ اُن کے گناہوں کا نتیجہ صرف انہیں کو
نہیں۔ بلکہ اولاد کو بھی جس کی پیدائش کو وہ روک نہیں سکتے ہیں
بھوگنا پڑتا ہے۔ انگلینڈ میں جو آج کل کانوں کے مالکوں اور مزدوروں
کے درمیان جھگڑا چل رہا ہے۔ اس میں کانوں کے مالکوں کی فت
لازمی ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ کانوں کے مزدوروں کی تعداد بہت زیادہ
ہے۔ اولاد پیدا کرنے کی آزادی سے صرف غریب بچوں کا ہی نقصان
نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک بنی نوع انسان کا نقصان ہے۔

اِس خط میں دِلی جذبات اور اُن کے اثر کی اچھی واقفیت
حاصل ہوتی ہے۔ جب انسان کا دل رسی کو سانپ سمجھ لیتا ہے
تب اُس خیال کی وجہ سے وہ پیلا پڑ جاتا ہے۔ اور یا تو وہاں سے
بھاگ جاتا ہے یا خیالی سانپ کو مارنے کے لئے لاٹھی اُٹھاتا ہے۔
جب کوئی آدمی دوسرے کی بیوی کو اپنی بیوی مان بیٹھتا ہے۔ تو
اُس کے دل میں خواہشات نفسانی پیدا ہونے لگتی ہیں۔ لیکن جس
وقت وہ اُسے پہچان کر اپنی یہ بھول جان لیتا ہے۔ تو اُسی وقت اُس
کے دِل سے وہ گندے خیالات دُور ہو جاتے ہیں۔

جن باتوں کا ذکر خط تحریر کنندہ نے کیا ہے۔ اُن سے بھی یہ
اصول مانا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ممکن ہے۔ جماع کی خواہش کو ناچیز
اور نکمی ماننے کے وہم میں پڑ کر اُس سے بچنے سے اکثر لڑائی جھگڑے
پیدا ہوں۔ اور محبت میں کمی واقع ہو جائے۔ یہ تو ایک قسم کے خیال
کا اثر ہوا۔ لیکن اگر ضبط اور پرہیزگاری رشتۂ محبت کو زیادہ مضبوط

بنانے کیلئے رکھا جائے محبت کو پاک بنانے کے لئے اور ایک اچھے
کام کے لئے ویریہ جمع کرنے کے خیال سے کیا جائے۔ تو وہ بد امنی
کی بجائے امن پیدا کرے گا۔ اور محبت کی گانٹھ کو ڈھیلی نہ کر کے
اُلٹا اُسے مضبوط کرے گا۔ یہ دوسرے قسم کے خیالات کا اثر
ہؤا۔ جس محبت کی بنیاد خواہشات حیوانی پر رکھی جاتی ہے۔ وہ آخر کار
خود غرضی ہی ہے۔ اور تھوڑے سے دباؤ سے بھی وہ ٹھنڈی
پڑ سکتی ہے۔ پھر جب حیوانات اور پرندوں میں شہوت کو بجھانے
کا روحانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو آدمیوں کے جذبۂ شہوت
کے بجھانے کا تعلق روحانیت سے کیوں جوڑا جاتا ہے۔ جو چیز جیسی
ہے۔ اُسے ہم ویسے ہی کیوں نہ دیکھیں؟ یہ تو نسل کو قائم رکھنے کے
لئے ایک عمل ہے۔ جس کی طرف ہم سب زبردستی کھینچے جاتے ہیں
لیکن انسان دوسروں سے ان باتوں میں کچھ مختلف ضرور ہے
کیونکہ وہ ایک ایسا جاندار ہے۔ جس کو پرماتما نے سوچ بچار کے
لئے محدود آزادی دی ہے۔ اور اس کے ذریعے انسان ترقی کے لئے
حیوانات کی نسبت اعلےٰ معراج کو حاصل کرنے کے لئے (جس کے
لئے وہ دُنیا میں آیا ہے) اپنے حواس پر مکمل قابو پانے کی طاقت
رکھتا ہے۔ عادات اور حالات کے بس میں ہو کر ہی ہم یہ ماننے
لگ گئے ہیں کہ اولاد پیدا کرنے کی خواہش کے علاوہ بھی عورت
کے ساتھ مباشرت ضروری ہے۔ اور مباشرت سے محبت میں اضافہ
ہوتا ہے۔ بہت سے لوگوں کا تو یہ تجربہ ہے۔ کہ اولاد کی خواہش کے
بغیر کی ہوئی مباشرت نہ تو محبت کو بڑھاتی ہے اور نہ محبت کو قائم

رکھنے کے لئے یا اُس کو پاک رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اور
ایسی مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن میں ضبط اور پرہیز گاری
سے رشتہٴ محبت پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گیا ہے۔ لیکن اس
میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ ضبط خاوند اور بیوی کو باہمی رضامندی
سے اپنی اپنی روحانی ترقی کے لئے رکھنا چاہیئے۔

انسان تو لگاتار ترقی کرنے والا یا روحانی طاقت کو ظاہر کرنے
والا جاندار ہے۔ پھر جب وہ دوسروں پر اس کی فوقیت رکھتا ہے
تو اُس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی جسمانی ضروریات پر ہر روز
زیادہ سے زیادہ قابو رکھے۔ اس طرح شادی کو تو ایک ایسی
پاک اور دھارمک رسم سمجھنا چاہیئے۔ جو خاوند اور بیوی دونوں پر
حکومت کرے اور اُن کو اس اصول میں باندھ دے۔ کہ صرف آپس
میں ہی مباشرت کریں گے۔ وہ صرف اُس حالت میں جبکہ اولاد
کی خواہش ہو اور دونو اس کام کے لئے تیار ہوں۔ اور رضامند ہوں
پھر تو مندرجہ بالا خط کی دونو باتوں میں خواہشِ اولاد کو چھوڑ کر
مباشرت کرنے کا کوئی سوال اُٹھتا ہی نہیں۔

جس طرح مندرجہ بالا خط تحریر کرنے والے صاحب خواہشِ اولاد
کے علاوہ بھی مباشرت کو جائز اور ضروری قرار دیتے ہیں۔ اگر
اسی طرح ہم بھی کہنا شروع کریں۔ تو دلیل کی کوئی گنجایش ہی نہیں
رہے گی۔ لیکن دُنیا کے ہر حصہ میں چند اعلےٰ ہستیوں کے مکمل
ضبط اور پرہیز گاری کی موجودگی میں مندرجہ بالا اصول کے لئے کوئی
جگہ باقی ہی نہیں رہتی۔ یہ کہنا کہ ایسا ضبط بنی نوعِ انسان کے لئے

مشکل ہے۔ ضبط کی ضرورت اور ممکنات کے خلاف کوئی دلیل ہی نہیں ہو سکتی۔ سو سال پہلے انسانوں کی ایک بڑی تعداد کے لئے جو بات ممکن تھی۔ وہ آج ناممکن ہو گئی ہے۔ اور یہ سو سال کا عرصہ اُس غیر محدود مدت کے سامنے جو ہماری ترقی کے لئے باقی پڑا ہے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ اگر سائنس دانوں کا خیال درست ہے۔ ابھی کل ہی تو ہم کو انسانی جامہ ملا تھا۔ اس کی حد کو کون جانتا ہے۔ اور کس میں حوصلہ ہے۔ کہ اُس کی حد کو مقرر کر سکے۔ بلا تشکک ہم اچھے یا برے عمل کرنے کی لامحدود طاقت اُس میں موجود پاتے ہیں"۔

اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ ایسا ضبط ضروری ہے۔ اور ممکن ہے تو اس کو عملی صورت دینے کے قابل بننے کے لئے ذرائع تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ میں اپنے کسی پچھلے مضمون میں لکھ چکا ہوں۔ کہ اگر ہم ضبط اور پرہیزگاری سے رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی زندگی کا پروگرام تبدیل کرنا پڑے گا۔ لڈو ہاتھ میں بھی ہے اور پیٹ میں بھی چلا جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہم آلات تناسل پر قابو پانا چاہتے ہیں۔ تو دیگر حواس پر بھی قابو پانا ہی ہو گا۔ اگر ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ وغیرہ کی باگ ڈور ڈھیلی چھوڑ دی جائے تو آلات تناسل پر قابو پانا ناممکن ہے۔ جھگڑا۔ چڑچڑا پن ہسٹیریا۔ جنون وغیرہ جس کے لئے لوگ برہمچریہ کو قصور وار ٹھہراتے ہیں۔ دراصل آخرکار ان حواس کے بے قابو ہونے کا ہی نتیجہ ثابت ہوں گے۔ کوئی بھی پاپ کر کے یا قانونِ قدرت کو توڑ

کہ اُس کا نتیجہ بھگتنے بغیر رہ نہیں سکتا ؟"

میں لفظی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اگر برہمچریہ اور ضبط نفس قانون قدرت کے ٹھیک ویسا ہی خلاف ہے۔ جیسے مانع حمل کے مصنوعی ذرائع ہیں۔ تو بیشک ایسا کہا جائے۔ لیکن میرا خیال پھر بھی بنا رہیگا۔ اِن دونوں میں پہلی بات سے لئے قانون قدرت کو نظر انداز کرنا انسان کا فرض ہے۔ اور ضروری فرض ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے شخصی اور مجلسی ترقی ہوتی ہے۔ اس کے خلاف دوسری بات کے لئے قانون قدرت کو توڑنے سے دونوں کی اخلاقی گراوٹ ہوتی ہے۔ مانع حمل کا ایک ہی ٹھیک سچا راستہ ہے۔ وہ ہے برہمچریہ۔ مباشرت کے ساتھ کثرت افزائش کو روکنے کے لئے مصنوعی ذرائع کے استعمال سے تو انسانی نسل ہی خراب ہو جائے گی۔

آخر میں اگر کانوں کے مالک نامناسب راستہ پہ چلتے ہوئے بھی جیتیں گے۔ تو اِس لئے نہیں۔ کہ مزدوروں میں بچوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ مزدوروں نے ایک بھی حواس پر قابو اور ضبط پانے کا سبق نہیں پڑھا۔ اگر اِن لوگوں کے اولاد نہ ہوتی۔ تو ان میں نہ تو ترقی کرنے کے لئے حوصلہ ہی ہوتا اور نہ پھر ان کو تنخواہوں میں اضافہ کرانے کا کوئی بہانہ ہی ملتا۔ کیا شراب پینے جوا کھیلنے یا تمباکو پینے کے بغیر اُن کا کام نہیں چل سکتا؟ کیا یہ کوئی معقول جواب ہوگا۔ کہ سرمایہ دار ان سب عیبوں کو رکھتے ہوئے بھی اُن پر حکومت کرتے ہیں؟ اگر مزدور لوگ سرمایہ داروں سے بہتر ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتے۔ تو اُن کو دُنیا کی ہمدردی

حاصل کرنے کا کیا حق حاصل ہے؟ کیا اس لئے کہ سرمایہ داروں
کی تعداد بڑھے اور سرمایہ داروں کے ہاتھ مضبوط ہوں؟ ہمیں یہ
اُمید دِلا کر جمہوریت کا ڈھول پیٹنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ جب
جمہوریت دُنیا میں قائم ہو جائے گی۔ تو ہمارے اچھے دن
آجائیں گے۔ اس لئے ہمیں مناسب ہے۔ کہ ہم اُن خرابیوں
کو آپ ہی نہ پھیلائیں۔ جن کو ہم سرمایہ داروں کی سرمایہ داری
میں نکلتے ہیں۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ برہمچریہ کا پالن
آسانی کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کی سست رفتاری
سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ جلد بازی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
عوام کے سامنے یا مزدوروں کے خدمتگاروں کے سامنے بڑا
بھاری کام پڑا ہے۔ اُن کو برہمچریہ کا وہ سبق اپنی زندگی کے
پروگرام سے نکال نہ دینا چاہیئے۔ جو کہ دُنیا کے بڑے بڑے اُستادوں
نے اپنے قیمتی تجربات سے ہم کو پڑھایا ہے۔ جن بنیادی اصولوں
کی تعلیم انہوں نے ہمیں دی ہے۔ اُن کے تجربات آج کل کی
تجربہ گاہوں کی نسبت کہیں زیادہ بہتر اور مکمل تجربہ گاہوں میں
کئے گئے تھے۔ اور اُن میں ہر ایک نے ہمیں ضبط اور پرہیزگاری
کی ہی تعلیم دی ہے۔"

باب ۱۹

مذہبی دقت

میں تیس برس کا ایک شادی شدہ آدمی ہوں۔ میری بیوی کی
تقریباً یہی عمر ہے۔ ہمارے ہاں پانچ بچے ہوئے۔ تین
خوش قسمتی سے دونوں مر گئے ہیں۔ میں اپنے باقی بچوں کے متعلق
اپنی ذمہ داری اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ لیکن اُس ذمہ داری کو پورا کرنا
اگر ناممکن نہیں تو میرے لئے مشکل ضرور ہے۔ آپ نے ضبط اور
پرہیزگاری کی رائے دی ہے۔ میں پچھلے تین سال سے اس پر
عمل کر رہا ہوں۔ لیکن اپنی بیوی کی مرضی کے سخت خلاف۔ وہ
اُسی چیز کو مانگتی ہے۔ جسے عام لوگ زندگی کا لطف کہتے ہیں
آپ اِتنے اونچے ہو کر بیشک اس کو پاپ کہہ سکتے ہیں۔ لیکن وہ
تو اِس معاملہ پر آپ والے نقطہ نظر سے نہیں دیکھتی اور نہ اُسے
کثرت افزائش کا ہی ڈر ہے۔ اُس میں ذمہ داری کا وہ احساس
نہیں۔ جو کہ مجھ میں ہے اور جس کی وجہ سے میں اپنے آپ کو خو
سمجھتا ہوں۔ میرے والدین میری نسبت میری بیوی کی زیادہ
طرفداری کرتے ہیں اور ہر روز گھر میں لڑائی جھگڑا رہتا ہے

مباشرت کی خواہش پوری نہ ہونے کی وجہ سے میری بیوی کا مزاج چڑچڑا ہو گیا ہے اور اُس کو جلدی غصہ آجاتا ہے۔ وہ تھوڑی سی بات پہ تلملا اُٹھتی ہے۔ اب میرے سامنے سوال یہ ہے کہ میں اس مشکل کو کیسے حل کروں؟ میری بساط سے زیادہ میرے گھر میں اولاد ہے اُن کی پرورش کے لئے میرے پاس دھن نہیں ہے۔ بیوی کو سمجھانا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ اگر اُس کی خواہش نفسانی کو پورا نہ کیا جائے تو یہ ڈر ہے۔ کہ وہ کہیں چلی نہ جائے۔ یا پاگل ہو جائے یا ممکن ہے کہیں خودکشی ہی نہ کرے۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ اگر اس ملک کا قانون مجھے اجازت دیتا۔ تو میں اُسی طرح بلا خواہش کے پیدا شدہ بچوں کو گولی سے مار دیتا۔ جس طرح آپ لاوارث کتوں کو مرواتے ہیں۔ پچھلے تین ماہ میں مجھے دن رات میں دو وقت کھانا نصیب نہیں ہوا۔ ناشتہ یا کھانے پینے کو بھی کچھ نہیں مل سکا ہے میرے ذمہ ایسے کام دھندے بھی لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے میں لگاتار روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔ میری بیوی تو مجھ سے کچھ ہمدردی رکھتی ہی نہیں۔ کیونکہ وہ مجھے خبطی یا پاگل سا سمجھتی ہے۔ کثرت افزائش کو روکنے کے اصول سے میں واقف ہوں۔ یہ اصول نہایت دل لبھانے والے ڈھنگ سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور میں نے برہمچریہ اور ضبط پر آپ کی کتاب بھی پڑھی ہے۔ لیکن میں تو یہاں شیر اور مگرمچھ دونو کے بیچ میں پڑا ہوں!

میں خط تحریر کنندہ کو بہت دنوں سے جانتا ہوں۔ وہ جوان ہیں۔ انھوں نے اپنا پورا پتہ خط میں تحریر کیا ہے۔ اُن کے خط کا سادہ

مطلب اُوپر دیا گیا ہے۔ اپنا نام لکھتے ہوئے وہ ڈرتے تھے۔ اُن کا
اس خیال سے کہ کہیں میں اِن کا ذکر ینگ انڈیا میں نہ کروں۔ انہوں
نے مجھے دو گمنام خطوط بھی تحریر کئے تھے۔ ایسے گمنام خطوط
میرے پاس اس قدر زیادہ تعداد میں آتے ہیں۔ کہ اُن پر بحث کرنے
سے میں ہچکچاتا ہوں۔ اُسی طرح سے اس خط پر بھی بحث کرنے میں
مجھے کچھ پس و پیش ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں۔ کہ یہ خط سچا ہے
اور ایک ایسے شخص کا لکھا ہُوا ہے۔ جو اپنے مقصد کے لئے کوشش
کوشش کر رہا ہے۔ یہ مضمون ہی بڑا نازک ہے۔ لیکن میں تو امید
کرتا ہوں۔ کہ ایسے مضامین کا مجھے کافی تجربہ ہے۔ ایسا دعوےٰ
کرتے ہوئے اور خاص کر اس لئے کہ کئی ایسے ہی معاملوں میں میرے
طریقہ سے لوگوں کو چھٹکارا ملا ہے۔ میں اس فرض کو پورے
سے دل نہیں چرا سکتا۔

جہاں تک انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کا تعلق ہے۔ یہاں
کی حالت دو چند مشکل ہے۔ مجلسی قابلیت کے لحاظ سے خاوند اور
بیوی میں اتنا زیادہ فرق ہوتا ہے۔ کہ جسے مٹانا ناممکن ہے۔
نوجوان ایسا خیال کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کہ اپنی بیوی کو
نہ ہیچ کرنے میں ہی ہم نے یہ سوال حل کر لیا ہے۔ اگرچہ اُن کو پوری
طرح معلوم ہے۔ کہ اُن کی برادری میں طلاق ممکن نہیں ہے۔ اور
اس لئے اُن کی بیویاں دوبارہ شادی نہیں کر سکتیں۔ اور بھی
لوگ ہیں (اور اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے) جو اپنی بیویوں کو صرف
عیش پرستی کا آلہ کار بناتے ہیں۔ اور اُن کو اپنی روحانی زندگی

حصہ نہیں لینے دیتے۔ بہت ہی تھوڑے ایسے آدمی ہیں ؛ جن کی آتما جاگی ہے لیکن اُن کی تعداد دن بدن بڑھتی جاتی ہے (ان کے سامنے بھی ویسا ہی اخلاقی پیچیدہ مسئلہ آ پڑا ہے۔ جیسا کہ خط تحریر کنندہ کے سامنے ہے۔

میری رائے میں اگر مباشرت کو جائز یا اصول کے مطابق ماننا ہے۔ تو اُس کی اجازت اُسی وقت دی جا سکتی ہے۔ جبکہ طرفین اُس کی خواہش کریں۔ خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے اپنی خواہش نفسانی کو زبردستی پورا کرانے کے حق کو میں نہیں مانتا۔ اور اگر میرا یہ خیال درست ہے۔ تو خاوند پر کوئی ایسا اخلاقی دباؤ نہیں ہے۔ کہ جس سے وہ اپنی بیوی کی خواہش پورا کرنے کے لئے مجبور ہو۔ لیکن اِس طرح انکار کرنے سے خاوند پر اور بڑی بھاری اور اونچی ذمہ واری آ پڑتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو بڑا عالم مانتا ہوا اپنی بیوی کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھیگا بلکہ عاجزی اور حلیمی کے ساتھ یہ مانیگا۔ کہ جو بات اُس کے لئے غیر ضروری ہے۔ وہ اُس کی بیوی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اِس لئے وہ اس کے ساتھ نہایت نرمی کا سلوک کرے گا۔ اور اپنی پاکیزگی میں وہ یقین رکھے گا۔ کہ اُس کی بیوی اپنی خواہشات نفسانی کو نہایت اعلےٰ درجے کی طاقت میں تبدیل کر سکیگی۔ اس لئے اُسے اپنی بیوی کا سچا دوست۔ سچا خاوند اور طبیب بننا پڑے گا۔ بیوی میں اُس کو مکمل یقین رکھنا ہو گا۔ اُس سے کچھ بھی چھپانا نہ ہو گا۔ اور لگاتار صبر و استقلال کے ساتھ اُسے اپنی بیوی کو اس کام کی اخلاقی اہمیت جتانی ہو گی۔ یہ بتلانا ہو گا۔ کہ خاوند اور بیوی میں دراصل

کیسے تعلقات ہونے چاہئیں۔ اور شادی کے اصلی معنی کیا ہیں
یہ کام کرتے ہوئے وہ دیکھے گا۔ کہ پہلے جو بہت سی باتیں واضح
تھیں۔ وہ اب واضح اور صاف ہو گئی ہیں۔ اور اگر اس کا اپنا
اور ضبط سچا ہوگا۔ تو وہ اپنی بیوی کو اپنے اور بھی نزدیک کھینچ لیگا
اس بات کے متعلق تو مجھے کہنا ہی پڑے گا۔ کہ کثرت اولاد
سے بچنے کی خواہش ہی بیوی کی خواہشات کو پورا کرنے سے انکار
کا کافی بہانہ نہیں ہے۔ صرف بچوں کی پرورش کے ڈر سے بیوی
کی درخواست کو نامنظور کرنا تو بزدلی معلوم دیتی ہے۔ کثرت اولاد
کو روکنے کا طرفین کے لئے علیحدہ علیحدہ یا مشترکہ طور
پر اپنی شہوت پرستی کو لگام دینے کے لئے اچھا بہانہ ہے۔ لیکن
خاوند بیوی میں سے کسی ایک کا اکٹھا سونے کا حق چھیننے کی
معقول وجہ نہیں ہے۔

اور آخرکار بچوں سے اتنی گھبراہٹ ہی کس لئے ہو؟ ایماندار
محنتی اور عقلمند آدمیوں کے لئے کئی بچوں کی پرورش ہرگز بھی
نہیں۔ وہ اتنی کمائی کرسکتا ہے۔ جس میں سے ان کی پرورش کی گنجائش
نکل سکتی ہے۔ میں مانتا ہوں۔ کہ مندرجہ بالا خط تحریر کنندہ جیسے آدمی
کے لئے جو ملکی خدمت میں اپنا سارا وقت لگا کے حقیقی کوشش ایمانداری
کے ساتھ کرتا ہے۔ بڑے اور بڑھتے ہوئے پریوار کی پرورش کرنا
ساتھ ہی ملک کی خدمت بھی کرنا جہاں کہ کروڑوں آدمی بھوکے
مشکل ہے۔ میں نے ان مضامین میں اکثر لکھا ہے۔ کہ جب تک
ہندوستان غلام ہے۔ یہاں اولاد پیدا کرنا ہی غلطی ہے

یہ تو غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیوں کے لیئے شادی نہ کرنے کی ایک نہایت اعلےٰ وجہ ہے۔ خاوند اور بیوی کے لیئے ایکدوسرے سے تناسلی تعلقات قطع کرنے کی کافی وجہ نہیں ہے۔ ہاں قطع تعلق کرنا یعنی مباشرت نہ کرنا بھی جائز ہو سکتا ہے۔ بلکہ نہ کرنا ہی دھرم ہو جاتا ہے۔ جبکہ خالص دھرم کے نام پر برہمچریہ پالن کی خواہش ناقابل برداشت ہو جائے۔ جب سچ مچ ایسی خواہش پیدا ہو جائے گی۔ تو اُس کا بڑا اچھا اثر دوسرے پر بھی پڑیگا اگر بالفرض مان بھی لیں۔ کہ وقت پر اُس کا اچھا اثر نہ بھی پڑا۔ تو بھی زندگی کے ساتھی کے پاگل ہو جانے یا مر جانے کے خطرہ میں پڑ کر بھی برہمچریہ پالن کرنا دھرم ہو جاتا ہے۔ برہمچریہ کے لیئے بھی ویسی ہی قربانی کی ضرورت ہے۔ جیسی کہ سچائی یا مُلکی ترقی کے لیئے ہے۔ میں نے اوپر جو کچھ لکھا ہے۔ اُس کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی۔ کہ مانع حمل کے لیئے مصنوعی ذرائع کا استعمال کرنا غیر قدرتی اور بعید از اخلاق ہے میری دلائل کے نیچے زندگی کے جو معنے چھپے ہوئے ہیں۔ اُن میں اِن کے لیئے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

باب ۲۰

پیدائش در پیدائش

("اوپن کورٹ" نام کے ایک انگریزی ماہواری رسالہ میں ولیم ونٹر
کے اس مسئلہ پر لکھے ایک مضمون کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے)

علم حیوانات مسئلہ پیدائش

ایک سیل (cell) والے جانوروں کا خوردبین کے
ذریعے تجربہ کرنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ نہایت چھوٹے جانداروں میں
ترقئی نسل کے لئے جسموں کے ٹکڑے خود بخود ہو جاتے ہیں۔ پرورش
پانے سے ایسے جانداروں کے اجسام بڑھ جاتے ہیں۔ اور جب وہ
ہم قوم کی نسبت بڑا ہو جاتا ہے۔ تو اس کے دو ٹکڑے ہونے لگتے
ہیں۔ اور آہستہ آہستہ جسم کے ہی دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔
سہولتیں یعنی پانی اور خوراک ملتے رہنے پر پتہ لگتا ہے۔ کہ ان کی
زندگی اسی ہیر پھیر میں ختم ہو جاتی ہے لیکن ایسا بھی دیکھا گیا ہے۔
مندرجہ بالا سہولتیں نہ ملنے پر دو سیل (cell) کا ایک میں

مل کر دوبارہ جوان ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس کے ملنے پر اولاد پیدا نہیں ہوتی۔"

ایک سے زیادہ سیل (cells) والے جانداروں میں بھی پرورش اور ترقیٔ نسل کے عمل ایسے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن ایک اور نیا عمل دیکھنے میں آتا ہے۔ جسم کے مختلف سیل (cells) مختلف کام کرتے ہیں۔ کچھ خوراک حاصل کرتے ہیں۔ کچھ اُسے بانٹنے کا کام کرتے ہیں۔ کچھ حرکت پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ کچھ حفاظت کے لئے جیسے چمڑا۔ وہ سیل (cells) جسم ٹوٹنے کے شروع کے عمل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جن کو کچھ نئے کام ملتے ہیں۔ لیکن کچھ ایک کے لئے جنہیں جسم میں کچھ اندرونی جگہ ملتی ہے۔ وہ کام بچا رہتا ہے۔ دوسرے سیل جن میں تبدیلی ہو چکی ہے۔ اِن کی حفاظت اور خدمت کرتے ہیں۔ لیکن یہ ویسے کے ویسے ہی بنے رہتے ہیں۔ ان میں ٹکڑے پہلے جیسے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن ہوتے ہیں ایک سے زیادہ سیل والے جسم کے اندر ہی۔ اور وقت پا کر کچھ تو باہر بھی نکال دئے جاتے ہیں۔ پھر بھی اُنہیں ایک نئی طاقت مل جاتی ہے۔ اپنے باپ دادا کی طرح دو ٹکڑے ہو جانے کی بجائے اُن کے سیل (cells) کی ترقی علیحدہ علیحدہ ٹکڑے ہوئے بغیر ہی ہوتی ہے۔ یہ عمل اُس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک وہ جاندار اپنی قسم کے جانداروں کی نسبت مکمل طور پر ترقی نہیں کر جاتا۔ لیکن اُس کے جسم میں ہم ایک نئی بات دیکھ پاتے ہیں۔ وہ یہ کہ اعلےٰ درجے کے جراثیم (germs) کا کام صرف بیرونی پیدائش کا ہی نہیں رہ جاتا

بلکہ اندرونی سیل (cells) کو پیدائش کے لئے بھی وہ جہاں کہیں ضرورت پڑتی ہے سیل دیا کرتے ہیں۔ اس طرح یہ سیل کسی خاص کام کے لئے مخصوص نہیں ہوتے۔ ایک ساتھ ہی کام کرتے ہیں یعنی اندرونی ترقی یا جسمانی ترقی اور بیرونی ترقی ترقیٔ نسل کا کام۔ یہاں ہم اندرونی ترقی یعنی جسمانی اور بیرونی ترقی یعنی ترقیٔ نسل یا پیدائش اولاد کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ اندرونی ترقی یعنی جسمانی ترقی انسان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس لئے یہ انسان کا فرض اولین ہے۔ بیرونی ترقی یعنی ترقیٔ نسل کا کام تو سیل (cells) کے بڑھنے سے ہی ہوگا۔ اس لئے اس کا درجہ دوسرا ہے۔ اور اس کی اہمیت پہلے کام کی نسبت کم ہے۔ ویسے تو دونوں کا ہی انحصار خوراک اور پرورش پر ہے۔ کیونکہ اگر خوراک پوری نہ ملے۔ تو اندرونی ترقی (جسمانی ترقی) کا کام ٹھیک نہ ہو سکیگا۔ اور نہ سیل (cells) کی تعداد ہی بڑھے گی۔ اور ترقیٔ نسل کی نہ تو ضرورت ہی رہیگی اور نہ یہ ممکن ہی ہوگی۔ اس لئے زندگی کا اصول یہ ہے کہ اس حالت میں پہلے جسمانی ترقی کے لئے سیل (cells) کی پرورش کی جائے۔ اور اس کے بعد ترقیٔ نسل کے لئے۔ اگر پرورش پورے طور پر نہ ہو سکے۔ تو اس پر پہلا حق اندرونی ترقی یعنی جسمانی کا ہے اور اس لئے ترقیٔ نسل کا عمل بند کرنا ہوگا۔ اس طرح ہم ترقیٔ نسل (اولاد کی پیدائش) کی روک نظام کے اصول کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس کی سابقہ حالتوں یعنی برہمچریہ اور پرہیزگاری کو

پہنچ سکتے ہیں۔ اندرونی ترقی کا عمل کبھی رُک نہیں سکتا۔ اور اس کے رُکنے کے معنی ہیں موت۔ اور اس طرح ہم موت کی وجہ کا بھی پتہ لگا لیتے ہیں۔

علم حیوانات میں اندرونی ترقی کا مسئلہ

انسانوں اور حیوانات میں آلات تناسلی کا اختلاف اپنی آخری حد کو پہنچ گیا ہے۔ اور ایک عام اصول بن گیا ہے۔ ان جانداروں پر غور کرنے سے پہلے ہمیں ان کی درمیانی حالت کو دیکھنا پڑے گا۔ یعنی وہ حالت ہے جو کہ ایک سیل کے بعد کی اور دونو قسم کے آلات تناسلی کے ظہور میں آنے سے پہلے کی ہوتی ہے۔ اس حالت میں دونو قسم کے آلات مشترکہ ہوتے ہیں۔ یعنی نر اور مادہ دونو کے اوصاف اکٹھے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب بھی کچھ ایسے جاندار ہیں جن میں یہ حالت دکھائی دیتی ہے۔ اُن میں اندرونی سیل (سلسلہ) کی ترقی تو اُسی طرح ہوتی ہے۔ لیکن کچھ سیل (سلسلہ) جسم سے بالکل نکل جانے کی بجائے ایک عضو سے دُوسرے اعضاء میں چلے جاتے ہیں۔ اور اُن کی پرورش وہیں پر ہوتی رہتی ہے۔ جب تک وہ آزاد زندگی گذارنے کے قابل نہیں بن جاتے"

ترقئے نسل کا اصول یہ جان پڑتا ہے۔ کہ خواہ ایک سیل (سلسلہ) والے جاندار ہوں خواہ ایک سے زیادہ سیل والے یا مشترکہ آلات تناسلی والے لیکن سبھی حالتوں میں نسل کی ترقی اور پھیلاؤ وہاں تک ہونا ممکن ہے۔ جہاں تک کہ اُن کے ماں باپ

اُن کی پیدائش کے وقت تک کر چکے تھے۔ اِس طرح یہ تو ذاتی ترقی ہوئی۔ جب کبھی اُسے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ خود ہی پہلے سے اعلےٰ حالت میں پہنچ جاتا ہے۔ یا پہنچ جاتا ہوگا۔ اور اس کا نتیجہ یہ کہ اُس کی اولاد اپنے ماں باپ کی معمولی ترقی کو حاصل کر سکیگی۔ ایک نسل اور ذات کے لئے توٹ پیدائش کی میعاد الگ الگ ہو لیکن مناسب طور پر تو وہ جوانی کی حالت سے لے کر بڑھاپا شروع تک ہوتی ہے۔ وقت سے پہلے یا بڑھاپے میں اولاد پیدا ہونے اولاد میں والدین کی کمزوری کا بھی اثر ضرور ہوگا۔ مندرجہ بالا باتوں جسمانی اصولوں کے مطابق ہم جماع کا ایک ہی اصول دیکھتے ہیں ترقئے نسل کے خیال سے اور جسم کی اندرونی ترقی کے خیال سے اولاد پیدا کرنے کے لئے سب سے زیادہ مناسب وقت صرف جوانی ہی ہے۔

یہاں ایک بات دھیان کے قابل ہے۔ مشترکہ آلات والے جانداروں کے ساتھ ایک نئی بات دیکھنے میں آتی ہے۔ کہ دونو آلات صرف الگ الگ ہی نہیں رہتے۔ بلکہ آزادی سے اپنے ویریہ کے سیل (cells) بھی بنائے جاتے ہیں۔ نر تو پہلا اندرونی ترقی کا کام ویریہ کے سیل (cells) کو بنا بنا کر رہتا ہے جنہیں باہر نکال کر مادہ حصہ میں داخل کرانے کی وجہ ویریہ کے جراثیم کہتے ہیں۔ اور مادہ حصہ بھی اپنے سیل (cells) بناتا ہی رہتا ہے۔ لیکن نر کے سیل (cells) کو حمل کے لئے رکھ لیتا ہے باہر نہیں نکال دیتا۔ ہر حالت میں شخصی طور پر اندر

ترقی یا جسمانی ترقی کا نمبر اول ہے۔ اور نہایت ضروری کام ہے۔ حمل کے بعد ہر لمحہ جاندار کی اندرونی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ انسانوں میں جوانی کی حالت میں اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن صرف جاتی (نسل) کے لئے اُس سے کسی خاص شخص کو فائدہ پہنچانا ضروری نہیں۔ ادنےٰ درجے کے جانداروں کی طرح یہاں بھی اگر اندرونی ترقی کا عمل رُک جائے۔ یا ٹھیک ٹھیک نہ چلے تو بیماری یا موت آ گئی یہاں بھی ذاتی فائدہ کی اور ساری قوم کے فائدہ کی آپس میں ٹکر ہوتی ہے۔ اگر سیل (cells) ترقی نہ کرتے ہوں تو ترقئے نسل کے لئے سیل (cells) دے کام کرنے سے اندرونی ترقی کے کام میں رکاوٹ ضرور ہی پڑے گی۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ مہذب انسانوں میں ترقئے نسل کی ضرورت سے بہت زیادہ جماع کرنے کا رواج پڑا ہُوا ہے۔ اور وہ بھی اندرونی ترقی کو خطرے میں ڈال کر۔ جس کی وجہ سے امراض موت اور دوسری تکالیف آکر حملہ کرتی ہیں۔

آؤ! انسانی جسم کا ہم ذرا اور غور سے مطالعہ کریں۔ مثال کے طور پر ہم آدمی کے جسم کو لیتے ہیں۔ اگرچہ ضروری ہیر پھیر کے ساتھ عورت کے جسم میں بھی وہی باتیں دکھائی دیتی ہیں۔

ویریہ کے سیل (cells) کا مرکزی سیل (cells) ہی روح کی سب سے پُرانی اور اعلےٰ جگہ ہے۔ شروع سے ہی حمل میں بھری ہوئی رُوح سیل (cells) کے بڑھنے سے جو کہ والدین کے جسموں سے پرورش پاتے ہیں۔ ہر وقت بڑھتی رہتی ہے۔ یہاں بھی زندگی کے لئے یہی اصول قائم ہُوا کہ "ویریہ کے سیل (cells) کی

پرورش کرو"۔ جب وہ زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ تو ضرورت کے م
وہ غیر مقررہ نئی صورت اختیار کر لیتے ہیں یا نیا کام کرتے ہیں۔ پید
کے بعد بھی اس میں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ پہلے ویریہ کے ر
([illegible]) کی جو خوراک سے ملتی تھی
اب مُنہ کے راستہ ملنے لگتی ہے۔ وہ تعداد میں جلدی جلدی بڑ
لگتے ہیں۔ اور جہاں کہیں پرانے اعضاء کو ٹھیک کرنے کی ضرور
ہوئی۔ جو ہمیشہ بنی ہی رہتی ہے۔ وہاں وہ استعمال کئے جاتے
ہیں۔ نسوں اور ناڑیوں کے ذریعے یہ سارے جسم میں پھیلائے
جاتے ہیں۔ بڑے بڑے گروہوں میں تقسیم ہو کر وہ ضروری ضرور
کام سنبھال لیتے ہیں۔ اور جسم کے مختلف اعضاء کی پرورش کر
ہیں۔ وہ ہزاروں دفعہ موت کے مُنہ میں جاتے ہیں۔ جس سے کہ ا
کی اپنی سیل ([illegible]) کی سوسائٹی زندہ رہے۔ مردہ سیل ([illegible])
جسم کی تہ پر آجاتے ہیں اور خاص کر ہڈیوں۔ دانتوں۔ چمڑے اور
بالوں کو مضبوط بنانے کے کام میں آتے ہیں۔ جس سے جسم کی
طاقت بڑھے اور ٹھیک حفاظت ہو۔ جاندار کی اپنی ذاتی ا
زندگی اور جس پر جن باتوں کا دارومدار ہے۔ ان سب کی قیمت
کی موت سے چکائی جاتی ہے۔ اگر وہ پرورش نہ پائیں۔ دوسرے
سیل ([illegible]) کو پیدا نہ کریں۔ الگ الگ نہ ہو جائیں۔ مختلف گر
میں تقسیم نہ ہوں۔ اور آخرکار مر نہ جائیں۔ تو جسم قائم ہی نہیں رہ سک
ویریہ سے دو طرح کی زندگی ملتی ہے (۱) اندرونی ترقی یعنی
جسمانی ترقی ([illegible]) (۲) بیرونی ترقی یعنی ترقیٔ نسل۔ جیسا کہ ہم بیان کر

ہیں جسم کی صحت کا دارومدار اندرونی ترقی پر ہے۔ اس کا دوسرا بیرونی
ترقی یعنی ترقئے نسل کا انحصار ایک بات پر ہے۔ اس لیئے یہ
آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خاص خاص حالتوں میں یہ دونو
بھی ایک دوسرے کے لیئے دشمن ثابت ہو جائیں؛

اندرونی ترقی اور جمادات

اندرونی ترقی کا عمل مشین کی طرح نہیں ہے۔ ابتدا میں
سیل (Cell) کے بٹنے سے اندرونی ترقی کا گویا اچھی طرح
پہلے کام ہوتا تھا۔ ویسا ہی اچھی طرح اب بھی ہوتا ہے یعنی اس
کا دارومدار عقل اور خواہش پر ہوتا ہے لیکن یہ خیال کرنا ممکن ہے
کہ زندگی کا کام بالکل بے جان مشین کی طرح ہوتا ہے۔ ہاں یہ سچ
ہے۔ کہ بنیادی اصول ہماری موجودہ واقفیت سے اتنی دور جا پڑے
ہیں۔ کہ وہ انسان وحیوان کی خواہش کے زیر اثر نہیں جان پڑتے
لیکن ایک لمحہ کے بعد ہمیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ جس طرح ایک طاقتور
اور توانا آدمی کے بیرونی اعمال کو اس کی خواہش قابو میں کرتی ہے۔
اسی طرح جسم کی لگاتار ہونے والی مضبوطی پر بھی خواہش یعنی قوتِ
خیال کا بھی ضرور ہونا چاہیئے ——— ماہران علم الخیال نے
اس کا نام نامکمل ارادہ ([illegible]) رکھا ہے۔
یہ ہمارے روزانہ کے اخلاقی خیالات سے علیحدہ ہوتے ہوئے بھی
ہمارا ہی ایک خاص جزو ہے۔ یہ اپنے کام میں اتنا ہوشیار اور
خبردار ہے۔ کہ ہماری روح تو کبھی کبھی خواب کی حالت میں پڑ جاتی ہے

لیکن وہ ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں سوتا۔ ہمارے
کا جو نقصان لطف اٹھانے کے لئے کئے گئے جماع سے ہوتا ہے
کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اندرونی ترقی کا نتیجہ موت ہے بشہوت پرست
انسان کے لئے زہر قاتل ہے۔ اور حمل نہ ہونے کی وجہ سے عورت
کے لئے بھی ویسی ہی ہے۔

پھر اچیتن ہی وہ زندہ طاقت ہے۔ جو اندرونی ترقی کے
مشکل کاموں کو سرانجام دیتی ہے۔ اس کا پہلا کام حمل میں آئی
روح کے جسم کو دوسرے سیل (cells) سے الگ کرنا ہے۔ اس
کے بعد سے وہ روح کے جسم کو ویریہ کے سیل (cells) کو اپنے
اندر لے کر اور ان کو اپنے سارے جسم کے اعضاء میں بھیجکر موت
کے آنے تک زندہ رکھتی ہے۔

یہاں شاید مجھے کئی عالموں کی رائے کے خلاف جاتا ہوا کہا جائے
لیکن میری سمجھ میں اچیتن کا تعلق صرف کسی ذات سے ہوتا ہے
تمام سوسائٹی یا قوم سے نہیں ہوتا یعنی اس کا پہلا کام ہے۔ اندرونی
ترقی ایک صورت میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اچیتن کا تعلق تمام
سوسائٹی یا قوم کے ساتھ ہے۔ جہاں تک اچیتن ایک شخص کی بابت
کی ترقی کر سکا ہے۔ اسے جیسا بنا سکا ہے اس کو ویسا ہی بنائے
رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ ناممکن کو ممکن نہیں بنا سکتا چیتن (روح)
کی مدد سے بھی وہ جسم رکھنے والے کی زندگی ہمیشہ کے لئے قائم
نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے جماع کی خواہش کے ذریعے وہ اپنے آپ
کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہاں پر چیتن اور اچیتن ملے ہوئے سے معلوم

دیتے ہیں۔ جماع سے عام طور پر جو لطف حاصل ہوتا ہے۔ اُس کو ذاتی سکھ کے علاوہ کسی دوسرے مطلب کی برابری کہا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کسی شخص یا ذات کو پتہ نہیں۔ کہ اُسے کتنی زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔

پیدائش اور موت

اس مضمون میں بڑے بڑے ماہروں کے مضامین کے اقتباسات دُنیا تو ٹھیک نہیں۔ لیکن اس کی اہمیت اور ناواقفیت کی وجہ سے مجھے لاچار ہو کر کچھ ضروری اقتباسات دینے پڑتے ہیں۔ ایک سیل والے جانداروں کے متعلق رے لینکسیٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"ان میں جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے نسل کی ترقی ہوتی ہے۔ اور اس طرح کے جانداروں میں قدرتی موت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔"

والیس مین صاحب لکھتے ہیں:- "قدرتی موت تو صرف ایک سے زیادہ سیل (cells) والے جانداروں میں ہوتی ہے۔ ایک سیل والے جاندار اُن سے بچ جاتے ہیں۔ اُن کی ترقی کبھی نہیں رکتی جس کا مقابلہ ہم موت سے کر سکیں اور نہ ہی نیا جسم بننے کے یہ معنے ہیں۔ کہ پرانا جسم مر گیا۔ ٹکڑے ہونے سے دونوں ہی برابر عمر والے ہیں نہ کوئی پرانا ہے۔ اور نہ کوئی نیا۔ اس طرح سے ایک ایک جاندار کی بیشمار جماعتیں بنتی رہتی ہیں جن میں ہر ایک اتنا ہی پرانا ہے۔ جتنا کہ وہ ساری جاتی (قوم)۔ اور ہر ایک کو غیر محدود عرصہ تک جینے کی طاقت

ہوتی ہے۔ اس کے ٹکڑے ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ کبھی مرتے نہیں۔"

پیٹرک گِڈیس صاحب لکھتے ہیں۔ "اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ نئے جسم پانے کی قیمت موت ہے۔ نئے جسم پانے کی قیمت کبھی نہ کبھی موت کی شکل میں دینی پڑتی ہے۔ کاموں کے مختلف ہونے سے جن میں شکلوں کا اختلاف ہے۔ ایسے سیل (cells) کے گرد جو جسم بنتے ہیں۔ ایسے جسم کا ناش ضرور ہی ہوتا ہے۔" وائیزمین کے ان پُر معنی الفاظ پر پھر دھیان دیں۔ "اس طرح سے جسم تو کسی وجہ سے صرف زندگی کی بنیاد یعنی ویریہ کے سیل (cells) کو ڈھونے والا اُن کا بوجھ اُٹھانے والا معلوم ہے۔"

رے میکسٹر صاحب کا بھی یہی خیال معلوم دیتا ہے: "ایک زیادہ سیل والے جانداروں میں جسم کے اور اعضا سے کچھ سیل (cells) الگ ہو جاتے ہیں۔ .... اعلیٰ درجے کے جانداروں کے جسم جو مرنے والے ہوتے ہیں۔ اس نقطۂ نگاہ سے نہایت غیر ضروری اور بہت تھوڑی دیر زندہ رہنے والے مانے جا سکتے ہیں۔ جن کا کام ہے۔ اپنے سے زیادہ ضروری اور ہمیشہ رہنے والے ویریہ کے جراثیم کو صرف کچھ دنوں کے لئے اُٹھائے اُٹھائے پھرنا۔"

لیکن ہمارے سامنے سب سے زیادہ حیران کن اور ضروری بات ہے۔ اعلیٰ درجے کے جانداروں میں ترقئ نسل اور موت میں گہرا تعلق۔ اس مضمون پر کتنے ہی سائنسدان خوب وضاحت سے لکھ بھی ہیں۔"

ترقئ نسل کا بدل موت ہے

کئی قسم کے جانداروں میں یہ بات بالکل صاف طور پر دکھائی دیتی ہے۔ جن میں کہ اولاد پیدا کرتے ہی ماں یا باپ کو اکثر جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اولاد پیدا کرنے کے بعد زندہ رہنا تو زندگی کی فتح ہے۔ جو ہمیشہ حاصل نہیں ہوتی اور کسی کسی قسم کے جانداروں میں کبھی نہیں ہوتی مشہور شاعر گیٹے نے موت پر جو مضمون لکھا ہے اُس میں اُس نے یہ بات خوب اچھی طرح واضح کی ہے۔ کہ ترقئ نسل اور موت کا بہت گہرا تعلق ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ دونو کو ہی موت کے بلانے والے عمل کہہ سکتے ہیں۔ پیٹرک گڈس صاحب اس مضمون پر لکھتے ہیں

"موت اور لذیت کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ لیکن عام طور پر اس کو دوسرے طریقہ سے بیان کیا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ جیووں کو مرجانا ہے۔ اس لئے انہیں بچے پیدا کرنے ہی ہونگے۔ نہیں تو نسل ختم ہو جاویگی لیکن پچھلی باتوں پر زور دینا تو بعد کی تحقیقات ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بچے اس لئے پیدا نہیں کئے جاتے۔ بلکہ جیوا اس لئے مرتے ہیں۔ کہ وہ بچے پیدا کرتے ہیں۔

گیٹے صاحب نے مختصر طور پر کہا ہے:۔ "کہ موت ضرور آئیگی اس لئے بچے پیدا کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ اولاد پیدا کرنے کا ضروری اور لازمی نتیجہ موت ہے"

کتنی ہی تمثیلات دینے کے بعد گڈس صاحب ان پُر معنی الفاظ کے ساتھ اپنا مضمون ختم کرتے ہیں۔" اعلےٰ درجے کے جانداروں میں

ترقئ نسل کے لئے آتم تیاگ سے موت تو بہت گھٹ گئی ہے
لیکن پھر بھی انسانوں میں شہوت پرستی کے نتیجہ کے طور پر موت آ...
ہے۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ شہوت پرستی سے بھی جسم کچھ دنوں کے...
خالی ہو جاتے ہیں۔ اور جسمانی طاقتوں کے گھٹنے پر سب قسم کے
امراض کا حملہ کرنا زیادہ ممکن ہو سکتا ہے۔

مختصر طور پر اس مضمون کا نچوڑ دے کر اسے اس طرح ختم
کیا جا سکتا ہے کہ انسانوں میں شہوت پرستی سے انسان کی موت
ضرور ہی جلدی آتی ہے۔ اور بچے پیدا کرنے سے اور اُن کی پرورش
کرنے سے عورتوں کی موت بھی جلدی آتی ہے۔

عیاشی جو اثر جسم پر ڈالتی ہے۔ اُس پر پورا باب لکھا
سکتا ہے۔ مکمل برہمچریہ پالن کرنے والے کے لئے قوت۔ پوری
زندہ دلی اور زندگی۔ اور امراض سے محفوظ رہنا تو قدرتی بات ہے
اس کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ کمزور انسانوں کے بہت سے امراض
مصنوعی طریقہ سے انجکشن کے ذریعے ویریہ کو خون میں داخل
کرنے سے دُور ہو جاتے ہیں۔

مضمون کے اس حصہ میں بیان کردہ باتوں کو ماننے میں کئی ناظرین
کو شاید ہچکچاہٹ ہو سکتی ہے۔ اس پر کئی آدمی دکھلانے لگیں گے
کہ "یہ بڑے بوڑھے لوگ جن کے کئی ایک لڑکے ہوئے۔ اب بھی تندرست
اور طاقتور ہیں۔ اور پھر یہ دیکھئے کہ غیر شادی شدہ سے شادی شدہ
زیادہ عمر تک جیتے ہیں۔ لیکن اس کے سامنے ان دلائل کی کوئی...
نہیں ہے۔ کیونکہ سائنس کی نظر میں موت صرف زندگی کے اختتام...

کا ہی نام نہیں۔ بلکہ موت ہی ایک عمل ہے۔ جو پیدائش سے لے کر زندگی کے ساتھ ساتھ لگاتار ہر لمحہ چلتا رہتا ہے۔ جسم کی پرورش کرنے والی طاقت اور جسم کو مٹانے والی طاقت دونو ہی زندگی موت کی اکٹھی رہنے والی دوست ہیں۔ بچپن اور جوانی میں پہلی طاقت یعنی جسم کو پرورش کرنے والی طاقت بڑھتی رہتی ہے۔ درمیانی عمر میں دونو کام ساتھ ساتھ برابری سے چلتے رہتے ہیں۔ اور زندگی کے پچھلے حصہ یعنی بڑھاپے میں دن بدن موت کا عمل ہی بڑھتا جاتا ہے۔ اور آخر کار سانس کو ختم کر کے موت جیت جاتی ہے۔ اب جو کام بھی موت کی اس فتح کے وقت کو تھوڑا تھوڑا کر کے نزدیک لائے۔ ایک لمحہ۔ ایک دن ایک سال یا کئی سال موت کے عمل کا ہی ایک حصہ گنے جائیں گے اور شہوت پرستی ایسا ہی عمل ہے۔ خاص کر جبکہ وہ بہت زیادہ کیا جائے"

میں صرف اسی بات پر زور دینا چاہتا ہوں۔ کہ موت کوئی خاص واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہمیشہ جاری رہنے والے عمل کی تبدیل شدہ صورت اور اس کا آخری نتیجہ ہے۔ جن کو اس میں اب بھی شک ہو وہ مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کریں"

The Problem of age, growth and Death by Charles S. Minot (1908, John Murray) and Regeneration, The gate of heaven by Dr. Kenneth

Sylvan Guthrie (Boston The Barton Press)

ترقیٔ نسل اور اندرونی ترقی کی مخالف طاقتیں دماغ اور جسم کو قائم رکھتی ہیں۔ اس کا پتہ جسم کے اعلےٰ اعضاء جیسے خاص کر دماغ کے کاموں پر غور کرنے سے چلتا ہے۔ دونو قسم کی اعصابی طاقتیں (یعنی عقل کی اور حکم ماننے کی) دوسرے سبھی اعضاء کی طرح زندگی کی بنیادی جگہ سے لئے گئے کسی درخت کی بنیادی سیل (cells) سے بنے ہیں۔ سارے جسم میں اُن کی بے روک ٹوک لہر بہتی ہے۔ اور زیادہ تر دماغ میں تو بہت ہی زیادہ مقدار میں بہتی ہے۔ اس لئے ترقیٔ نسل کے لئے یا لطف کے لئے ہی اُن سیل (cells) کی اس ترقی کو روکنے سے اُن اعضاء کی زندگی کا خزانہ ختم ہونے لگتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ اُن کا نقصان ہی ہوتا ہے۔ ان جسمانی حقیقتوں کی بنا پر ہی ذاتی طور پر مباشرت کے قواعد بنتے ہیں۔ اور اگر مکمل برہمچریہ نہیں تو کم سے کم ضبط کی صلاح دی جاتی ہے۔

اس کے متعلق ایک مثال لیں۔ ہندو دھرم اور اس کی مذہبی زندگی سے جو لوگ کچھ بھی واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ہندو لوگ پہلے تپسیا کیا کرتے تھے۔ اور اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں۔ اس کے دو مقصد ہوتے ہیں۔ ایک تو جسم کو نبھانا اور قوتوں کو بڑھانا۔ دوسرے کچھ غیر معمولی روحانی سدھیاں حاصل کرنا ہے۔ پہلے کا نام ہٹھ یوگ

ہے۔ اس کی مشق صرف جسمانی ترقی کے لئے کی جاتی ہے۔ دوسرے کو راج یوگ کہتے ہیں۔ اس کی مشق روحانی اور یوگ سے تعلق رکھنے والی ترقیوں کے لئے کی جاتی ہے۔ تو بھی دونو یوگیوں میں ایک بات برابر ہے اور اُس کا تعلق ہے جسم کے ساتھ۔ یہ بات پتنجلی کے یوگ شاستر میں دی ہوئی ہے۔

پانچ کلیشوں میں "راگ" تیسرا کلیش ہے (۲-۳) "راگ" کہتے ہیں۔ سکھ بھوگنے کے بعد جو خواہش سکھ بھوگنے والے میں چھا جاتی ہے۔ اور پھر سے وہ سکھ نہ ملنے پر جو دکھ ہوتا ہے۔ اس خواہش کو "راگ" کہتے ہیں۔

اور سکھ میں دکھ ملا ہوا ہے۔ اس لئے گیانی آدمی کو اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔"

परिणामताप संस्कारदुःखैर्गुणवृत्ति-
विरोधाच्च दुःखमेव सर्वं विवेकिनः
॥१५॥ २ पाद

یہاں تک تو یوگ درشن میں جذبہ شہوت پر روحانی نقطۂ نظر سے غور کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جسمانی نقطۂ نظر سے آگے کے سوتروں میں غور کیا گیا ہے۔

یوگ ابھیاس کی پہلی سیڑھی یموں کی مشق ہے۔ اور یم پانچ ہیں۔"

अहिंसा सत्यास्तेय ब्रह्मचर्यापरि-
ग्रहा यमाः ॥३०॥ २ पाद।

یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ اپنے کو یوگی بتلانے والے بڑے
چوٹی کے یم کو یا تو جانتے ہی نہیں یا اُسے بتلاتے ہی نہیں۔ چوتھا یم برہمچریہ
ہے۔

پاتنجلی مُنی کی رائے میں بھی برہمچریہ پالن سے بڑے فوائد
ہوتے ہیں۔"

ब्रह्मचर्य प्रतिष्ठायां वीर्य लाभः
॥ ३८ ॥ 2 पाद

یعنی جو برہمچریہ میں خوبی ہے اُس سے ویریہ یعنی طاقت وا
ہوتی ہے۔ اُس سے مختلف قسم کی سدھیاں حاصل ہوتی ہیں۔
شری یت منی لال دویدی کہتے ہیں " یہ تو جسمانی سائنس کا
معمولی اصول ہے۔ کہ عقل کے ساتھ ویریہ کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اور
ہم کہیں گے۔ کہ روحانیت کے ساتھ بھی ہے۔ اس بیش بہا چیز کو
اکٹھا کرنے سے انسان کو طاقت ملتی ہے۔ وہ اصلی روحانی طاقت
ملتی ہے۔ جس کی انسان خواہش کرتا ہے۔ پہلے اس اصول کا پالن
کئے بغیر بلاشک کوئی یوگی کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

یہ بھی کہہ دینا چاہیئے۔ کہ برہمچریہ پالن کے طریقے اور مقام
النکار کے طور پر شاستروں میں چھپے ہوئے دئے ہوئے ہیں۔ ب
کہ کہا جاتا ہے۔ کہ منا کی طرح طاقت سب سے نچلے چکر (فوطوں) سے
چڑھ کر سب سے اُونچے چکر (دماغ) میں جاتی ہے۔

شخصی اصول مباشرت

عام لوگوں۔ سماجوں اور قوموں کے تجربوں کی بنا پر ہی نیتی شاستر لکھے جاتے ہیں۔ تواریخی نقطۂ نظر سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی بڑے عالم اور عقلمند آدمی نے نیتی کے اصول بنائے ہیں۔ موسےٰ۔ بدھ۔ کنفیوشیس۔ سقراط۔ ارسطو۔ عیسےٰ اور اُن کے چند ایک دوسری برگزیدہ ہستیوں اور فلاسفروں نے اپنے اپنے ملک اور اپنے اپنے وقت میں انسان کے اخلاق کی کوئی نہ کوئی کسوٹی ضرور رکھی تھی۔

اس سے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ کہ سب کے لئے قابل قبول نیتی شاستر کی بنیاد دشتا یعنی علم روح حیوانی سائنس اور سماج شاستر کے اوپر ہے۔ یہ سب شاستر مل کر اصلی یا خیالی مصالحہ دے دیتے ہیں جس کے اوپر سے کئی اصول اپنے آپ ثابت شدہ نکل پڑتے ہیں۔ انہیں اصولوں کے مجموعہ کا نام نیتی شاستر ہے۔

اسی لئے کسی ملک یا تہذیب کے تناسل سے تعلق رکھنے والے اصول اُس بات کے سہارے پر بنیں گے۔ جس کا اُس وقت کے لوگوں پر اُن کے اپنے تجربوں میں زیادہ سے زیادہ اثر پڑا ہوگا اگرچہ سماجک تناسلی اصولوں کے مطابق یہ شخصی اصول بھی وقت وقت پر بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان دونوں میں ہی کچھ ایسی مستقل باتیں ہیں جو کہ تھوڑی یا بہت ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔

اس زمانہ کے لئے تناسلی اصول قائم کرتے وقت ہمیں ا
تک کی معلوم سبھی باتوں اور حالات کا دھیان رکھنا اور خاص کر
پر دھیان دینا ہوگا جن کی تائید عالم لوگ کرتے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں
میرے مضمون کے پہلے پانچ حصوں میں دکھائی گئی اصلیتوں
دھیان دیتے ہی کسی بھی عقلمند اور ایمان دار آدمی کے دل میں
دلائل سے ثابت شدہ اور لازمی نتیجے ضرور نکلیں گے۔ تو جسمانی
اور روحانی تندرستی کو دھیان میں رکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ ان ا
کا ایک ہی نتیجہ ہے۔ اور وہ ہے برہمچریہ کا پالن لیکن اس کے
ہمیں ایک دوسرا قدرتی اصول بھی جلدی ہی مل جاتا ہے۔ پہلا
ہے۔ قدرتی جذبۂ شہوت کا اور دوسرا ایک نیا اصول ہے۔ گیا
سائنس۔ اعتقاد اور آدرش کے ذریعے نکالا ہوا۔ وہ یہ ہے
پہلے اصول یعنی جذبۂ شہوت کو عملی صورت دینے سے بڑھاپا ا
موت بہت جلدی آتی ہے۔ لیکن دوسرے اصول پر چلنے
راستہ میں اتنی بڑی بڑی مشکلات پڑی ہوئی ہیں۔ کہ شاید ہی
اس کی طرف دھیان دیتا ہو۔ لوگ اس بات پر یقین کرنے کو
ہی نہیں ہوتے۔ وہ فوراً ہی کہنے لگتے ہیں —— لیکن؟۔
یہاں یہ بات قابل غور ہے۔ کہ یوگیوں اور سادھوؤں کے لئے
مشکل اصول بنائے گئے تھے۔ اُن کی بنیاد اندھ وشواس اور
گپوڑے ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اس مضمون میں بتائی گئی علم الاجسام کی
کی مکمل واقفیت ہے۔

میرے خیال میں کانسٹانٹ سے زیادہ زوردار

ساتھ با صاف بیانی سے کسی اور زمانہ حال کے مصنف نے تناسلی
تعلقات کے اصول کو بیان نہیں کیا میں اُن کے کچھ خیالات نیچے
دیتا ہوں"

۱۰۲ - اپنی نسل کو قائم رکھنے کی قدرتی خواہش —— یعنی
جذبہ شہوت انسان میں قدرتی طور پر ہی موجود رہتا ہے - اپنی
حیوانیت کی حالت میں وہ اس خواہش کو پورا کر کے اپنا فرض پورا
کرتا ہے - اور اس سے بھلائی ہوتی ہے -

۱۰۳ - لیکن جب سمجھ آجاتی ہے - تو وہ محسوس کرنے لگتا ہے - کہ
اس خواہش کو پورا کرنے سے صرف اُس کی اپنی بھلائی ہو گی - مگر
وہ اپنی قوم کو قائم رکھنے کے خیال سے نہیں - بلکہ صرف اپنی بھلائی
کرنے کے خیال سے اس خواہش کو پورا کرنے لگتا ہے - یہی نفسانیت
سے تعلق رکھنے والا پاپ ہے -

(نوٹ) ناظرین کو یہ یاد رکھنا چاہئے - کہ ٹالسٹائی کی پاپ
کی تعریف عام تعریف سے الگ ہے - وہ پاپ اُس کو کہتا تھا
جو محبت ظاہر کرنے میں یعنی سب کے لئے بھلائی چاہنے کی خواہش
کے راستہ میں روکاوٹ ڈالے"

۱۰۴ - پہلی حالت میں جبکہ کوئی برہمچریہ کا پالن کرنا اور اپنی
ساری طاقتوں کو پرماتما کی خدمت میں لگانا چاہتا ہو - اُس وقت
اُس کے لئے اولاد پیدا کرنے کے خیال سے بھی مباشرت کرنا گناہ
ہے - جس نے اپنے لئے برہمچریہ کا راستہ چن لیا ہے - اُس کے
لئے شادی بھی قدرتی طور پر پاپ ہے -

۱۱۳ - جس نے برہمچریہ کا راستہ اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ اُس کے لئے شادی کرنے میں یہ پاپ ہے۔ کہ اگر وہ شادی نہ کرتا۔ تو ممکن ہے کہ وہ سب سے بڑے کام کو اختیار کرتا۔ ایشور ہی کی خدمت میں اپنی ساری طاقتیں لگا دیتا۔ اس لئے پریم کے پرچار اور سب سے اعلےٰ کام کے کرنے میں طاقتیں لگا دیتا۔ لیکن شادی کرنے سے وہ نیچے اُتر آتا ہے۔ اور اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا۔

۱۱۴ - جس نے ترقئے نسل یعنی اولاد پیدا کرنے کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اُس کے لئے یہ پاپ ہے۔ کہ اولاد پیدا نہ کرے یا کم سے کم بار کی خانگی تعلقات پیدا نہ کرے وہ گرہست جیون کے سب سے بڑے سکھ سے اپنے آپ کو محروم رکھتا ہے۔

۱۱۵ - اس کے علاوہ اور سبھی سکھوں کی طرح جو لوگ شہوت پرستی کے لطف کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جتنا زیادہ جذبہ شہوت کو بڑھاتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ لطف کو کم کرتے ہیں۔ ناظرین دیکھیں گے۔ کہ ٹالسٹائی کا اصول درست ہے کیونکہ کسی طرف سے پرماتما کی طرف سے یا کسی بڑے عالم کی طرف سے پکا اصول نہیں بنا دیا گیا ہے۔ بلکہ سبھی کو اپنا اپنا راستہ منتخب کرنا پڑتا ہے۔ صرف اتنا ہی ضروری ہے۔ کہ جس نے اپنے لئے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ اُسے اُسی پر چلنا چاہئیے ''

اس دھارمک اصول کے مطابق ایک کے بعد ایک اترتے ہوئے ادنیٰ درجہ کے کام ہونگے۔ جو مکمل برہمچریہ میں اعتقاد رکھتا ہے وہ کسی اعلےٰ جسمانی یا روحانی مقصد کے لئے جان بوجھ کر تمام عمر

برت اور پانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لئے کسی قسم کی مباشرت بھی پاپ ہے۔ جس نے شادی کر لی ہے۔ اس کے لئے غیر مرد یا غیر عورت کی محبت پاپ ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر اگر غیر شادی شدگان کے لئے جن کا جذبہ شہوت کے متعلق کوئی اصول نہیں لونڈہ بازی جیسا قابل نفرت بیشہ گناہ ہے۔ تو قدرت کے اصول کے مطابق چلنے والے کے لئے خلاف قدرت کام کرنا بہت ہی برا ہے۔ اس سے بھی آگے چل کر اگر کسی قسم کے برہمچریہ پالن کرنے والے کے لئے اس میں حد سے زیادہ بڑھنا برا سمجھا جائے گا۔ تو نوجوانوں اور بچوں کے لئے برہمچریہ کا پالن نہ کرنے کا خیال تو چھوڑنا ہی پڑے گا۔"

میں اس کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی ایسا آدمی بھی ہوگا جو اس معمولی جماع کے اصول کو سمجھ نہ سکے۔ اور ایسے تھوڑے ہی آدمی ملیں گے۔ جو اس پر دھیان سے غور کرنے کے بعد اس کی مخالفت کریں گے۔ لیکن پھر بھی ایسے اصول کی مخالفت کچھ لوگ دلیل بازی سے اور فضول لفظی بحث میں پڑ کر کرتے رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ مان بیٹھتے ہیں۔ کہ چونکہ برہمچریہ کا پالن کرنا مشکل امر ہے۔ اور شاذ و نادر ہی کوئی مکمل برہمچاری کبھی دیکھنے میں آتا ہے۔ اس لئے برہمچریہ کی حمایت کرنی ہی فضول ہے

ایسی دلیل پیش کرنے والوں کو دلیل کے مطابق تو اپنے خاوند یا اپنی بیوی پر صابر رہنا چاہیئے۔ مگر یہ بھی کچھ لوگوں کے لئے مشکل کام ہوتا ہے یا گرہست میں رہتے ہوئے خواہشات نفسانی کو پورا کرنے میں حد

سے نہ بڑھ جانا یا صرف قدرت کے اصول کے مطابق ہی کام کرنے کی بھی مخالفت کرنی چاہئے۔ وہ اگر ایک آدرش کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو وہ سبھی آدرشوں کی مخالفت کریں گے۔ اور ہم کو بڑے سے بڑے پاپوں اور شہوت پرستی کے غار میں دھکیل کر دم لیں گے۔ بھلا وہ ایسا کیوں نہ کریں گے؟ سچ پوچھو تو صرف ایک سچا اور دھارمک اصول یہ ہے۔ کہ ہم اپنے آدرش کے قطبی تارے کو دیکھتے ہوئے چلیں۔ جو کہ ہمیں سبھی مقبول بھلیاں سے نکال کر مخالف طاقتوں کا مقابلہ کر کے سیدھے راستہ پر لے جائے گا۔ اس طرح سمجھ بوجھ کر اپنی مرضی سے اس اصول کے مطابق چلنے والے سے یہ اُمید رکھی جا سکتی ہے۔ کہ جوانی کے غیر قدرتی کاموں سے اُوپر اُٹھ کر وہ قدرتی اصولوں کے مطابق چاہے وہ بے اصولے ہوں۔ چلنے لگیں گے۔ اس حالت میں سے نکل کر بھی وہ گرہست آشرم کے قواعد میں بندھ سکتا ہے۔ اور اپنے اور اپنی بیوی کے فائدہ کے لئے جہاں تک وہ کر سکے۔ ضبط اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ ان اصولوں کی پابندی ممکن ہے۔ اُسے مکمل برہمچاری بنا سکے۔ اور نہیں تو "زیادتی" کے گڑھے میں گرنے سے تو ضرور ہی بچا لیگی۔

مجلسی اصول معاشرت

جس طرح کہ اشخاص کے گروہ کا نام سوسائٹی ہے۔ ٹھیک اُسی طرح شخصی معاشرت کے اصولوں سے ہی مجلسی معاشرت کے اصول پیدا ہوتے ہیں۔ دیگر الفاظ میں ہم اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ شخصی معاشرت کے اصولوں میں سوسائٹی کچھ ترقی کرتی ہے۔ نتیجہ حد مقرر کرتی ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال "شادی" ہے۔ عالموں نے اور سائنسدانوں نے شادی کی تواریخ بہت کچھ بیان کی ہے۔ اور اس کے متعلق بہت زیادہ مصالحہ اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس لئے طریقہ شادی میں جو تبدیلیاں ضروری سمجھی جا رہی ہیں۔ اُن کا بیان مندرجہ بالا عالموں کی تحریروں کے صرف لُب لباب کے ذریعے دیا جائے گا۔"

انسانوں میں اندرونی ترقی کے متعلق والدہ کی اہمیت والد سے زیادہ ہے۔ والدہ کو ہی سے کہ خاندان کی ترقی ہوتی ہے۔ اسی لئے ایک وقت تھا جبکہ ماتاؤں کی ہی اس دائرہ میں حکومت چلتی تھی۔ اور اس لئے ہی ایک سے زیادہ خاوند ایک عورت کے لئے ہونے کا رواج بھی جاری ہو گیا تھا۔ ایشیا کی غیر مہذب قوموں میں اب بھی اس رواج کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ کئی خاوندوں میں جو سب سے زیادہ طاقت اور حفاظت کرنے کے قابل ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ اُس کی دوسروں سے زیادہ عزت ہونے لگی۔ اور وقت آنے پر وہ جس

پرماتم رہتا۔ اُس کی بنا پر ہی "خاوند" لفظ نے حقیقی صورت اختیار کی
عورت کے ساتھ جن کئی لوگوں کا تعلق ہوتا تھا۔ اُن میں جو سب سے
زیادہ طاقتور خوبصورت اور قابل ہوتا۔ اُسے دوسروں سے کچھ اچھا
عہدہ دیا گیا۔ انگریزی میں خاوند یا گھر کے مالک کے لئے ہسبنڈ
Husband لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہسبنڈ
مصدر ہے (Husbandi) جس کے معنی ہیں گھر
میں رہنے والا۔ اس طرح ایک لفظ میں ہی شادی کی بہت کچھ
تواریخ بھری ہوئی ہے۔ سبھی خاوندوں میں سے جو بیوی کے ساتھ گھر
میں رہتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ "گھر کا مالک" یا ہسبنڈ کہلانے لگا۔
پھر آہستہ آہستہ وہ گھر کا پورا مالک بن گیا۔ اور ایسا ہی کوئی Husband
قوم کا سردار اور راجہ بنا۔ آدمیوں کی حکومت چلتے ہی ایک سے زیادہ
بیویاں رکھنے کا رواج جاری ہو گیا۔ جیسا کہ عورتوں کی حکومت میں
ایک سے زیادہ خاوند رکھنے کا رواج تھا۔"

اس وجہ سے اگر سماجک دائرہ میں نہیں۔ تو اپنے ذاتی دائرہ میں
تو فطرتی طور پر عورت اس سے زیادہ خاوند کے اور مرد ایک سے زیادہ
بیوی کے رواج کو پسند کرنے والا ہوتا ہے۔ آدمی اپنی خواہشات کو
چاروں طرف دوڑا کر اکثر نہایت خوبصورت عورت کو پسند کرتا ہے
عورت بھی ایسا ہی کرتی ہے۔ لیکن اگر مرد اور عورتوں کے بیچ عدم تعلق
جذبہ شہوت کو لگام نہ لگائی جاتی۔ تو کیا قدیم اور کیا موجودہ انسانی
جماعت تباہ ضرور ہی ہو جاتی۔ انسانوں سے ادنٰے درجے کے
سب حیوانات میں ان سب خواہشات کی زیادتی ہے۔ سوسائٹی

شادی کی شکل میں یہ حد باندھی۔ اور آخر کار ایک مرد کے لئے ایک ہی عورت کے ساتھ شادی کا اصول قائم کیا۔ اس میں صرف ایک بات ہے اور وہ ہے عورت اور مرد کا باہمی بیقاعدہ ملاپ۔ ایسے بیقاعدہ پن کے پرچار سے انسانی نسل اور کم سے کم موجودہ انسانی سماج تو ضرور تباہ ہو جائے گی۔ اس شادی کے رواج میں اور بے قاعدہ پن میں ہم آسانی سے جنگ دیکھ سکتے ہیں۔ رنڈی بازی۔ بیقاعدہ اور خلاف قدرت ہمبستری۔ زناکاری اور طلاقوں سے ہر روز یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ پُرانے اور موجودہ تعلقات سے زیادہ مضبوط بنیاد ابھی تک "رسم شادی" نہیں جما سکی۔ کیا کبھی وہ ایسا کر سکیگی؟

اسی دوران میں ہمیں ایک اور طریقہ پر غور کرنا ضروری ہے۔ جو خُفیہ طور پر تو مُدت سے جاری ہے۔ لیکن جس نے تھوڑے ہی دنوں سے بیحیائی پن اختیار کیا ہے۔ وہ ہے ترقئے نسل کی روک تھام اس کا طریقہ ہے کہ ایسی ادویات اور آلے استعمال کئے جائیں۔ جن سے حمل قرار نہ پا سکے۔ عورت کو حاملہ ہونے سے جو بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے اُس کے علاوہ بھی آدمی کو اور خاص کر رحمدل آدمی کو کافی عرصہ تک ضبط رکھنا پڑتا ہے۔ ترقئے نسل کو روکنے کے موجودہ ذرائع سے تو ضبط اور پرہیزگاری کی کوئی وقعت ہی نہیں رہ جاتی۔ اور جب تک خواہشات ہی کم نہ ہو جائیں یا آدمی کی اندریاں ہی ناکارہ نہ ہو جائیں۔ اُس وقت تک جذبۂ شہوت کو بجھاتے رہنا ہی ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ غیر عورت کے ساتھ تعلقات پر بھی اس کا

اثر پڑتا ہے۔ بیقاعدہ۔ غیر قدرتی اور غیر محدود اور بلا خواہش اولاد کے بھی مباشرت کرنے کے لئے یہ دروازہ کھول دیتا ہے۔ جو کہ موجود پیشوں۔ سوسائٹی کی حالت اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے نہایت خوفناک ثابت ہوگا۔ میں ان باتوں پر یہاں غور نہیں کر سکتا۔ اتنا ہی کہنا کافی ہے۔ کہ مانع حمل کے لئے مصنوعی ذرائع کے استعمال کرنے سے اپنی بیوی اور غیر عورت دونوں کے ساتھ غیر محدود مباشرت کے لئے سہولتیں بہم پہنچ جاتی ہیں۔ اور اگر میری جسمانی سائنس سے تعلق رکھنے والی دلائل درست نہیں۔ تو اس سے شخصی طور پر بھی اور مجلسی طور پر بھی دونوں ہی نقطۂ نظر سے بُرائی ہوگی ''

تتمہ

کھیت میں ڈالے ہوئے بیج کی طرح یہ مضمون بھی کچھ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں پڑے گا۔ جو کہ اس سے نفرت کریں گے اور کچھ ایسے لوگوں کی نظر بھی اس پر پڑے گی۔ جو سستی اور اپنی ناقابلیت کی وجہ سے اس کو سمجھ نہ سکیں گے۔ جو لوگ اس میں بتائے خیالات کو پہلی دفعہ سُنیں گے۔ اُن کے دل میں اس کیخلاف جذبات پیدا ہونگے۔ ممکن ہے۔ غصہ بھی آجائے۔ بہت ہی کم لوگوں کو یہ مضمون سچا اور کار آمد معلوم دیگا۔ اور اُن کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوں گے۔ سب سے بھولے بھالے لوگ کہہ اٹھینگے '' آپ کی رائے کے مطابق تو کسی حالت میں بھی مباشرت نہیں

کرنی چاہئے۔ جناب! پھر تو دُنیا کا ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لئے قدرتی طور پر آپ کے خیالات درست نہ ہونے چاہئیں "میرا جواب یہ ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا خوفناک رسائن ہے ہی نہیں۔ برہمچریہ کے پالن کرنے سے جتنا جلدی دُنیا کا خاتمہ ہوگا۔ اُس سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ مانع حمل کے مصنوعی ذرائع زمین کو انسانوں کے بوجھ سے ہلکا کر دینگے۔ ترقیٔ نسل کو روکنے کا سب سے زبردست طریقہ مانع حمل کے لئے مصنوعی طریقوں کا استعمال ہے۔ میری دلیل بڑی سیدھی سادی ہے ناواقفیت اور بے اصولاپن کے جواب میں کچھ فلاسفروں اور سائینسدانوں کو تجربہ شدہ سچائیوں کو پیش کر کے میں زمانہ حال کے لوگوں میں عورت اور مرد کے تعلقات کو پاکیزہ رکھنے میں مدد دینا چاہتا ہوں۔"

مہاتما گاندھی جی کی دیگر نادر زمانہ تصانیف

برہمچریہ

اس کتاب میں برہمچریہ کیا ہے۔ برہمچریہ کی پابندی کرنے سے کیا کیا فائدہ ہو سکتے ہیں۔ (۱) برہمچریہ کے سادھن (۲) برہمچریہ کے اصلی معنے (۳) برہمچریہ محدود صورت۔ برہمچریہ کے احساس وغیرہ وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالی گئی ہے یہ مہاتما گاندھی جی کے ۳۰ سالہ تجربات کا نچوڑ ہے ہم نے اردو دان اصحاب کے فائدہ کے لئے انگریزی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کرا کے حال ہی میں شائع کیا ہے ہر اردو دان اصحاب کو اس کتاب کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔ اور انہیں مہاتما جی کے خیالات سے مستفید ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قیمت ۶/

خوراک صحت پر میرے تجربات

اس کتاب میں ہیں کیسی خوراک کھانی چاہیئے۔ قدرتی ورزش۔ برہمچریہ اور نفسانی جذبات صحت اور پوشاک۔ مرض اور اس کا علاج۔ علاج بذریعہ پانی۔ مٹی کے ذریعہ علاج۔ بخار اور اس کا علاج وغیرہ وغیرہ مضامین پر مہاتما جی نے اپنے تجربات کی بنا پر روشنی ڈالی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی صحت برقرار رہے اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کو کونسی خوراک کھانی چاہئے۔ خوراک کا جسم اور روح پر کیا اثر ہوتا ہے۔ تو آپ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ اس کتاب کا مطالعہ آپ کو بہت سی بیماریوں سے نجات دلائیگا۔ اس کتاب میں مندرجہ ہدایات پر عمل کرنے سے آپ کا گھر سورگ دھام بن سکتا ہے۔ قیمت صرف ۸/ روپے۔

مہاتما گاندھی کی بنسری

یہ چھوٹی سی کتاب مہاتماجی کی عدم تعاون کی موجودہ ایجی ٹیشن اور بے چینی کے متعلق نہایت ہی زبردست تقریروں اور مضامین کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے قیمت صرف ..... ۵؍

سوراجیہ کیسے مل سکتا ہے؟

اگر آپ بحالت سپوت اور محبان وطن کے سرتاج مہاتما گاندھی جی کی بزرگانہ ہدایات اور اعلیٰ واقفیت سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں نیز اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ جلد سے جلد سوراجیہ حاصل کرلیں تو اس لاجواب کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ جو کہ مہاتما جی کی اپنی قلم سے تحریر شدہ انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ہے اور جس میں حصول سوراجیہ کی ضرورت ذرائع اور مفاد کے متعلق مہاتماجی نے ضروری خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ضخامت ۱۱۲ صفحہ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ سرورق پر مہاتماجی کا تازہ فوٹو بھی دیا گیا ہے؛ قیمت صرف .. .. .. ۸؍

آروگیہ دگ درشن

مہاتما جی نے تندرستی رکھنے کے متعلق جو زبردست مضامین لکھے تھے۔ اور جن کو بعد میں ایک کتابی شکل میں بزبان گجراتی شائع کیا تھا۔ ہم نے اس کتاب کا اردو ترجمہ اردو دان اصحاب کی خاطر بصرف زرکثیر چھپوایا ہے ہر زبان میں کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ کتاب کس قدر مفید ہوگی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ مہاتما جی کے اپنے لکھے ہوئے مضامین کا ترجمہ ہے۔ قیمت صرف .. .. ۸؍

تلاش حق یعنی مہاتما گاندھی کی خود تصنیف زندگی کے حالات .. .. ۱؍۸

گاندھی چرز مہندی .. ۸ ؍ مہاتما گاندھی کی عظمت ممالک غیر میں ۲؍

ملنے کا پتہ نرائن دت سہگل اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب لوہاری دروازہ

لاہور

انگریزی و فرانسیسی زبان کے ناولوں کے اردو ترجمے

از منشی بیتر تھرام صاحب فیروز پوری ۔

کارنامجات شرلاک ہومز سر آرتھر کانن ڈائل کی زبردست تصنیف "دی ... آف شرلاک ہومز" کا دلکش اردو ترجمہ قیمت ...

مصری جادوگر ۔ گئی بوتھبی کی زبردست تصنیف "فاروس دی ایجپشن" کا پُر لطف ترجمہ قیمت ... ...

مہر خاموشی ۔ ولیم لیکھو کی زبردست تصنیف "دی سائن آف سائیلنس" کا نہایت ہی دلکش ترجمہ ۔ قیمت ... ... عہ

آزادی ۔ جارج اے برمنگھم کی زبردست تصنیف "دی لائٹ لائٹر" کا پُر لطف ...

سنہری لاش ۔ فریمین ولز کرافٹس کی زبردست تصنیف "دی کاسک" کا ترجمہ ... ...

کارنامجات آرسین لوپن ۔ مارس لیبلانگ کی زبردست تصنیف "دی ایکسپلائیٹ آف آرسین لوپن" کی نہایت پُر لطف ترجمہ قیمت ... ... عاص

مقدس جوتا ۔ سیکس روہمر کی زبردست تصنیف "کوئسٹ آف دی سیکرڈ سلپر" کا اردو ترجمہ ۔ قیمت ... ... عہ

کرنی کا پھل ۔ نامی گرامی ناولسٹ ای فلپس آپنہیم کی حیرت انگیز افسانے کا ...

ہیروں کا بادشاہ ۔ جیکس فیوٹریل کی زبردست تصنیف "دی ڈائمنڈ ماسٹر" کا پُر لطف ترجمہ قیمت ... ...

لال شب چراغ ۔ نامی ناول نویس گئی بوتھبی کے ایک دلکش افسانہ کا ترجمہ ... عہ

حورِ ظلمات ۔ مشہور ناولسٹ ای فلپس آپنہیم کی دلفریب افسانہ کا ترجمہ قیمت ... عہ

مطلبی دنیا ۔ مشہور و معروف ناولسٹ چارلس نیک ایواے کے ہوشربا اور پُر اسرار افسانے کا ترجمہ قیمت ۸/

گمنام مسافر ۔ ولیم لیکو کے عجیب و غریب و حیرت خیز افسانہ کا ترجمہ قیمت ۸/

نولکھا ہار ۔ نامی گرامی ناول نویس مسٹر آرمٹ ڈیوبنیہ کے حیرت خیز ناول کا پُر لطف ترجمہ .. ۸/

شاہی خزانہ ۔ مشہور و معروف ناولسٹ مارس ہیلانگ کی بے نظیر تصنیف "دی ہاؤنیڈل" کا ترجمہ

ڈاکٹر نکولا ۔ مسٹر گئی بوتھی کی مشہور تصنیف "اے بیڈ فار چون" کا حیرت انگیز اردو ترجمہ

تلاش اکسیر ۔ ڈاکٹر نکولا کا دوسرا حصہ قیمت .. ..

انمول ہیرا ۔ مسٹر جے ایس فلیچر کے زبردست ناول دی ملین ڈالر ڈائمنڈ کا ترجمہ قیمت

انصاف ۔ مشہور زمانہ ناولسٹ ایڈگر والس کی لاجواب تصنیف کا پُر لطف ترجمہ

سیراب زندگی ۔ ولیم لیکو کے زبردست ناول "واٹرز آف دی ودڈی" کا ترجمہ قیمت ..

آتشی کنٹھا ۔ سر آرتھر کانن ڈائل کے بے نظیر ناول "دی ہونڈ آف دی باسکر ویلز" کا ترجمہ۔ قیمت .. ..

سنہری بچھو ۔ میکس روہمر کا زبردست ناول "دی گولڈن سکارپین" کا ترجمہ ..

تبدیل قسمت ۔ ولیم لیکو کے نئے عجیب و نرالا ناول "دی مین فرام دی ڈاؤننگ سٹریٹ" کا پُر لطف ترجمہ .. قیمت .. .. ..

خنجر بیداد ۔ مسٹر ویلنٹائن ولیمز کی زبردست تصنیف "دی آرینج دیوان" کا ترجمہ ..

قاتل ہار ۔ نامی ناولسٹ جے۔ ایس فلیچر کے حیرت انگیز افسانہ کا ترجمہ قیمت ..

ناولسٹوں کے بادشاہ جارج ڈبلیو ایم رینالڈس کے مشہور و معروف ناول "جوزف ولمٹ" کا اردو ترجمہ : اس کے مترجم بھی ہمارے مایہ ناز منشی تیرتھ رام ہی ہیں چنانچہ **گردش آفاق** کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ چونکہ مندرجہ بالا مصنف کی ایک نہایت پُر لطف اور دلکش تصنیف "جوزف ولمٹ" کا ترجمہ ہے اس سلسلہ کے ۱۰ حصے شائع ہو چکے ہیں قیمت فی حصہ ۱۲ ... ہے

اسرار اور سراغرسانی کے حیرت انگیز ناول
اگر آپ جاسوسی - ملکی - قومی - تاریخی - اخلاقی ناول اور ڈراما جات کے مطالعہ کے خواہش مند ہیں تو ہند
تمام ریلوے اسٹیشنوں کے ہر ایک بک سٹال سے سہگل سیریز کے ناول طلب فرما کر ان کا مطالعہ فرمادیں
علاوہ ازیں ہر قسم کی علمی ملکی و مذہبی تماشا کے اردو و ہندی کتب ہمارے ہاں سے بارعایت طلب فرمادیں۔!
مکمل و مفصل فہرست پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیں
نرائن دت سہگل اینڈ سنز پبلشرز لوہاری دروازہ لاہور

اختیاری پیدائش

اختیاری پیدائش

یا

غیر ضروری حمل کو روکنے کے

عملی طریقے

ماڈرن جنرل پریس کی شائع شدہ

سنہ ۱۹۳۱ء

قیمت ۸ر

تمہید

کتاب ہذا عوام کو برتھ کنٹرول کے علم سے واقف کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ اور اس میں حمل کو روکنے کیلئے ایسے عملی طریقے بتلائے گئے ہیں جو کہ سالہا سال کے تجربات کے بعد نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوتے ہیں اور جن کو موجودہ زمانے میں دنیا کے تمام بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم استعمال میں لا رہے ہیں۔ کتاب کو عام فہم بنانے کے واسطے نفسِ مضمون کو غیر ضروری باتوں سے بچایا گیا ہے۔ اور صرف وہ باتیں درج کی گئی ہیں۔ جن کا جاننا نہایت لازمی اور ضروری ہے۔ اِس خیال سے کہ یہ کتاب ہر فرد و بشر خرید کر سکے۔ اِس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔

یہ کتاب بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہتری کے لئے تصنیف کی گئی ہے۔ اور اُمّید کی جاتی ہے کہ جو راز اس میں درج کئے گئے ہیں۔ اُن کا ناجائز اور غیر مناسب استعمال نہیں کیا جاویگا۔ بلکہ اُن کو انسان کی جسمانی۔ دماغی اور روحانی ترقی کیلئے کام میں لایا جاویگا۔

(پبلشرز)

دیباچہ

از جناب ڈاکٹر اے۔ سی۔ کیورس صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ کیپٹن
انڈین میڈیکل سروس

مجھے اس کتاب کا دیباچہ لکھنے میں کمال مسرت حاصل ہوئی ہے کیونکہ اس کا مضمون ایسا ہے۔ جس کے ساتھ میں دلی ہمدردی رکھتا ہوں اور جس کو ترقی دینا ہر فرد و بشر کا فرضِ اوّلین ہے۔ برتھ کنٹرول یا اختیاری تولید کا علم کوئی نئی سائنس نہیں ہے۔ اس کا آغاز ابتدائے تاریخ سے بھی پہلے ہوا ہے۔ اور غیر ضروری حمل کو روکنے کے طریقے دنیا کے ہر طبقہ میں رائج رہے ہیں۔ اہلِ ہنود کی قدیم کتب متعلقہ علمِ ازدواج خصوصاً کام سوترا اور اننگ رنگ جن کی تصنیف سنِ عیسوی کے آغاز میں بیان کی جاتی ہے۔ اولاد کی زیادتی کو روکنے کی پرزور حمایت کرتی ہیں۔ اور حمل کو روکنے کے لئے مختلف نسخہ جات بتلائے گئے ہیں۔ کئی اقسام کی جڑی بوٹیوں کے جوشاندے اسی مطلب کیلئے تجویز کئے گئے ہیں۔

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ مطلب پرست اشخاص اختیاری

تولید کی تحریک کو مذہبی جامہ پہنا کر کیوں اسکے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ جیسا کہ مصنف کتاب ہذا نے بتلایا ہے۔ حمل کے روکنے کا عمل نہ تو مذہب سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی گناہ کی بات ہے۔ برتھ کنٹرول ایک سوشل سوال ہے۔ اور اس کے طریقے علم اقتصاد کے اصولوں پر مبنی ہیں اور انسانی نسل پر ان کا اثر اتنا ہی گہرا ہے۔ جتنا کہ دوسرے اقتصادی امور کا ہے۔ ہماری رائے میں برتھ کنٹرول کی سائنس کی واقفیت صرف ڈاکٹروں اور حکیموں تک ہی محدود نہیں رہنی چاہیئے۔ بلکہ عوام کیلئے بھی اس کے اصولوں کا جاننا نہایت لازمی ہے۔ اور ملک کے ہر خیر خواہ کو اس علم کا پھیلانا اپنے عملی پروگرام کا جزو بنانا چاہیئے۔

میرے نزدیک اختیاری پیدائش کے حق میں دو قوی دلائل ہیں

اوّل۔ بیچاری مائیں جو افراطِ حمل کے باعث نہ ہی صرف اپنی جسمانی صحت کھو بیٹھتی ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات انکی قیمتی جانیں تلف ہو جانے سے سینکڑوں گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ وہ برتھ کنٹرول کی برکت سے ایک بھاری مصیبت سے نجات پاتی ہیں۔

دوسرے:۔ محدود آمدنی والے اشخاص جن غریبوں کیلئے شادی بوجہ کثرت اولاد عموماً ایک مصیبت گراں ثابت ہوتی ہے۔ برتھ کنٹرول کی

بدولت اپنے گھروں کو بہشت بریں کا نمونہ بنا سکتے ہیں۔

میرے پاس بہتیرے اشخاص اِس علم کی واقفیت حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ عوام کو برتھ کنٹرول کی سائنس کے متعلق کوئی آسان اور پیچیدگیوں سے مبرّا کارآمد کتاب دستیاب نہیں ہوتی۔ جہاں تک مجھے علم ہے ابھی تک کتاب ہذا کی مانند کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی۔ بیشک اس مضمون پر بہت سی ضخیم کتابیں موجود ہیں مگر وہ اِس قدر اصطلاحات سے پُر اور مشکل ہیں کہ عوام کے لیئے اُن کا سمجھنا نہایت دشوار ہے۔ مجھے پورا یقین ہے۔ کہ عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے یہ کتاب نہایت کارآمد اور مفید ثابت ہو گی۔

"ادب۔ سی۔ کیورس"

واضح رہے کہ شادی کی بنیاد صحت بخش اور خوشی دینے والی مباشرت پر قائم ہے۔ اِس کے بغیر شادی کچھ معنی نہیں رکھتی محبت کا اختتام سوائے مباشرت کے اور کہیں نہیں ہوتا۔ مباشرت سے پہلے جو کچھ بھی ظہور میں آتا ہے۔ وہ صرف مباشرت کو کامیاب بنانے کی غرض سے ہوتا ہے۔ اِنسانی محبت کا ڈرامہ اُسی وقت عروج میں ہوتا ہے جبوقت مرد اور عورت دونوں مجامعت کرتے ہیں۔ اور اِسی موقعہ پر ہی اُنکو وہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جو اُن کو پہلے کبھی نصیب نہیں ہوتی۔ ہر شادی شدہ مرد اور عورت کی دلی تمنا یہی ہوتی ہے۔ کہ اُن کی تمام عمر انتہائی درجہ کی خوشی میں بسر ہو۔ یا دوسرے الفاظ میں وہ یہی چاہتے ہیں کہ مباشرت کے مزے اُنکو ہر گھڑی حاصل ہوتے رہیں۔ یہ خواہش انسانی فطرت پر مبنی ہے اور اُس کو وحشیانہ یا غیر قدرتی خیال کرنا حقیقت سے انکار کرنا ہے۔ نچلے طبقہ کے جانداروں میں مباشرت صرف خاص خاص اوقات اور موسموں میں کی جاتی ہے۔ اور اُس کا مقصد نسل کو قائم رکھنا ہے لیکن قدرت نے انسان کو شہوت کا مادہ اتنا زیادہ دیا ہے کہ وہ ہر وقت اور

ہر موسم میں مباشرت کا خواہشمند رہتا ہے۔ انسانوں میں مباشرت کا مدعا صرف اولاد کا پیدا کرنا ہی نہیں ہے۔ بلکہ مرد و عورت دونوں کی زندگیوں کو خوشنما پُر لطف اور صحت بخش بنانا ہے۔ اولاد کی پیدائش ازدواجی محبت کا صرف ایک مظہر ہے مُوجب نہیں۔

شہوت کا جذبہ انسانی جسم میں ایسا ہی قدرتی ہے جیسے بھوک پیاس وغیرہ اور قدرت کی نگاہ میں مباشرت کا خواہشمند آدمی اِنسان کہلانے کا اُتنا ہی حق رکھتا ہے جتنا کہ ایک بناوٹی پارسا جو مباشرت سے کنارہ کشی کرکے اپنی پرہیزگاری پر ناواجب فخر کرتا ہے۔ اور اپنے حواس پر غیر قدرتی ضبط کی ڈینگ مارتا ہے۔ مگر واضح رہے کہ شہوت کی خواہش کو پورا کرنے میں خوشی کے حصول کیساتھ ہی انسان پر بھاری ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔ جنکو نظر انداز کرنا سخت کوتاہ اندیشی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کئی مرد اور عورتیں باوجود حقیقی خاوند و بیوی ہونے کے کئی وجوہات کے باعث اولاد پیدا کرنے کے لائق نہیں ہوتے۔ مثلاً مفلسی۔ خاندانی نقائص و کمزوریاں مجلسی حالات وغیرہ۔ پیدا ہونے والی نسل کا پیدائشی حق نہ ہی صرف تندرست جسم بلکہ صحت بخش اور خوشگوار حالات بھی ہیں اور وہ مرد اور عورتیں جو اپنی اولاد کو یہ دونوں بہم پہنچانے سے قاصر ہیں اولاد پیدا کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ جو مرد اور عورتیں ۱۔ آتشک۔ مرگی۔ دیوانگی

یا اِس قسم کی دیگر امراض میں مُبتلا ہوتے ہیں - اُن کا کیا حق ہے - کہ اپنی
نسلوں کو اِن بیماریوں کا شکار بنا دیں - اگر وُہ ایسا کرتے ہیں - تو وُہ اپنے
خالق کی نظروں میں پرلے درجہ کے گنہگار ٹھہرتے ہیں -

اولاد کا پیدا کرنا یہ مطلب نہیں رکھتا - کہ خاندان کے افراد کی تعداد
بڑھائی جاوے بلکہ اُس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ایسے بچے پیدا کئے جاویں
جو ہر لحاظ سے انسانی نسل کی ترقی اور رتبے کو بڑھا دیں - کمزور اور
ناقابل بچے پیدا ہونے سے نسلِ انسان کی جسمانی - اخلاقی اور روحانی
ترقی رُک جاتی ہے - اور آہستہ آہستہ خدا کی یہ مخلوق جس کو اشرف المخلوقات
کہا جاتا ہے - ذلیل و خوار ہو کر نیست و نابود ہو جاتی ہے - اس لئے ہر
فرد و بشر کا یہ فرضِ منصبی ہے کہ وُہ ناتواں اور ناقابل بچوں کی پیدائش
کو ہر واجب طریقہ سے روکے - کیونکہ ایسے بچے قوم اور ملک کی ذلت
کا موجب بنتے ہیں - قدیم زمانہ میں اہلِ یونان کمزور اور ناتواں اولاد
کی پیدائش کو روکنا ایک ثوابِ عظیم سمجھتے تھے اور اِس مقصد کے لئے
ہر طرح کے طریقے عمل میں لاتے تھے - جس طرح مویشیوں کی نسل بہتر
بنانے کے لئے صرف طاقتور اور اعلےٰ قسم کے جانور استعمال کئے جاتے
ہیں - اُسی طرح اِنسانوں میں بھی اِنسانی نسل کے بڑھانے کا کام صرف
قابل اور طاقتور مردوں اور عورتوں کے ذمہ ہونا چاہیئے - اور کمزور اور

ناقابل آدمی ایسے طریقے عمل میں لادیں۔ جن سے اولاد کے پیدا ہونے کا امکان نہ ہو۔

ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کمزور اور لاغر بچوں کو پیدائش کے بعد ہلاک کر دیا جائے۔ یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کی بخشش درگاہِ باری سے نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی ہمارا یہ منشا ہے۔ کہ حمل کو گرا کر کمزور اولاد کی پیدائش رد کی جائے۔ یہ گناہ بھی قتل سے کم درجہ نہیں رکھتا اور اس کا مرتکب موت کی سزا کا مستوجب ہونا چاہیئے۔ علاوہ اس کے حمل کے گرانے سے عام طور پر حاملہ عورت کی زندگی بھی معرضِ خطر میں پڑ جاتی ہے۔ سب سے بہتر طریقہ تو یہ ہے۔ کہ حمل قرار پانے سے ہی روکا جائے۔

موجودہ زمانہ میں انسان کو اپنی زندگی تمدنی حالات کے مطابق بنانی پڑتی ہے۔ بہت اشخاص اس لئے شادی نہیں کر سکتے۔ کہ ان کی قلیل آمدنی ان کے بیوی اور بچوں کی پرورش کے لئے ناکافی ہوتی ہے۔ اور کتنے ہی شادی شدہ آدمی ایسے ہیں جو اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت اس طریقہ سے نہیں کر سکتے۔ جو کہ اولاد کا پیدائشی حق ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ دنیا میں جس طرف بھی نگاہ دوڑائی جائے۔ لاکھوں کی تعداد میں بھوک کے دبلے اور کئی طرح کی امراض میں مبتلا مرد اور عورتیں نظر آوینگے۔ جو اپنی جان کو تن میں قائم رکھنے کی خاطر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ لیکن قدرت کو اُن کی زندگی

منظور نہیں ہے۔ اور اس کے لیئے یہ بدنصیب بے وقت موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اِس دوزخ کی زندگی سے نجات پانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام شادی شُدہ مرد اور عورتیں صرف اتنے ہی بچے پیدا کریں جنکی پرورش اور تربیّت وہ ٹھیک طور پر کر سکتے ہیں۔ اِس سے دنیا کی حالت ایسی بہتر ہو جاویگی۔ کہ چند ہی سالوں کے عرصہ میں انسانی نسل اپنی پوری خوبصورتی اور قابلیّت حاصل کر لیگی۔ بچے اور بوڑھے مرد اور عورتیں تمام جسیم خوبصورت۔ طاقتور اور خوش و خرّم نظر آوینگے اور یہ دنیا جو اب دوزخ کا نمونہ بنی ہوئی ہے۔ سچ مچ بہشت بن جاویگی اور زندگی جو آجکل اکثر اشخاص کے لیئے وبالِ جان ہے۔ نہایت خوشی اور آرام دینے والی ثابت ہوگی۔ اور ہر فرد اپنی زندگی کے دن بڑھانے کا خواہاں ہوگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ انسان تھوڑی اولاد پیدا کرنے کی خاطر مباشرت سے کنارہ کشی کرے۔ ایسا کرنا ایک تو فطرت کے خلاف ہے۔ اور دُوسرے یہ ضبط کا عمل ہر کس و ناکس کی طاقت سے باہر ہے۔ اگر مرد و عورت کو مباشرت کے لطف اور مزے نصیب نہیں ہوتے تو ان کے لیئے شادی بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔ دو مویشیوں کو گاڑی میں جوت کر انکی آزادی کو اسلئے سلب کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ایک ساتھ ہی کر

گاڑی کو چلاتے جاویں۔ اسی طرح مرد اور عورت ازدواج کی گاڑی میں اس
کے لئے جوتا جانا پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اکیلے اِس گاڑی کو نہیں کھینچ سکتے
اور ساتھی کی مدد اِس کام کی سرانجام دہی کیلئے ضروری ہے۔ لیکن اگر اس
گاڑی کو آگے لیجانے کی بجائے اُس کو کھڑا رکھنا ہی مقصود ہو۔ تو دو
آزاد طبع انسانوں کا اِس جُوئے میں باہم جُوتا جانا سوائے ایک خُدائی قہر
کے کچھ معنی نہیں رکھتا۔ ازدواج کی گاڑی کے منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے
یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ ٹھیک رفتار سے چلتی رہے اور جوت کے دونو
ساتھی اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ دوسرے الفاظ میں شادی
شُدہ مرد اور عورتوں کے لئے ایک دوسرے کی نفسانی خواہشات کو پورا
کرنا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اگر اُن کی آمدنی ناکافی ہے۔ تو صرف
اولاد کو کم رکھنے کے لئے اُن کو مباشرت ترک نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ اولاد
کی پیدائش کو روکنے کے دوسرے طریقے عمل میں لانے چاہئیں۔

ماہرانِ علم النسوان کی متفقہ رائے ہے۔ کہ ہر دو بچوں کی پیدائش کے
مابین کم از کم دو بلکہ تین اور بعض حالتوں میں پانچ سال کا وقفہ ہونا چاہیئے
یہ احتیاط ماں اور بچے دونوں کی صحت کے لئے اشد ضروری ہے۔
دو پیدائشوں کے درمیان تھوڑا وقفہ ہونے کے دو بڑے نتائج
شیر خوار بچوں میں کثرت اموات اور عورتوں میں بچہ جننے کے باعث

موتوں کی زیادتی ہیں۔ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے۔ کہ جب
کی پیدائش کا درمیانی عرصہ دو سال سے کم ہوتا ہے۔ تو ان کی
زندگی کے امکان نصف رہ جاتے ہیں۔ بہ نسبت اُن بچوں کے جن کی
پیدائش دو یا زیادہ سال کے وقفہ پر واقعہ ہو۔ ڈاکٹر میری سٹوپس
صاحبہ جو علم النسوان کی بڑی مشہور ماہر ہیں۔ اپنی تصنیف مو میرڈ
کنٹراسیپشن" میں لکھتی ہیں" میری رائے میں پہلے بچہ کی پیدائش کے
بعد کم از کم ایک سال کیلئے حمل کو روکنے والی دوائی استعمال کرنی
چاہیئے۔ خواہ دوسرے بچے کے حصول کی خواہش کتنی ہی زبردست
کیوں نہ ہو۔ اور اسیطرح ہر بچے کی پیدائش کے بعد ایک کافی عرصہ
حمل کا رد کنا نہایت لازمی ہے۔"

ماں کی زندگی ہر حالت میں ایک ناپیدا شدہ بچے سے بہت
زیادہ قیمتی ہے۔ اور ماں کی صحت اور زندگی کو برقرار رکھنے کیلئے ہر
طرح سے کوشش کی جانی چاہیئے۔ خاوند کا یہ اخلاقی فرض ہے۔ کہ
اپنی بیوی کو جلدی اور بے وقت حاملہ ہونے سے بچاوے۔ کیونکہ
بار حاملہ ہونے سے ماں کی صحت اور حسن تباہ ہو جاتے ہیں اور وہ
ہی بوڑھی ہو جاتی ہے۔ کئی اقسام کی بیماریوں کے لگ جانے سے وہ
مریضہ رہتی ہے۔ اور ناطاقتی کی وجہ سے جلد ہی بن آئی موت کا شکار

ہو جاتی ہے۔

اگر ہم کو نسل انسان کی بہتری اور ترقی منظور ہے۔ تو ہم کو ایسی اولاد کی پیدائش روکنی چاہیئے۔ جو اپنی کمزوری اور ناقابلیت کے باعث تمام نسل کے لئے خطرناک اور نقصان دہ ثابت ہو۔ اور یہ صرف برتھ کنٹرول کے سائنٹفک اصولوں پر عامل ہونے سے ہی ہو سکتا ہے۔ ہم سب کو چاہیئے کہ برتھ کنٹرول کی مفید تعلیم دنیا کے گھر گھر میں پہنچا دیویں۔ برتھ کنٹرول کے صحیح طریقوں کے جائز عمل سے نقصان پہنچانے والی پیدائشوں کو بڑی آسانی اور تھوڑے خرچ سے روکا جا سکتا ہے۔ اور وہ روپیہ جو ناقابل اور جلد مر جانیوالے بچوں کی پیدائش۔ پرورش اور تربیت پر فضول خرچ ہوتا ہے۔ بچ سکتا ہے۔ اور وہ رقم ماں باپ اپنی اور اپنی موجودہ اولاد کی حالت کو بہتر بنانے میں صرف کر سکتے ہیں۔

ہم میں سے زیادہ لوگ برتھ کنٹرول کی سائنس سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اس کے متعلق جو تھوڑی بہت واقفیت ہم رکھتے ہیں وہ یا تو سنی سنائی باتوں یا حکیموں اور فقیروں کی صحبت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ بمثل نیم حکیم خطرہ جان است، ایسا علم سوائے نقصان پہنچانے کے کبھی بھی سودمند ثابت نہیں ہوتا۔ بااوقات کئی آدمیوں کو حاملہ کی جان بچانے کی خاطر حمل کو گرانے کے خلاف قانون جرم کا مرتکب ہونا پڑتا

ہے۔ اگر یہ لوگ برتھ کنٹرول کے طریقوں سے واقف ہوتے تو
حمل کو قرار ہی نہ پانے دیتے۔ ناظرین کو یاد رہے کہ اسقاطِ حمل کی
رسم باوجود قانونی لحاظ سے جرم ہونے کے عوام میں بہت پھیلی ہوئی ہے
ایک محقق کی رائے ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے شہروں میں اتنے بچے
زندہ پیدا نہیں ہوتے۔ جتنے اسقاطِ حمل سے ضایع کر دیئے جاتے ہیں
اس سے عیاں ہے۔ کہ برتھ کنٹرول کی تعلیم کی کس قدر ضرورت ہے

پرہیزگاری

محبت مرد کی زندگی کا جزو نہ بھی ہو لیکن وہ عورت کی جان ہے

(لارڈ بائرن)

دنیا میں لاکھوں آدمی ایسے ہیں۔ جو غیر ضروری حمل کے روکنے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس کے عمل کو ایک بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ اور اس خیال سے وہ اپنی نفسانی خواہش کو غیر قدرتی طریقہ سے قابو میں رکھتے ہیں۔ اور مباشرت سے مکمل پرہیزگاری کے نامراد اصول کو وہ اپنا اخلاقی آئین بنا لیتے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم اس خلاف قدرت طریقے کے نقائص بیان کریں۔ ہم ناظرین کو بتلانا چاہتے ہیں کہ برتھ کنٹرول کے طریقوں کا عمل کسی لحاظ سے بھی گناہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ مذہبی جنونی یہ نہیں دیکھتا کہ حمل کو قرار پانے سے روکنا۔ قرار پائے ہوئے حمل کا گرانا اور انسان کو قتل کرنا بالکل مختلف باتیں ہیں وہ خیال کرتا ہے۔ کہ حمل کو قرار پانے سے روکنا قرار پائے ہوئے

حمل کے گرانے یا اِنسان کو قتل کرنے کے ہم معنی ہے۔ قرار پائے ہوئے حمل کو گرا دینا بیشک قتل کے جُرم سے کم نہیں۔ لیکن ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ حمل کو قرار پانے سے روکنا کس طرح قتل کے مترادف ہو سکتا ہے۔ برتھ کنٹرول کے طریقوں سے مرد کی منی کے تولیدی کیڑوں (Spermatozoa) کو عورت کے رحم کے پیدائشی انڈوں (ova) سے ملنے نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ ان دونوں کے آپس میں مل جانے سے ہی حمل قرار پاتا ہے۔ مرد کی منی کے تولیدی کیڑوں کو تولید کا موقع نہ دینا کسی صورت میں بھی قرار پائے ہوئے حمل کے گرانے کے برابر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ قرار پایا ہوا حمل اصل میں انسان کی وہ شکل ہے۔ جو وہ ماں کے شکم سے باہر آنے سے پہلے اختیار کرتا ہے۔ یہ بات کسی سے بھی چھپی ہوئی نہیں کہ احتلام کے ایک انزال میں مرد کے لاکھوں تولیدی کیڑے ضایع ہو جاتے ہیں۔ لیکن آج تک ہم نے کبھی کسی کو یہ کہتے نہیں سنا۔ کہ اُس نے ایک رات میں لاکھوں پیدا ہونے والے اِنسانوں کو ہلاک کر دیا۔ کون شخص ہے۔ جو یہ دعوےٰ کر سکے۔ کہ اُسکو زندگی بھر میں کبھی احتلام نہیں ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ تولیدی کیڑوں کو اگر تولید کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ تو اس عمل کو قتل کے نام سے موسوم کرنا دماغ میں کوئی خلل ظاہر کرتا ہے۔ اسلئے برتھ کنٹرول کا عمل کسی حالت میں بھی گناہ نہیں ہے۔

اب ہم مباشرت سے مکمل پرہیزگاری کے نقائص پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ اوّل مرد کا پرہیزگار رہنا ایک نہایت خود غرضانہ حرکت ہے کیونکہ اُس کے اِس عمل سے اُس کی بیچاری بیوی کو مباشرت کے لطف اور مزے سے مجبوراً محروم رہنا پڑتا ہے۔ صرف اس لئے کہ میاں کے دل میں ایک جنونی وہم سما گیا ہے جس کو وہ اپنی جہالت کے باعث ایک مذہبی فرض خیال کرتا ہے۔ یہ بات اب پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ صحیح اور مکمل جماع عورت اور مرد دونوں کی صحت اور خوشی برقرار رکھنے کے لئے اشد ضروری ہے۔ دنیا کے تمام بڑے ڈاکٹروں کی متفقہ رائے ہے۔ کہ مرد کی منی میں تولیدی کیڑوں کے علاوہ ایسے اجزاء موجود ہیں جو عورت کے جسم کی پوری نشو ونما اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ یہ بات ناظرین کے مشاہدے میں ضرور آئی ہوگی کہ وہ لڑکیاں جو بڑی عمر تک کنواری رہتی ہیں۔ ان کے جسم ایسی خوبصورت بناوٹ کے نہیں ہوتے جیسی کہ تندرست شادی شدہ عورتوں کے ہوتے ہیں۔ بڑی عمر کی کنواری لڑکی کے جسم کے مختلف حصّوں میں صحیح نسبت نہیں ہوتی۔ کچھ حصّے دوسروں سے نسبتاً زیادہ موٹے اور بدشکل ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے جسم میں خوبصورتی نہیں پائی جاتی اسکی وجہ یہ ہے کہ بڑی عمر کی کنواری لڑکیوں کو منی کے مفید اجزاء

اپنے جسم میں جذب کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ جس سے اُن کی نشوونما ٹھیک طرح نہیں ہوتی۔ زمانۂ حال کے مشہور و معروف دنیا کے سب سے بڑے سرجن سر آربتھ ناٹ لین کی رائے ہے۔ کہ مرد کی منی عورت کیلئے نہایت مفید ہے اور اُس کے اجزاء جماع کے دوران میں عورت کے جسم میں جذب ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے جو مرد پرہیزگاری کا مضر اور خلاف قدرت طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ اپنی پیاری بیویوں کی صحت کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں۔ جنکی صحت اور بہبودی کی ذمہ داری خالق نے اُن کے ہاتھ میں دی ہے۔ ڈاکٹر میری سٹوپ صاحبہ تو یہاں تک اعتقاد رکھتی ہیں کہ مرد بھی جماع کے دوران میں اپنے عضوِ تناسل کی جلد کے ذریعہ عورت کی رطوبت میں سے بہت سے مفید اور صحت بخش اجزا جذب کرتا ہے۔

اس کے علاوہ جماع سے پرہیزگاری کے عمل میں اور بھی ایسے نقائص ہیں۔ جنکی وجہ سے ہزاروں گھروں کی خوشی اور چین تباہ ہو گئے ہیں۔

مرد پر پرہیزگاری کے بُرے نتائج

(۱)۔ جو مرد مباشرت سے پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ قدرت کے قانون کے خلاف جارہا ہے۔ اور اگر اسکی طاقت مردمی شروع سے ہی تھوڑی ہے۔ تو آہستہ آہستہ وہ بہت ہی کم ہو جائیگی اور اُسکے نامرد ہو جانیکا اندیشہ ہوگا

(ب)۔ اوسط درجہ کے مرد کی صحت اپنی نفسانی خواہش پر غلبہ پانے کی کوشش کے باعث خراب ہو جاویگی۔ اُس کے اعضائے رئیسہ اور دماغ کمزور ہو جاوینگے۔ نیند جاتی رہیگی اور کثرتِ احتلام کی وجہ سے اُس کے مزاج میں چڑچڑاپن اور غصہ پیدا ہو جاویگا۔

(ج)۔ زیادہ شہوت والے مرد کیلئے تو پرہیزگار بننے کی کوشش ہی بے سود ثابت ہو گی اور چونکہ وہ اپنی بیوی سے مباشرت کرنے سے اِس لیے ڈرتا ہے۔ کہ زیادہ بچوں کی پیدائش اُسکی ذمہ داریوں کو بڑھاویگی۔ وہ فاحشہ عورتوں اور رنڈیوں کی سرپرستی شروع کر دیگا۔

عورت پر پرہیزگاری کے بُرے نتائج

(الف)۔ اگر عورت ٹھنڈے مزاج والی ہے۔ تو وہ کچھ عرصہ کے بعد مباشرت سے متنفر ہو جاویگی۔ اور آہستہ آہستہ اُسکو مختلف امراض مثلاً ہاضمے کی خرابیاں۔ اعضائے رئیسہ کی کمزوری۔ ہسٹریا وغیرہ لگ جاویگی۔

(ب)۔ اگر وہ بہت شہوت پسند ہے۔ تو وہ اپنے مرد کی پرہیزگاری سے تنگ آ کر پوشیدہ طور سے غیر مردوں کیساتھ مباشرت شروع کر دیگی۔

عورت اپنے مرد سے ہر طرح کی سختی سہہ سکتی ہے۔ لیکن وہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ مرد اُس سے مجامعت کرنا چھوڑ دے۔ مرد کیلئے

کسی خاص وجوہات کے باعث مباشرت ترک کرنا مشکل نہیں ہے۔ لیکن قدرت
نے عورت کو کچھ ایسے اجزاء سے بنایا ہے۔ جن کی وجہ سے وہ مباشرت
کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ علاوہ اس کے پرہیزگاری اولاد کی زیادتی کو روکنے
کا کوئی قابلِ اعتبار طریقہ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مرد سال میں اپنی
عورت سے صرف ایک ہی دفعہ جماع کرے اور وہ اسی سے حاملہ ہو جاوے
اور اسکی سال بھر کی پرہیزگاری رائیگاں جاوے۔ اگر وہ شخص ہر سال صرف
ایک ہی دفعہ اپنی عورت سے صحبت کرے تو ہر سال ایک نیا بچہ اس کے
ہاں تولد ہو سکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مباشرت سے پرہیزگاری کرنا نہ صرف
نقصان دِہ ہے۔ بلکہ کوئی قابلِ اعتبار طریقہ بھی نہیں۔ کسی عقل سلیم رکھنے
والے شخص کو اس طریقہ پر عمل پیرا نہیں ہونا چاہیئے۔ سوائے خاص خاص
حالتوں کے اور وہ بھی عارضی طور پر۔

مانع حمل

پچھلے باب سے ناظرین پر یہ واضح ہوگیا ہوگا کہ حمل کے روکنے کی ادویات یا آلات میں تین بڑی خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ وہ مرد کے تولیدی کیڑوں کو عورت کے رحم کے پیدائشی انڈوں سے نہ ملنے دیں۔ دوم وہ مرد کی منی سے مفید اجزاء عورت کے اپنے جسم میں جذب ہوتے ہیں خارج نہ ہوں۔ اور سوم وہ مرد اور عورت دونوں کیلئے مباشرت کے لطف اور مسرت بخش اثرات کو کم نہ کریں۔ یہ بھی لازمی ہے کہ ایسی دوائی جس کے ایک دفعہ کے استعمال سے مرد کی منی کی تولیدی طاقت ہمیشہ کیلئے زائل ہو جاوے کبھی بھی عوام کو استعمال میں نہ لانی چاہیے کیونکہ حمل کو قرار پانے دینا یا اس کا روکنا انسان کے اپنے بس میں ہونا چاہیے۔ ایسی دوائی کبھی بھی استعمال نہ کی جاوے جس کے برے اثر سے مرد ہمیشہ کے لئے اولاد پیدا کرنے کی طاقت کھو بیٹھے۔ اصلی مانع حمل وہی دوائی ہو سکتی ہے۔ جس کے ایک دفعہ کے استعمال کا اثر صرف ایک مباشرت پر ہی ہو۔ تاکہ مرد و عورت اپنی مرضی کے مطابق جس وقت چاہیں اولاد پیدا کر سکیں۔ حمل صرف اسی وقت قرار پاتا ہے جب مرد

کی منی کے تولیدی کیڑے عورت کے رحم کے پیدائشی انڈوں میں داخل ہوکر ان کے ساتھ مل جائیں۔ دونوں کے ملاپ سے وہ انسانی تخم پیدا ہوتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ پرورش پاکر نو ماہ کے عرصہ میں ایک بچے کی صورت اختیار کرتا ہے۔ حمل کے روکنے والی دوائی یا آلہ مندرجہ ذیل طریقوں سے حمل کو قرار نہیں پانے دیتے۔

(ا)۔ عورت کے رحم کے پیدائشی انڈوں کو وہ مرد کی منی کے تولیدی کیڑوں کے ساتھ ملنے کے ناقابل بنا دیتے ہیں۔

(ب)۔ مرد کے تولیدی کیڑوں کو عورت کے رحم کے پیدائشی انڈوں کے نزدیک پہنچنے اور ان میں جذب ہونے سے روکتے ہیں۔

(ج)۔ مرد کی منی کے تولیدی کیڑوں کو یا تو ہلاک کر دیتے ہیں یا بالکل ناکارہ بنا دیتے ہیں۔

مختصر طور پر حمل کو روکنے کے دو ذریعے ہیں۔

(۱)۔ وہ جن میں خاص آلات استعمال کئے جاتے ہیں یا مباشرت کے ایسے طریقے جن سے مرد کے تولیدی کیڑوں اور عورت کے پیدائشی انڈوں کو آپس میں ملنے نہیں دیا جاتا۔

(۲)۔ کیمیاوی طریقے۔ یعنی ایسی ادویات جن کے استعمال سے مرد کے تولیدی کیڑے یا تو تولید کے ناقابل ہو جاتے ہیں یا بالکل مر جاتے

ہیں۔ اب ہم ایسے طریقے بیان کرینگے۔ جن کے عمل سے بغیر کسی آلے یا دوائی کی مدد کے حمل قرار نہیں پا سکتا۔

۱۔ محفوظ اوقات

ماہرانِ علم حیوانات و نباتات کی رائے ہے۔ کہ موسم بہار کے مہینوں (مارچ۔ اپریل۔ مئی) میں زیادہ عورتیں حاملہ ہوتی ہیں۔ بہ نسبت موسم گرما و موسم سرما کے۔ بہار کے دنوں میں قدرت کی تمام چیزیں حیوان۔ جانور درخت۔ کیڑے وغیرہ خوش و خرم نظر آتے ہیں اور اپنی نسل بڑھاتے ہیں اور ساری قدرت حاملہ نظر آتی ہے۔ اِنسان بھی بحیثیت قدرت کا ایک جُزو ہونیکے بہار کے دنوں میں اپنی نسل بڑھانے کی باقی سب مہینوں سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موسم بہار میں سال کے سب مہینوں سے زیادہ حمل قرار پاتے ہیں۔ اِس لئے سخت گرمی اور سخت سردی کے دنوں میں مباشرت سے عورت کے حاملہ ہونے کا بہت کم امکان ہے۔ بہ نسبت موسم بہار کے۔

حیض کے جاری ہونے سے ایک ہفتہ پہلے کے عرصہ کو مباشرت کیلئے نہایت محفوظ مانا گیا ہے۔ کیونکہ اِس عرصہ میں حمل کا قرار پانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اِس محفوظ عرصہ کی میعاد مختلف عورتوں میں مختلف ہوتی

ہے۔ بعض میں قریب دس دن بعض میں صرف تین یا چار روز اور بعض
عورتوں میں بالکل ہی ندارد۔ محفوظ عرصہ کی میعاد ہر عورت صرف خود ہی
اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم کر سکتی ہے۔

حکیموں اور ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ محفوظ عرصے میں عورت
کے حمل نہیں ٹھہر سکتا۔ اِس لئے اگر اس عرصہ میں مباشرت کی جاوے۔ تو
حمل قرار پانے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ لیکن ایسا عمل قدرت کے قانون کے
خلاف ہے۔ کیونکہ انسان کے سوا باقی تمام مادہ جانور اپنے نر کو
نزدیک نہیں پھٹکنے دیتے جب کہ وہ خود گرمی پر نہ ہوں۔ اِس لئے عورت
سے جماع کرنا جبکہ وہ ٹھنڈی ہو۔ (ماہران علم النسوان کی متفقہ رائے ہے
کہ عورت محفوظ عرصے میں گرمی پر نہیں ہوتی۔ اور جماع کی خواہش نہیں
رکھتی) غیر قدرتی ہے۔ اِس لئے اِس عرصہ کے دوران میں مباشرت
کرنے سے مرد و عورت دونوں پورا لطف یا مزہ نہیں اُٹھا سکتے۔ جماع
سے پورا لطف اور فائدہ اسی وقت اُٹھایا جا سکتا ہے۔ جب مرد اور عورت
دونوں اُسکے خواہشمند ہوں۔ اِس کے علاوہ گرم مزاج کے مردوں
اور عورتوں کو یہ ایک مصیبت گراں معلوم ہوتی ہے۔ کہ سارے مہینے میں
سے صرف چند دن ہی مباشرت کے لئے مخصوص رکھے جاویں۔

محفوظ عرصہ پر پورا اِعتماد نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ کئی دفعہ اِس کے

دوران میں بھی مباشرت کرنے سے عورت حاملہ ہو جاتی ہے۔

محفوظ آسن

جماع کرنے کے بعض آسن ایسے ہیں جن سے حمل ٹھہرنے کا بہت کم امکان ہے۔ اور ہم یہاں پر ایسے تین آسنوں کا جو بہت ہی محفوظ ثابت ہوئے ہیں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ پہلا آسن

اس آسن میں عورت کو کسی اونچے پلنگ یا میز پر اسطرح لٹایا جاتا ہے کہ اس کے چوتڑ پلنگ یا میز کے کنارے پر ٹھہریں اور اسکی دونوں ٹانگیں نیچے لٹکتی رہیں۔ اس کے پاؤں یا تو فرش پر لگے رہیں یا ان کے نیچے ایک چوکی سہارے کیلئے رکھی ہو۔ مرد عورت کی دونوں ٹانگیں کے درمیان کھڑا ہو کر اس کے اوپر جھک جاتا ہے۔

چونکہ اس آسن میں عورت کے عضو کا رخ نیچے کی جانب ہوتا ہے اس لئے مرد کی منی انزال کے بعد فوراً ہی عورت کے جسم سے باہر بہہ جاتی ہے۔

۳- دُوسرا آسن

اِس آسن میں مرد پلنگ پر پیٹھ کے بل لیٹ جاتا ہے۔ اور اُس کے چُوتڑوں کے نیچے ایک تکیہ ہونا چاہیئے۔ عورت اُس کی رانوں پر گھوڑے کی سواری کے طریقہ کے موافق بیٹھ جاتی ہے۔ اِس آسن میں مرد کو کوئی حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف عورت ہی اپنے جسم کو اُوپر نیچے اور آگے پیچھے ہلاتی ہے۔

اِس حالت میں بھی عورت کے عُضو کا رُخ نیچے کی طرف ہوتا ہے۔ اِس لئے مرد کی منی اُس کے جسم کے اندر نہیں ٹھہر سکتی۔

قدیم زمانہ میں اہلِ روم اِس آسن کے بہت مشتاق تھے۔ مشہور رومی شاعر مارشل کے دیوان میں اس آسن کا بیان درج ہے۔

۴- تیسرا آسن

اِس آسن میں عورت پیٹ کے بل لیٹ جاتی ہے۔ اور اُس کی پیٹھ اُوپر کی طرف ہوتی ہے۔ اُس کی رانوں کے نیچے ایک تکیہ ہونا چاہیئے۔ مرد اُس کے اُوپر پیٹ کے بل لیٹ جاتا ہے۔ اور پیچھے کی طرف سے جماع کرتا ہے۔ اِس حالت میں حمل کے ٹھہرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ کیونکہ عورت

کے عضو کا رخ بالکل نیچے کی طرف ہوتا ہے۔ اور مرد کی منی کسی صورت میں
بھی عورت کے جسم کے اندر نہیں ٹھہر سکتی۔ اِس آسن سے موٹے جسم والے
مرد اور عورتیں زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتیں کیونکہ ان کی جسمانی بناوٹ
کی وجہ سے ان کیلئے اِس طریقہ سے جماع کرنا سخت دشوار ہے۔ لیکن
دبلے اور معمولی جسم کے مردوں اور عورتوں کیلئے یہ آسن حمل کے روکنے کا
ایک اچھا طریقہ ہے۔

۵۔ جماع کے بعد عورت کا کسرت کرنا

یہ بات صدیوں سے مانی چلی آتی ہے۔ کہ جماع کے بعد اگر عورت
تیز حرکات یا کوئی ایسی کسرت کرے جس سے اُس کی کمر اچھی طرح ہلے
تو رحم کے سکڑنے اور ہلنے کے باعث اُس میں منی نہیں ٹھہر سکتی۔ اور اِس
کے لئے حمل قرار نہیں پا سکتا۔ سب سے اچھا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرد کی منی کے
انزال کے فوراً ہی بعد عورت اٹھ کھڑی ہو۔ اور زور سے کھانسنا شروع کرے
یا کوئی کسرت کرے مثلاً کودنا۔ ناچنا۔ زمین پر سے بوجھ کا اوپر نیچے اٹھانا
دوڑنا وغیرہ تاکہ اُس کے دھڑ کا نچلا حصہ خوب ہلے اور اُس کے جسم سے
منی بالکل بہہ جاوے۔ ملک چین میں عام دستور ہے۔ کہ جب حمل کا روکنا
منظور ہو۔ تو عورت جماع کے بعد فوراً اٹھ بیٹھتی ہے۔ اور ٹھنڈا پانی پیٹ

بھر کر پی لیتی ہے۔ لیکن یہ طریقے نقائص سے خالی نہیں ہیں۔ کیونکہ عورت
کے جسم سے منی کے جلد بہہ جانے کی وجہ سے اسکو موقعہ نہیں ملتا کہ وہ اس
کے مفید اور صحت بخش اجزا اپنے جسم میں جذب کر سکے دیگر یہ کہ عورت کا
جماع کے بعد فوراً ہی اٹھ بیٹھنا اور کسرت شروع کر دینا مرد و عورت دونوں
کے لطف اور مزے میں سخت ہارج ہوتا ہے۔ اور جماع بجائے فائدہ مند
ہونیکے دونوں کیلئے مضر صحت ثابت ہوتا ہے۔ جماع اسی حالت میں پورا
مفید ہو سکتا ہے۔ جب جماع کے بعد مرد و عورت دونوں کچھ عرصہ تک آرام
سے لیٹے رہیں۔ تاکہ ان کے اعضائے رئیسہ جو جماع کی وجہ سے ایک خاص
بیداری کی حالت میں آ گئے تھے۔ آہستہ آہستہ اپنی اصلی حالت پر پہنچ جاویں
ان تمام نقائص کے باوجود بھی یہ طریقے حمل کو روکنے کیلئے نہایت مفید
ثابت ہوتے ہیں۔

۶۔ ادھورا جماع

اس طریقہ میں مرد و عورت حسب معمول جماع کا لطف و مزا اٹھاتے
ہیں۔ لیکن مرد اپنی منی کا انزال عورت کے جسم کے اندر نہیں ہونے دیتا
بلکہ جس وقت وہ محسوس کرتا ہے۔ کہ انزال ہونے والا ہے۔ وہ جھٹ پٹ اپنے
عضو کو باہر نکال لیتا ہے۔ اس طرح محبت کا یہ ڈرامہ نامکمل رہ جاتا ہے،

اگرچہ یہ طریقہ عوام میں بہت رائج ہے۔ لیکن یہ نہایت نفرت انگیز۔ مکروہ غلیظ اور اعضائے رئیسہ اور دماغ کو کمزور کرنے والا ہے۔ اور اگر اس کو متواتر کچھ مدت تک عمل میں لایا جاوے۔ تو مرد و عورت کے رگوں و پٹھوں کو بالکل ناکارہ بنا دیتا ہے۔ اور مرد کی دماغی طاقت کمزور ہو جانے سے قوت حافظہ جاتی رہتی ہے۔ اور اس کا عضو سست اور ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ ادھورے جماع کے برے نتایج مرد کی نسبت عورت کے حق میں زیادہ مضر ثابت ہوتے ہیں۔ اس کو ہسٹریا اور اس قسم کی دیگر امراض لگ جاتی ہیں۔ وہ جلد ہی حسن اور جوبن کو کھو بیٹھتی ہے۔ اور بے وقت بوڑھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے وہ منی کے مفید اور صحت بخش اجزا اپنے جسم میں جذب کرنے سے محروم رہ جاتی ہے۔ آسٹریا کے ایک بڑے مشہور و معروف ماہر امراض النسوان کا بیان ہے۔ کہ جتنی رحم کی بیماری والی عورتوں کا انہوں نے علاج کیا۔ ان میں سے ستر فی صدی رحم کی سوزش کی وجہ سے بیمار تھیں۔ جو دراصل ادھورے جماع کا نتیجہ تھا۔ اور جب ڈاکٹر موصوف کے مشورے پر ان کے خاوندوں نے ادھورے جماع کے عمل کو ترک کر کے مکمل مباشرت شروع کر دی۔ ان کی عورتوں کی بیماری خود بخود جاتی رہی۔ یہ طریقہ پورے طور سے قابل اعتبار بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے۔ کہ منی کے انزال سے پیشتر بھی مرد کے

عضو سے اکثر اوقات رطوبت کے چھوٹے چھوٹے قطرے نکلتے ہیں جن کا خارج ہونا مرد و عورت دونوں محسوس نہیں کر سکتے۔ اِن قطروں میں بسا اوقات مرد کے تولیدی کیڑے موجود ہوتے ہیں۔ جو عورت کے رحم میں داخل ہو کر اُس کے پیدائشی انڈوں کے ساتھ ملکر حمل قرار دیتے ہیں۔

۷۔ اِنزال پر قابو

یہ طریقہ بھی اُوپر بیان کئے ہوئے ادھورے جماع کے طریقے سے مشابہت رکھتا ہے۔ فرق صرف اِتنا ہے۔ کہ اِس میں مرد اپنی قوت ارادی سے اپنے نفسانی جوش کو بس میں رکھتا ہے۔ اور وہ انزال کا موقع کبھی آنے ہی نہیں دیتا۔ اِس لئے مباشرت کی میعاد بہت لمبی ہو جاتی ہے۔ اور مرد کا عضو بیس منٹ سے لیکر دس گھنٹہ تک تنا ہوا رہتا ہے۔ جس کے بعد وہ انزال ہونے کے بغیر ہی ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ یہ طریقہ قدیم زمانہ سے مشرقی ممالک میں بکثرت رائج رہا ہے۔ اِس کے عمل میں بڑی بھاری قوّت ارادی کی ضرورت ہے۔ اور اِس کا عمل عام مردوں کی طاقت سے باہر ہے۔ موجودہ زمانہ میں یہ طریقہ مغربی ممالک میں زور پکڑ رہا ہے۔ اور امریکہ کی اونیڈا (ONEIDA) نامی ریاست میں اسکو بہت پسند کیا جاتا ہے۔

ادھورے جماع کی طرح اِس طریقہ میں بھی یہ نقص ہے۔ کہ عورت کو مرد
کی منی کے مفید اور صحت بخش اجزا اپنے جسم میں جذب کرنے کا موقعہ
نہیں ملتا۔

اب ہم اُن آلات کا بیان کرینگے۔ جن کے استعمال سے مرد کی منی کے
تولیدی کیڑے عورت کے رحم کے پیدائشی انڈوں سے باہم مل نہیں سکتے

۹۔ مرد کے اِستعمال کیلئے آلہ۔

۸۔ فرنچ لیدر

French Letter:

فرنچ لیدر یا مرد کے عضو پر چڑھانے کیلئے ربڑ کے خول کا استعمال
آتشک سوزاک ایسی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے قدیم زمانہ سے چلا آتا
ہے۔ آجکل اِس کو دو مطلب کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ اوّل حمل
کو روکنے کیلئے اور دوم مندرجہ بالا امراض سے محفوظ رہنے کے واسطے۔
بازار میں فرنچ لیدر بہت اقسام کے ملتے ہیں۔ بعض بہت پتلے ربڑ کے

بنے ہوتے ہیں اور بعض قدرے موٹے ہوتے ہیں۔ لیکن عوام پتلے فرنچ لیدر کو پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ موٹا ربڑ جماع کے لطف میں ہارج ہوتا ہے فرنچ لیدر کے استعمال کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ منی انزال کے بعد فرنچ لیدر ہی میں اکٹھی ہو جاوے۔ اور عورت کے جسم کے ساتھ نہ چھونے پائے فرنچ لیدر میں یہ نقص ہے۔ کہ بعض دفعہ سوراخ ہونے یا ربڑ کے پھٹ جانے سے جمع شدہ منی عورت کے عضو میں بہہ جاتی ہے۔ اور حمل کے ٹھہرنے کا امکان ہوتا ہے۔
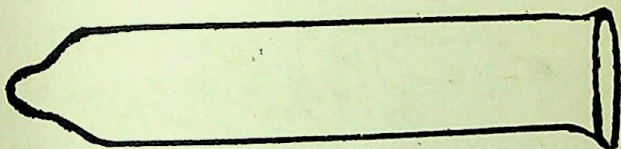
فرنچ لیدر کی شکل

اِس کے علاوہ اس میں اور بھی نقائص ہیں۔ اول یہ کہ ربڑ کی وجہ سے مرد و عورت کے عضو آپس میں چھو نہیں سکتے۔ اور اس لئے دونوں کو مباشرت سے پورا لطف حاصل نہیں ہوتا۔ دوم۔ اِس طریقہ میں عورت مرد کی منی کے مفید اور صحت بخش اجزا۔ اپنے جسم میں جذب نہیں کر سکتی۔ اور اِس لئے باوجود اُس کے شادی شدہ ہونے کے اس کی صحت کو برقرار رکھنے کی غذا اُسے پوری نہیں ملتی۔ سوم۔ مرد کے لئے بھی فرنچ لیدر

استعمال مضرِ صحت ثابت ہوا ہے۔ اِس کے استعمال سے مرد کے عضو میں زیادہ دیر تک سختی نہیں رہ سکتی۔ اور وہ جلدی ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ اور یہی سبب وقت انزال ہو جاتی ہے۔ بعض نازک مزاج عورتیں ربڑ کی بو سے سخت گھبراتی ہیں۔ اِن نقائص کے باوجود بھی فرنچ لیدر حمل کے روکنے کا ایک معتبر آلہ مانا گیا ہے۔

(ب) ۔عورت کے استعمال کیلئے آلات۔

۹۔ رُوئی اسفنج یا نرم کپڑے کے پھمبے

عورت انگلی سے پھمبے کو اپنے عضو کے اندر اوپر کو چڑھا دیتی ہے جس سے رحم کا منہ بالکل ڈھک جاتا ہے۔ اور یہی انزال ہونے کے بعد رحم کی جانب نہیں جا سکتی۔ اور اِس سے حمل نہیں قرار پا سکتا جاپان کی عورتیں نہایت ریشمی کاغذ اسی مطلب کے لئے استعمال کرتی ہیں

۱۰۔ گنبد نما ربڑ کی ٹوپی یا پیسری

(PESSARY)

بازار میں بہت اقسام کی ربڑ کی ٹوپیاں یا پیسری (Pessaries)

رحم کے منہ کو ڈھکنے کیلئے بکتی ہیں۔ ان کے کنارے کے ساتھ ٹھوس
ربڑ کا ایک چھلا لگا ہوتا ہے۔ جو رحم کے منہ کو اچھی طرح سے پکڑ لیتا ہے
اس کی بناوٹ تصویر سے ظاہر ہے۔ ان سب کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ
باوجود مرد و عورت کے عضووں کے آپسمیں چھونے اور ملے رہنے کے
مرد کی منی کے تولیدی کیڑے عورت کے رحم کے پیدائشی انڈوں سے
نہ مل سکیں اور حمل نہ ٹھہرنے پائے۔ ربڑ کی ٹوپی میں یہ خصوصیت ہونی چاہئے
کہ وہ نہایت نرم اور تازہ ربڑ کی بنی ہو۔ اور اس میں کسی قسم کا سوراخ یا پھٹ
جانے والی جھری نہ ہو۔

پیسری کو دبانے سے وہ چھوٹی ہو جاتی ہے۔ اور عورت اپنے عضو
کے اندر اسکو انگلی سے چڑھا سکتی ہے۔ اگر وہ پہلی دفعہ ایسا خود نہ کر سکے
تو کسی لیڈی ڈاکٹر سے اس کا استعمال سیکھ لیوے۔ اس کے
استعمال کا بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ عورت
اپنی ایڑیوں پر چوتڑوں کے بل بیٹھ جائے۔ اس
سے اس کی جائے مخصوص کے ارد گرد کے رگ و پٹھے ڈھیلے ہو جائینگے
اور رحم باہر کے سوراخ کے زیادہ نزدیک آ جاویگا۔ اب پیسری یا ربڑ کی
ٹوپی کو دبا کر اپنی انگلی کی مدد سے اس طرح عضو میں داخل کرے۔ کہ
کنارے کا ربڑ کا چھلا سب سے پہلے اندر داخل ہو اور گنبد نما سطح باہر

کی طرف ہو۔ جب رحم کے منہ کے قریب پیسری پہنچ جاوے تو اُس پر سے انگلی کا دباؤ ہٹا لیا جاوے۔ جس سے وہ پھیل کر اپنی اصلی حالت پر آ جاویگی۔ پھر انگلی سے اُسکو رحم کے منہ پر چڑھا دیا جاوے۔ اور وہ خود بخود اُس پر چمٹ جاویگی۔ اِس قسم کی پیسری کے استعمال سے رحم کے منہ کو جو آگے کو بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ ذرا بھی ضعف نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی عورت کسی قسم کی تکلیف محسوس کرتی ہے۔ بعض عورتیں عقل کم رکھتی ہیں اُن کو چاہیئے کہ کسی لیڈی ڈاکٹر سے پیسری کا استعمال سیکھ کر اُس کے روبرو پیسری کے چڑھانے اور اُتارنے کی ترکیب سیکھ لیویں۔ جماع کے بعد جب عورت کو پیسری کا اُتارنا منظور ہو۔ تو اپنی انگلی داخل کر کے پیسری کے کنارے کو ذرا سا جھٹکا دیوے۔ جس سے وہ خود بخود بڑی آسانی اور بغیر کسی تکلیف کے رحم کے منہ پر سے اُتر آویگی۔ بعض عورتوں کی انگلیاں بہت چھوٹی ہوتی ہیں اور رحم کے منہ تک نہیں پہنچتی۔ ایسی عورتیں پیسری کو خود نہیں لگا سکتیں اور دوسرے کی مدد چاہتی ہیں۔ لیکن عام طور پر رحم کا منہ باہر کے سوراخ سے بڑی انگلی کی لمبائی سے زیادہ دور نہیں ہوتا۔ اور پیسری کا ٹھیک جگہ پر جمانا مشکل نہیں ہوتا۔

یہ بات یاد رہے کہ ربڑ کی اشیاء خواہ استعمال میں ہوں یا نہ ہوں جلد خراب ہو جاتی ہیں اور ربڑ کے پھوٹ جانے سے اُن میں دراڑیں

پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ربڑ کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے پیسری کو جب وہ استعمال میں نہ ہو پانی میں رکھا جائے اس سے ربڑ کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی لچک بحال رہتی ہے۔

سب سے بڑھیا قسم کی پیسری کا نام جو بازار میں بکتی ہے۔ پرو ریس پیسری Pro Race. Pessary ہے۔ اس پیسری کے ٹھیک اور صحیح استعمال سے حمل کے قرار پانے کا بالکل اندیشہ نہیں رہتا۔
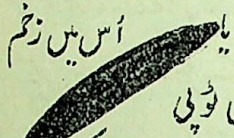
پیسری ایک ایسا آلہ ہے جس کے استعمال سے مرد و عورت دونوں مباشرت سے پورا لطف و حظ اٹھا سکتے ہیں۔ ٹھیک طور سے لگی ہوئی پیسری کی موجودگی مرد کو جماع کے وقت کبھی بھی محسوس نہیں ہو سکتی۔ علاوہ اس کے اگر مرد شراب کے نشہ میں مخمور ہو یا حمل کے روکنے کی پرواہ نہ کرتا ہو۔ تو عورت خود ہی اس آلے کے استعمال سے مرد کی مدد کے بغیر پوری طرح محفوظ رہ سکتی ہے۔

۱۱- ربڑ کی چوڑی ٹوپی

FLAT LENS-SHAPED CAP.

یہ ٹوپی ٹھوس ربڑ کی بنی ہوتی ہے۔ اور اسکی گہرائی بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی بناوٹ تصویر سے ظاہر ہے۔ اس ٹوپی کو رحم کے منہ پر

نہیں چڑھایا جاتا بلکہ اِس سے رحم کے منہ کے قریب عُضوِ مخصوص کے راستے کو بالکل بند کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مرد کی منی ازال کے بعد عورت کے رحم کے منہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اِس قسم کی ٹوپی میں بہت زیادہ نُقص ہیں۔ اور ڈاکٹر میری اسٹوپ جو ماہر علم العنوان ہیں اِس کے استعمال کے سخت خلاف ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ یہ ٹوپی رحم کے مُنہ سے ٹکراتی ہے۔ اور اُس کی شکل کو بگاڑ دیتی ہے یا اُس میں زخم پیدا کر دیتی ہے۔ اور دورانِ جماع میں اِس ٹوپی کی وجہ سے رحم سے کوئی قدرتی رطوبت خارج نہیں ہو سکتی نیز یہ ٹوپی اپنی موٹی ساخت کی وجہ سے مرد و عورت دونوں کے لُطف میں ہارج ہوتی ہے۔

۱۲- پتلے ربڑ کی زنانہ تھیلی

FEMALE SHEATH.

یہ تھیلی بناوٹ میں مرد کے فرنچ لیدر کے بالکل مشابہ ہوتی ہے۔ لیکن بجائے مرد کے عُضو پر چڑھانے کے اِسکو عورت کے عُضو کے اندر لگایا جاتا ہے۔ جہاں پر یہ استر کا کام دیتی ہے۔ اِس کے استعمال سے بھی مرد کی منی عورت کے عضو کے کسی حِصّہ کو بھی نہیں

چھو سکتی اور جماع میں مرد کا عضو صرف اسی تھیلی میں ہی کام کرتا ہے۔

اِس کے نقائص قریب قریب وہی ہیں جو فرنچ لیدر کے ہیں یعنی اس کے استعمال میں بھی عورت منی کے مفید اور صحت بخش اجزاء اپنے جسم میں جذب نہیں کر سکتی۔ دوسرے اِس کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لئے مباشرت کے لطف کو کم کرتا ہے۔ آدمی کے لئے صرف اِس کا یہ فائدہ ہے۔ کہ فرنچ لیدر کا پہنا بعض آدمیوں کو تکلیف دہ محسوس ہوتا ہے۔ اور عورت کے اِس تھیلی کے استعمال کرنے سے مرد اِس تکلیف سے بچ جاتے ہیں۔ دیگر فرنچ لیدر کے استعمال سے مرد کے عضو میں سختی آنی کم ہو جاتی ہے۔ لیکن عورت کے تھیلی پہننے سے یہ نقص پیدا نہیں ہوتا۔

بسا اوقات مرد آتشک یا سوزاک وغیرہ ایسی نامراد بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ جس سے اُس کی عورت کو بیماری لگ جانیکا ہر وقت اندیشہ رہتا ہے۔ اگر مرد خود اپنی عورت کے بچاؤ کی تدبیر نہ کرے۔ یا لاپرواہ ہو۔ تو عورت اِس تھیلی کے استعمال سے اِن نامراد بیماریوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ اور اِسی طرح سے اگر عورت بھی کسی ایسی مرض میں مبتلا ہو۔ تو اُس کے تھیلی استعمال کرنے سے مرد بھی بیماری لگنے سے بچا رہتا ہے۔ اِس تھیلی کو صحیح طریقے سے برتنے سے حمل بالکل قرار نہیں پا سکتا۔

۱۳- رحم کے مُنہ کو بند کرنیکے بٹن

اسپرنگ - اسٹڈ وغیرہ
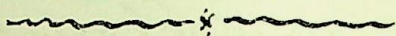
آجکل کئی اقسام کے بٹن اسٹڈ وغیرہ رحم کے منہ کو بند کرنے کی غرض سے بنائے جاتے ہیں۔ وہ عورتیں جو شہوت کے لحاظ سے ٹھنڈی ہوں اُن کے واسطے یہ بٹن کافی مُفید اور کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن ایسی عورتیں جنکو گرم کہا جاتا ہے۔ اور جو بہت شہوت پسند ہیں۔ وہ اِس قسم کے بٹنوں سے کوئی فایدہ نہیں اُٹھا سکتیں۔ کیونکہ جماع کے دوران میں اُنکے رحم کا منہ خود بخود زیادہ کھل جاتا ہے۔ اور بٹن یا اسٹڈ گر پڑتا ہے۔ اور مرد کی منی عورت کے رحم میں داخل ہوسکتی ہے دوسرے بٹن کے استعمال سے رحم سے خارج ہونے والی رطوبت رحم سے باہر نہیں نکل سکتی۔ اور اس لئے عورت کے حق میں بٹن یا اسٹڈ کا استعمال مضر صحت ثابت ہوتا ہے۔ بٹن گنبد نما ربڑ کی ٹیپری سے بالکل مختلف چیز ہے۔ رحم کے منہ پر چڑھی ہوئی ٹیپری کے اندر رحم سے خارج ہونے والی رطوبت کے لئے کافی جگہ ہوتی ہے۔ اور دوران جماع میں رطوبت خارج ہو کر ٹیپری کے اندر جمع ہوتی رہتی ہے

لیکن بٹن تو رحم کے سوراخ کو بالکل بند کر دیتا ہے۔ اور رحم سے رطوبت باہر نہیں نکل سکتی۔

سب سے بڑھیا قسم کا اسٹڈ یا بٹن جو بازار میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس کا نام گولڈ اسپرنگ یا وش بون Gold Spring Wishbone or ہے۔ اس کو امریکہ کی عورتیں بہت پسند کرتی ہیں۔ اور یہ اس ملک میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ اس قسم کے آلہ میں باقی سب آلات کی نسبت یہ خوبی ہے۔ کہ اس کو ایک دفعہ لگا کر کئی ہفتوں تک رحم کے منہ میں لگا ہوا چھوڑ سکتے ہیں۔ اور روزانہ لگانے یا اتارنے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔

کیمیاوی طریقے

خوردبین کی ایجاد سے پہلے ڈاکٹروں کو یہ علم نہ تھا۔ کہ مرد کی منی میں تولیدی کیڑے موجود ہیں۔ جن کے عورت کے رحم کے پیدائشی انڈوں کے ساتھ ملنے سے حمل قرار پاتا ہے۔ لیکن باوجود اس لاعلمی کے قدیم زمانہ سے حکیم اور ڈاکٹر لوگ ایسی ادویات کا استعمال بتلاتے آئے ہیں۔ جن سے حمل نہیں ٹھہرتا۔ گو خوردبین کی ایجاد سے پہلے ان کو یہ علم نہ

تھا۔ کہ اس طرح سے حمل کا قرار پانا تولیدی کیڑوں کی ہلاکت یا ناکارہ ہو جانے کے باعث واقع ہوتا ہے۔ آیورویدک کی پرانی کتابوں میں ایسے جوشاندوں اور نسخوں کا ذکر درج ہے جن کے استعمال سے حمل نہیں ٹھہر سکتا۔

گو مرد کی منی کے ایک انزال میں تولیدی کیڑے لاکھوں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو ناکارہ بنانے یا ہلاک کرنے والی دوائیاں عموماً بہت تھوڑی مقدار میں درکار ہوتی ہیں۔ مثلاً کونین جب اس مطلب کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔ تو صرف چند رتی بھر وزن کافی ہوتا ہے۔ تجربے سے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ عورت کے عضوِ مخصوصہ میں حمل روکنے والی دوائی بجائے سفوف یا ٹکیہ کے اگر مرہم کی شکل میں ہو۔ تو زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ منی کے انزال کے بعد تولیدی کیڑے مرہم کی چکناہٹ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی جگہ سے ہلنے نہیں پاتے۔ اور دوائی جو مرہم میں موجود ہوتی ہے۔ ان کو وہیں پر یا تو ناکارہ بنا دیتی ہے۔ یا بالکل ہلاک کر دیتی ہے۔ اور کوئی کیڑا بھولے بھٹکے سے بھی رحم کی جانب نہیں نکلنے پاتا۔

ہم ذیل میں حمل کے روکنے کی ان ادویات کا حال مختصر طور پر بیان کرتے ہیں جو بہ نسبت اوروں کے زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔

۱۴- کونین کا سفوف

حمل کو روکنے والی ادویات میں سے کونین کے مرکبات سب سے زیادہ استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ کونین کے مرکب جو سفوف کی صورت میں برتے جاتے ہیں۔ اُن کا بڑا بھاری نقص یہ ہے۔ کہ اُن کو عورت کے عضو کے اندر ٹھیک طرح سے نہیں چھڑکا جا سکتا۔ بعض دفعہ خاص طرح کی پچکاری اِس مطلب کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی عضو کے اندر دور تک کونین کو صحیح طور پر نہیں پہنچایا جا سکتا۔ عام طور پر کونین کے سفوف کو اسفنج میں بھر کر اُس کو عضو کے اندر رکھا جاتا ہے بعض ڈاکٹر کونین کو خول (capsules) میں بھر کر عورت کے عضو میں رکھنے کیلئے دیتے ہیں۔ لیکن اِس میں یہ نقص ہے۔ کہ کونین ایک جگہ پر ہی اکٹھی پڑی رہتی ہے۔ اور عضو کے تمام حصوں میں نہیں پھیل سکتی۔

۱۵- کونین کی حل ہونیوالی سپوزیٹری

Soluble Quinine Suppository.

چونکہ کونین کا سفوف عورت کے عضو کے اندر اچھی طرح سے نہیں چھڑکا جا سکتا۔ اِس لئے اس کو کوکو بٹر (Cocoa Butter)

میں ملا کر مخروطی شکل کی بتیوں (Suppositories) کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کونین کی بتی میں یہ بڑی خوبی ہے کہ جماع کرنے کے وقت سے ذرا ہی پہلے اُسکو عورت اپنے عضو میں رکھکر حمل سے کافی حد تک محفوظ رہ سکتی ہے۔ دوسرے اس کے استعمال سے مباشرت کے لطف میں مرد و عورت دونوں کے لئے کسی قسم کی کمی معلوم نہیں دیتی۔ اگر مرد کا عضو اتنا لمبا ہو کہ وہ عورت کے رحم کے منہ تک پہنچ جائے۔ اور منی کا انزال سیدھا رحم کے منہ کے اندر ہو۔ تو اس حالت میں کونین کی بتی چنداں کارگر نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ عورتیں جن کے رحم کا منہ بوجہ بچوں کی پیدائش کے بہت چوڑا ہو گیا ہو۔ انکے لئے بھی کونین کی بتی مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ ایسے حالات میں قرارِ حمل سے محفوظ رہنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ کونین کی بتی کے علاوہ عورت ربڑ کی گنبد نما پیسری جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ بوقت مباشرت استعمال کرے۔ کوکو بٹر میں کونین ملانے کا یہ فائدہ ہے۔ کہ وہ جلدی پگل جاتا ہے۔ اور عورت کے عضو کو ملائم رکھتا ہے۔

یہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ کونین کا استعمال بعض لوگوں کو موافق نہیں آتا۔ مرد کے عضو کو جلن محسوس ہونے لگتی ہے۔ اور بعض دفعہ وہ سوج جاتا ہے۔ بعض عورتوں کی طبیعت ایسی نازک ہوتی ہے۔ کہ انکو

کونین کے استعمال سے بے چینی ہو جاتی ہے۔ اُنکی نیند حرام ہو جاتی ہے
اور درد سر۔ جی کا متلانا۔ کمزوری وغیرہ جیسی علامات شروع ہو جاتی ہیں۔
کونین کی پیوزیٹری بنانے کے لیے بعض ڈاکٹر کوکو بٹر کی بجائے
جیلے ٹین (Gelatine) استعمال کرتے ہیں۔ اس سے یہ
فایدہ ہوتا ہے۔ کہ کپڑے چکناہٹ سے خراب نہیں ہوتے۔ لیکن اِسمیں
نقص بھی ہے۔ وہ یہ کہ کوکو بٹر کی طرح جیلے ٹین مرد کے تولیدی کیڑوں
کی حرکات کو گرفتار نہیں کر سکتی۔ اور وہ اِدھر اُدھر بھاگ سکتے ہیں۔ کیونکہ
اِس میں چکناہٹ نہیں ہوتی۔ لیکن اِس نقص کے باوجود بعض لوگ
جیلے ٹین کو کوکو بٹر کی بجائے ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ کوکو بٹر کی طرح
بدبُودار نہیں ہوتی۔

۱۶۔ پھٹکڑی کا سفُوف

پھٹکڑی کا سفوف بھی ویسے ہی استعمال کیا جاتا ہے جیسے کونین
کا سفوف۔ پھٹکڑی کا استعمال قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ اِس کا ایک
خاص فائدہ یہ ہے۔ کہ جس عورت کا عضو مخصوصہ بوجہ کثرت پیدائش اولاد
کے بہت زیادہ چوڑا اور ڈھیلا ہو گیا ہو۔ پھٹکڑی کے استعمال سے
وہ سکڑ کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ اور وہ مرد جن کو پہلے مباشرت

بے لطف معلوم ہوتی تھی۔ عورت کے پھٹکڑی استعمال کرنے کے بعد از سرِ نو مباشرت کا لطف اُٹھانے لگتے ہیں۔ لیکن پھٹکڑی کے لگاتار استعمال سے عورت کا عضو سخت ہو جاتا ہے۔ اور اس میں زیادہ خشکی آ جاتی ہے۔

۱۷- روغن زیتون اور چائنوسال میں تر کیا ہوا اسفنج

روغن زیتون اور چائنوسال میں تر کیا ہوا اسفنج حمل کے روکنے کیلئے کافی مفید ثابت ہوا ہے۔ اس میں یہ بڑا فائدہ ہے۔ کہ عورت اسکو بڑی آسانی سے بغیر مرد کی مدد کے اپنے عضو میں داخل کر سکتی ہے اور وہ دقت جو ربڑ کی پیسری لگانے میں ہوتی ہے۔ اسفنج کے استعمال میں پیش نہیں آتی۔ اس میں نقص بھی ہیں اور وہ یہ کہ اس کو اچھی طرح سے کبھی بھی صاف نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کی موجودگی مباشرت کے لطف میں حارج ہوتی ہے۔

پیٹنٹ دوائیاں

۱۸- پیٹنٹ اکس اور اسپیٹن

PATENTEX & SPETON.

اِن دونوں اُدویات کو بہت مشتہر کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک اُن کے مفید ہونے کا دعوٰے کیمیاوی امتحان سے ثابت نہیں ہو سکا۔ اِن دونوں میں ایک یہ بھی نقص ہے۔ کہ یہ صرف ٹکیہ کی شکل میں دستیاب ہوتے ہیں۔ اور اس لئے اِن کا اثر عورت کے تمام عضو میں نہیں پھیل سکتا۔ بلکہ صرف اُسی حصہ میں محدود رہتا ہے۔ جس میں ٹکیہ رکھی گئی ہو۔ دوسرے جیسا کہ اُوپر واضح کیا گیا ہے۔ حمل کے روکنے والی دوائی میں ایک یہ بھی خصوصیت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ مرہم کی شکل میں ہو۔ کیونکہ دوائی کے اثر کے علاوہ مرہم کی چکناہٹ سے مرد کے تولیدی کیڑوں کی حرکات گرفتار ہو جاتی ہیں۔

۱۹ - سپرم کِل[ط] Spermkil

حمل کے روکنے کی جتنی ادویات آج تک تیار کی گئی ہیں۔ اُن سب میں سے زیادہ مفید اور زیادہ قابلِ اعتبار سپرم کِل ہے۔ یہ ایک مرہم کی شکل میں ہوتی ہے۔ اور اِس کو انگلی کے ساتھ عورت کے عضو کے اندر اچھی طرح لگایا جاتا ہے۔ مرہم کی چکناہٹ میں مرد کی منی کے تمام تولیدی کیڑے جکڑے جاتے ہیں۔ اور اپنی جگہ سے ہلنے نہیں پاتے اور وہ ادویات جو مرہم میں موجود ہوتی ہیں۔ فوراً اُن کیڑوں کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ اِس دوائی کے استعمال سے حمل قرار پانے کا بہت ہی کم اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ دوائی گو حال ہی میں ایجاد ہوئی ہے۔ لیکن اس کا استعمال بہت ہی بڑھ گیا ہے۔ یہ بوجہ سستی ہونے کے بہت مقبولِ عام ہے۔

۲۰ - دوائی کی پچکاری Douche

دوائی کی پچکاری کا استعمال باوجود اس کے نقائص اور بُرے نتائج کے بہت عام ہے۔ آجکل بے انتہا قسم کی پچکاریاں بکتی ہیں۔ لیکن پرانے

[ط] - سپرم کِل تمام بڑے دوا فروشوں سے ایک روپیہ میں مل سکتی ہے۔ یا یہ ہندوستان کے واحد تقسیم کنندگان میسرز پی کاک ٹریڈنگ کمپنی (انڈیا) پوسٹ آفس بکس نمبر لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

فیشن کی پچکاری جس میں ایک ٹین کے ڈبے کے پیندے میں ایک ربڑ
کی نالی لگی ہوتی ہے۔ سب سے اچھی خیال کی جاتی ہے۔ ربڑ کی نالی کے نچلے سرے
پر شیشے یا آبنوس کی نلی (Nozzle) لگی ہوتی ہے۔ بوقت ضرورت ڈبہ
میں دوائی کا لوشن ڈالکر اس کو دیوار کے ساتھ کیل پر لٹکایا جاتا ہے۔ عورت
ربڑ کی نالی کو ہاتھ سے پکڑ کر شیشے یا آبنوس کی نلی کو اپنے عضو میں داخل کرتی
ہے۔ اور لوشن کے زور سے اس کے عضو سے تمام جمع شدہ منی اور رطوبت
باہر بہہ جاتی ہے۔ لیکن آسانی اور آرام کی خاطر بعض عورتیں ربڑ کی پچکاری
استعمال کرتی ہیں۔ یہ عام دوا فروشوں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ اور اس
کی شکل تصویر سے ظاہر ہے۔ اس میں ربڑ کی ایک صراحی نما تھیلی ہوتی ہے
اور اس کے منہ کے آگے آبنوس یا شیشے کی نلی لگی ہوتی ہے۔ جس کے
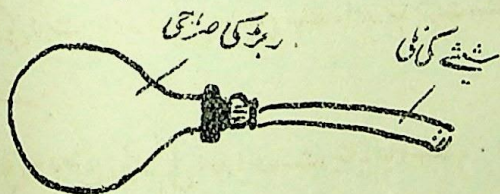
سرے میں بہت سے چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں۔ ربڑ کو دبانے سے
نلی کے سوراخوں میں سے فوارہ کے موافق پانی کی باریک دھاریں
نکلتی ہیں۔ جو عورت کے عضو کے ہر کونے اور درز میں پہنچتی ہیں۔

افسوس کی بات ہے۔ کہ ڈاکٹر لوگ عورتوں کو پچکاری کے روزانہ استعمال

کی ہدایت کرتے ہیں۔ لیکن ہماری رائے میں یہ سخت نقصان دِہ ہے کیونکہ پچکاری کے روزانہ استعمال سے عورت کے عُضو کی قُدرتی رطوبت جس کا عُضو میں موجود رہنا اُس کی صحت کے لئے اشد ضروری ہے۔ ضائع ہوتی رہتی ہے۔ اور اُس کو رحم کی سوزش۔ جریان الرحم وغیرہ کئی قسم کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ بلکہ عُضو میں ناسور (cancer) پیدا ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ دُوسرے وہ فایدہ بخش قدرتی جرم جو عضو میں موجود ہوتے ہیں اور جن کے وہاں رہنے سے باہر کے بیماری پیدا کرنے والے جراثیم جسم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ وہ بار بار پچکاری کرنے سے تلف ہو جاتے ہیں اور اُن کی عدم موجودگی میں باہر کے جراثیم عورت کے عضو میں داخل ہو کر کئی قسم کی بیماریاں پیدا کر دیتے ہیں۔ تیسرے زیادہ پچکاری کرنے سے عُضو کی قوّتِ حاسّہ زائل ہو جاتی ہے۔ اور مُباشرت بے لطف معلوم دیتی ہے۔

پچکاری کا لوشن دو قسم کی ادویات سے بنایا جاتا ہے۔

(۱)۔ وہ جو تولیدی کیڑوں کو ہلاک کر دیتی ہیں۔

(۲)۔ وہ جو اُن کو ناکارہ بنا دیتی ہیں۔ مثلاً پھٹکڑی کا لوشن۔ صابُون کا پانی وغیرہ۔

ذیل میں ہم وہ لوشن درج کرتے ہیں۔ جن کے استعمال سے تولیدی

کیڑے مرجاتے ہیں۔

پوٹاشیم پرمینگنیٹ یا لال دوائی کا ایک حصّہ دو ہزار حصّے پانی میں حل کر لینے سے پچکاری کے لئے ایک نہایت سستا اور مفید لوشن بن جاتا ہے۔ چاینوسال کا لوشن بھی بہت استعمال ہوتا ہے۔ اور دنیا کے مشہور سرجن سر آربتھ ناٹ لین اِس کی پُرزور سفارش کرتے ہیں آج کل ولایت کی زیادہ عورتیں لسٹرین (Listerine) کے لوشن سے پچکاری کرتی ہیں۔ اِن کے عِلاوہ کاربالک ایسڈ۔ لائیسول۔ رس کپور وغیرہ بھی اِسی مطلب کے لئے اِستعمال ہوتے ہیں۔ لیکن یہ نقصان دِہ ثابت ہوتے ہیں۔ اِس لئے اِنکے لوشن سے پچکاری نہیں کرنی چاہیئے۔ رس کپور کی پچکاری سے تو بعض اوقات کئی جانیں چلی گئی ہیں۔ ہمارے اپنے خیال میں تو صرف وہ لوشن جن سے تولیدی کیڑے ناکارہ ہو جاتے ہیں اِستعمال کرنے چاہئیں۔ لاہوری نمک کا لوشن۔ پھٹکڑی کا لوشن۔ سرکہ کا لوشن وغیرہ اِس مطلب کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے۔ کہ کوئی دوائی اِستعمال ہی نہ کی جاوے فقط ٹھنڈے پانی سے پچکاری کرنا ہی کافی ہے۔ اور آجکل تو لایق ڈاکٹر صرف اِسی کی سفارش کرتے ہیں۔

اوپر بیان کیے ہوئے نقائص کے عِلاوہ پچکاری کرنے میں اور

بھی کئی نقص ہیں۔ پچکاری تب ہی مفید ہوسکتی ہے۔ جبکہ اُس کو مباشرت کے
فوراً ہی بعد استعمال کیا جاوے۔ لیکن جماع کے بعد مرد و عورت دونوں
کو آرام سے لیٹے رہنے چاہیئے۔ اور اگر عورت جلدی اُٹھ کر پچکاری کرنے
کے دھندے میں لگ جاوے۔ تو مباشرت کا لطف اِس قدر کم ہو جاتا
ہے۔ کہ مرد و عورت دونوں اس سے مُتنفّر ہو جاتے ہیں۔ دوسرے اگر
جاڑے کا موسم ہو تو عورت کو گرم بستر میں سے نکلنے کی وجہ سے سردی
لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بہت سی عورتوں کو اِسی وجہ سے رحم
میں سوزش ہو جاتی ہے۔ کئی دفعہ سینے کو سردی لگنے سے نمونیا کی مہلک
بیماری لگ جاتی ہے۔ تیسرے چونکہ پچکاری جماع کے بعد کی جاتی ہے
اِس لیے اس کا اثر اُن کیڑوں تک جو رحم میں داخل ہو گئے ہوتے ہیں
نہیں پہنچتا۔ اور وہ حمل ٹھہرا سکتے ہیں۔ ہماری رائے میں تو حمل کے
روکنے کیلئے کبھی کسی قسم کی پچکاری نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ خطرات
سے پُر ہے۔

مرد و عورت کو اولاد پیدا کرنیکے ناقابل بنانا

جب مرد یا عورت کسی ایسی موروثی بیماری میں مبتلا ہوں۔ جو آنیوالی
نسل کو لگ سکتی ہے۔ تو ہر دو کے لئے اشد ضروری ہے۔ کہ ایسے طریقے

اختیار کریں - جن سے اولاد کے پیدا ہونے کے اِمکان ہمیشہ کے لئے رہ جائیں۔ ایسی حالت میں حمل کو روکنے والی دوائیوں پر پُورا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے - بلکہ مرد یا عورت دونوں میں سے جس کو بھی بیماری ہو - اُس کو اپنی تولیدی طاقت کو ناکارہ کروانا چاہیئے تاکہ بیمار اولاد پیدا ہو کر خاندان اور دُنیا کے واسطے مُصیبت کا باعث نہ بنے - خاص طور پر وہ اشخاص جو پاگل پن - مرگی - مالیخولیا - تپ دِق - ذیابیطس - کوڑھ - آتشک جیسی بیماریوں میں مُبتلا ہوں - اُن کے لئے ازبس ضروری ہے - کہ وہ اولاد پیدا کرنے کا خیال تک دِل میں نہ لاویں - کیونکہ ایسا نہ کرنے سے وہ نہ صرف اپنی اولاد کے حق میں بلکہ قوم و مُلک کے لئے دُشمن ہونگے - اور خالق کی نظروں میں ناقابلِ عفو گُناہ کے مستوجب ہونگے -

۲۱ - مرد کو اولاد پیدا کرنیکے ناقابل بنانا

۹ - پُرانے زمانے میں اِس مطلب کیلئے مرد کو خصی کیا جاتا تھا - لیکن آجکل اِسکو ایک نہایت وحشیانہ طریقہ خیال کیا جاتا ہے - کیونکہ اِس سے مرد مخنث ہو جاتا ہے - اور اُس کے مردانہ اوصاف وخاصیتیں جاتی رہتی ہیں - وہ پرلے درجہ کا بزدِل ہو جاتا ہے - اُس کی قوتِ ارادی ودماغی طاقت کمزور ہو جاتی ہیں - اور اُس کی عام صِحت خراب ہو جاتی ہے

موجودہ زمانہ میں واسکٹومی (Vasectomy) کے اپریشن سے مرد اولاد پیدا کرنے کے ناقابل بنا دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ بدستور جماع کر سکتا ہے۔ اور اُس سے پورا لطف اُٹھا سکتا ہے۔ بلکہ منی کے ضایع نہ ہونے سے اس کی جسمانی طاقت پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اِس اپریشن سے مرد کے عضو کی ایستادگی میں ذرا فرق نہیں آتا۔ اور وہ پہلے کیطرح مُباشرت کے وقت سخت اور تنا ہوا رہتا ہے۔ واسکٹومی کا اپریشن نہایت ہی آسان ہے۔ مرد کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور درد کا تو نام ونشان تک نہیں ہوتا۔ خواہشمند اصحاب کسی لائق ڈاکٹر سے یہ آپریشن کروا سکتے ہیں۔

ب۔ ایکس رے (X Ray) کے اثر سے تولیدی کیڑوں کی طاقت ہمیشہ کیلئے جاتی رہتی ہے۔ اور مرد اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ مگر وہ بدستور مُباشرت سے لُطف و مزہ اُٹھاتا رہتا ہے۔

۲۲۔ عورت کو اولاد پیدا کرنیکے ناقابل بنانا

اِس کا آپریشن مرد کے اپریشن سے زیادہ مشکل ہے۔ لیکن تمام لائق سرجن اس آپریشن کو کرنا جانتے ہیں۔ آج سے چند سال پہلے عورت کے جسم سے تولیدی انڈے پیدا کرنیوالی غدودوں (Ovaries) کو

کاٹ کر نکال دیا جاتا تھا۔لیکن اِس سے عورت کی صحت ہمیشہ کے لئے بگڑ جاتی تھی۔ اِس لئے آجکل ایک دوسرا آپریشن کیا جاتا ہے۔جس میں انڈوں کو رحم میں لانے والی نالی (ovi. Duct) کا ایک حصّہ کاٹ دیا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے عورت کبھی حاملہ نہیں ہو سکتی۔مگر وہ مباشرت پہلے کی طرح کر سکتی ہے۔اور اُس سے پُورا لُطف اُٹھا سکتی ہے۔

(کشیر کاتب بھیکھا کاتباں)

سپرم کل رجسٹرڈ
Spermkil. (Regd).
حمل کو روکنے کی بہترین دوائی ہے۔ اِس کے استعمال سے حمل کے ٹھہرنے کا بالکل امکان نہیں رہتا۔ یہ بالکل بے ضرر ہے۔ اور اِس کا اِستعمال مرد و عورت دونوں کے لُطفِ مباشرت میں حارج نہیں ہوتا۔ دنیا کے تمام مشہور ترین ڈاکٹر سپرم کل کے اِستعمال کی پُرزور سفارش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ باقی تمام دوائیوں سے زیادہ زود اثر و قابلِ اعتبار ثابت ہوئی ہے۔ یہ ایک مرہم کی شکل میں ہوتی ہے۔ اور اِس کے لگانے کا طریقہ نہایت آسان ہے۔ ایک دفعہ کے لگانے سے اِس کا اثر بارہ گھنٹہ تک رہتا ہے۔ یہ ہر بڑے دوا فروش سے ایک روپیہ میں ملسکتی ہے
اِیجاد کردہ:- اینگلو جرمن ریسرچ لباریٹری۔
ہندوستان کے لئے واحد تقسیم کنندگان۔
میسرز پی کاک ٹریڈنگ کمپنی (انڈیا) پوسٹ بکس ۴ ۔ لاہور

آتشک اور سوزاک سے محفوظ رکھنے والی واحد دوائی

امیونو رجسٹرڈ

Immuno. (Regd.).

دنیا میں لاکھوں اشخاص ایسے ہیں۔ جو آتشک اور سوزاک کی امراض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اُن غریبوں کیلئے دنیا کی تمام نعمتیں حرام ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ اُنکے جسم میں جو گھن لگا ہوا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ اُنکی زندگی کی جڑوں کو کھا رہا ہے۔ ایسے مریض نہ صرف خود ہی گرفتار بلا ہیں۔ بلکہ اپنی اولاد کے بھی دشمن ہیں۔ کیونکہ آتشک اور سوزاک جیسی نامراد بیماریاں ایک دفعہ لگ جانے سے پشتوں تک پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ امیونو ہی دنیا میں ایک واحد دوائی ہے جس کے استعمال سے مرد و عورت دونوں تمتع شہوت کے لطف اُٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو آتشک اور سوزاک سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہ دوائی ایک مرہم کی شکل میں ہے۔ اس لئے اس کا لگانا نہایت آسان ہے۔ قیمت فی ٹیوب جو چالیس دفعہ لگانے کیلئے کافی ہے۔ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

امیونو ہر بڑے دوا فروش سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

میسرز پی کاک ٹریڈنگ کمپنی (انڈیا) پوسٹ بکس ع لاہور

مرکنٹائل پریس لاہور میں لالہ بھگونت رائے